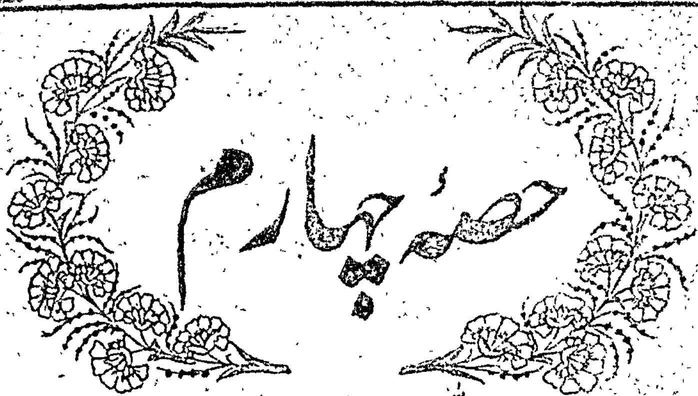
فہرست ابواب دولت ہسپانیہ عرب حصۂ چہارم



حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

جہور کا بادشاہ منتخب ہونا۔ اُس کی حکومت اور صوبہ جات کی حالت

قرطبہ مین بنی امیہ اسپین کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اس کی پہلی وجہ تو یہ تھی کہ شیوخ اور والیون نے چاہا کہ اس نامور خاندان کے زوال سے خود عروج حاصل کرین دوسرے یہ کہ عام لوگون کے دلون مین بھی یہ بات جم گئی تھی کہ خدا نے اب اس خاندان کی قسمت مین زوال لکھ دیا ہے۔ لہذا کونسل مشیران سلطنت اور جامع قرطبہ کے رکن جمع ہوئے اور غور کرنے لگے کہ اب کیا تدبیر اختیار کی جائے۔

اُنھون نے کہا کہ ہر شخص جانتا ہے اور اس مین کسی کو شک نہین کہ ساری مملکت اسپین مین بنی امیہ مین سے کوئی چھوٹا یا بڑا۔ امیر یا غریب باقی نہین ہے۔ پھر انھون نے جہور کی خوبیون اور اعلی صفات پر نظر کی جو ایک ہوشیار اور عقلمند وزیر تھا اور ایسے حاجبون والیون اور وزیرون کی نسل سے تھا جو ہمیشہ ان گزشتہ بادشاہون کو مشورہ دیتے رہے تھے عام لوگ بھی اس مشہور و معروف شخص کی بہت قدر اور عزت کرتے تھے اور ہر فریق کو اُس سے محبت تھی۔ ہنگامے اور خانہ جنگی کے خطرناک زمانے مین بھی جہور اُن سب

جھگڑون سے اس قدر الگ اور غیر طرفدار رہا تھا اور عام لوگون کے ساتھ اُس کا برتاؤ ایسا منصفانہ تھا کہ اُس زمانے مین اس کی کوئی مثال نہ پائی جاتی تھی۔ اِس کے علاوہ اُسے ہمیشہ عام لوگون کی بھلائی کی فکر رہتی۔

ہر شخص جہور کی ان خوبیون کو جانتا تھا لہذا ہر رکن نے اسی کے موافق رائے دی اور وہ بادشاہ منتخب کیا گیا۔ دار السلطنت کے سب لوگون نے نعرہ ہائے مسرت کے ساتھ اس کا اعلان کیا لیکن یہ بھی واقعہ ہو کہ بعض لوگ ایسے موجود تھے جو اس نئے بادشاہ کے طرز عمل پر شک کرتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ جہور کی اس ظاہری خاموشی اور انصاف پسندی مین حرص وہوس کی بو آتی ہو۔ لیکن ابوالحزم نے اپنے اخلاق اور برتاؤ سے سخت ترین دشمنون کو بھی اپنا طرفدار بنا لیا اور جو شخص اُسکے قریب آتا وہ بھی امید اپنے دل مین پیدا کرتا کہ اس کی سلطنت نہایت کامیاب اور شاندار ہو گی۔

نہایت احتیاط کے ساتھ جس سے اُس کی اعلیٰ فراست کا اظہار ہوتا تھا جہور نے شیخون۔ قائدون اور شہر کے معززین سے بیعت لینے کے بعد ایک نئی قسم کی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ حکومت کے کل اختیارات ایک کونسل کے سپرد کر دیے گئے اور جہور نے اپنے لیے سوا اُس دیوان یعنی کونسل کی صدارت کے اور کوئی چیز نہ رکھی۔ لہذا اب جو کچھ ہوتا یعنی جو حکم اور فرمان لوگون کے نام جاری ہوتے وہ اسی کونسل کی جانب سے ہوتے اور اگر کوئی شخص خاص بادشاہ کے نام درخواست دیتا تو وہ اُس پر یہ لکھتا کہ اس درخواست کو نہ مین منظور کر سکتا ہون اور نہ نامنظور۔ اِس کا فیصلہ کونسل کے اختیار مین ہو اور مین اس دیوان کا فقط ایک رکن ہون"

اس طرح جہور نے قرطبہ والون مین امن قائم کرکے ابتدا ہی سے اُن لوگون کا دل اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ شہر کے معزز لوگ دل وجان سے اُس کی حکومت کو

پسند کرنے لگے۔ اور سارے قرطبہ مین ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جو اس کی تعریف نہ کرتا ہو۔ اُس نے اپنی اعتدال پسندی کا ایک اور ثبوت یہ دیا کہ اپنا پرانا مکان چھوڑ کے قصر شاہی مین سکونت نہین اختیار کی۔ پھر جب وہان رہنا ضروری نظر آیا تو اُس نے وہان کے انتظام مین اس قدر تغیر کر دیا کہ اُس کی حیثیت معمولی مکان سے زیادہ نہ رکھی۔ نئے بادشاہ نے شاہی قصر کے اُن بیشمار نوکرون اور غلامون کو موقوف کر دیا جو بنی امیہ کے زمانے مین نظر آیا کرتے تھے۔ شاہی گارڈ کے جوانون کا زیادہ حصہ بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ غرض شاہی قصر کے ہر صیغے مین ایسی مناسب تخفیف کر دی کہ بہت جلد اس کا نتیجہ ظاہر ہونے لگا۔

جہور کے بہت سے قابل تعریف کامون مین ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ مخبرون اور فرضی قانون دان لوگون کا گروہ جو عوام مین جھگڑے اور فساد پیدا کرتا اور مقدمون کو طول دیا کرتا تھا موقوف کر دیا گیا۔ اُن کی جگہ بادشاہ نے تجربہ کار قانون دان عہدہ دار مقرر کر دیے اور اُن کا معاوضہ بھی اُن کی خدمت کے مطابق افسران عدالت کی طرح مقرر ہوا۔ بادشاہ نے اُن لوگون کی بھی ممانعت کر دی جو بغیر علم یا تجربہ حاصل کیے طبیب بن جاتے تھے اور لوگون کا علاج کرنے لگتے تھے۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ ایک درسگاہ قائم کی جائے جس مین ایسے عالم مقرر ہون جو علمی اور عملی دونون تجربے رکھتے ہون۔ اور وہ ہر شخص کا جو عام لوگون کے علاج یا شفاخانون کی ملازمت کے لیے پیش ہو امتحان لین اب بادشاہ نے شہرون کی ضرورتون اور ان کے سامان رسد کی طرف توجہ کی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز مین قرطبہ سارے اسپین کے غلے کا بازار بن گیا۔ اور ملک کے ہر صوبے کے لوگ اس بازار مین نظر آنے لگے۔

شاہ جہور کے حکم سے المجارف یعنی سرکاری محاصل وصول کرنے والے اور القائد یعنی پیداوار کی نگرانی کرنے والے عہدہ دار مقرر ہوے۔ بازار کے چوراہون اور پھاٹکون پر لوگ

مقرر ہوئے اور ان کا کام یہ تھا کہ اس بات کی نگرانی کرتے رہین کہ امن اور انصاف قائم رہے۔ اور ہر شخص جسے ضرورت ہو آزادی کے ساتھ جائے اور آسکے۔ اِن سب عہدہ دارون کا فرض تھا کہ اپنی کارگزاری کے واقعات مقررہ اوقات مین سلطنت کی کونسل مین پیش کیا کرین۔

جن وزیرون کے ذمے شہر کا انتظام اور اس کی حفاظت تھی بادشاہ نے اُنھین نہایت احتیاط کے ساتھ منتخب کیا اور انھین پر اُسے سب سے زیادہ بھروسہ تھا۔ ان عہدہ دارون نے شہر کے ہر حصے کے معزز باشندون مین ہتھیار تقسیم کیے تاکہ وہ اپنے اپنے حصے کی جس سے وہ واقف تھے بخوبی نگرانی کرسکین۔ دُکانون اور مکانون کے راستے ان کے حکم مطابق ایک مقررہ وقت پر بند کردیے جاتے۔ اور سارے شہر کی ہر ہر گلی مین پھاٹک تھے تاکہ امن پسند لوگ جو اس قدر پریشان ہو چکے تھے اب نہ ستائے جاسکین اور رات کے وقت مجرمون کو ایک حلقے سے دوسرے حلقے مین بھاگ جانے اور قانونی گرفت سے نکلنے کا نہ موقع ملے۔ جو لوگ رات کو نگرانی کے لیے مقرر ہوئے اُن کا فرض تھا کہ اچھی طرح دیکھ بھال کرتے رہین اور جب اپنی نوکری کا وقت پورا کرکے اپنے مکان جائین تو اُنھین جو اُن کی جگہ آئین پورا حال جو کچھ اُنھون نے دیکھا ہو یا اُن کے وقت مین پیش آیا ہو بیان کردین تاکہ وہ لوگ بھی ہر طرح تیار ہو جائین۔

ان تدابیر سے شہر کے لوگ امن وامان کے ساتھ انصاف کے سایے مین بسر کرنے لگے۔ باشندے خوش حال تھے تاجر اور اہل پیشہ مالدار ہونے لگے۔ اور سب لوگ جہور کو دعائین دیتے جو اپنے تخت پر بیٹھا ہوا گویا ایک برج کی بلندی سے سلطنت کے انتظام اور اُس کی چھوٹی چھوٹی ضرورتون کو تیز نگاہون سے دیکھ رہا تھا۔

شاہ جہور نے اپنے بادشاہ منتخب ہونے کا حال صوبہ جات کے والیون کو لکھا اور اُن سے خواہش کی کہ حاضر ہو کے اُس کے ہاتھ پر اطاعت و فرمان برداری کی قسم کھائین لیکن اُنھین سے اکثر نے مخالف

بہانون کے ساتھ معذرت کی اور لکھا کہ ہم اس وقت بعض ضروری کامون مین مشغول ہین جن کی وجہ سے قرطبہ نہین آسکتے لیکن اپنی طرف سے جھوٹی اطاعت گذاری کے اظہار مین بھی کمی نہین کی اور یہ بھی لکھا کہ آپ کے منتخب ہونے پر ہمین بہت خوشی ہوئی اور امید ہے کہ آپ کا زمانہ نہایت کامیابی اور امن کے ساتھ بسر ہوگا۔ لیکن چند والی ایسے بھی تھے جنھون نے جہور کے انتخاب سے اپنی نارضامندی ظاہر کردی۔ یہ طلیطلہ۔ سرقسطہ۔ ملاغہ۔ اشبیلیہ۔ غرناطہ اور باجوس کے والی تھے۔ جہور انکا مقصد سمجھ گیا کہ یہ لوگ سلطنت کو تقسیم کرکے ملک مین بدامنی پیدا کرنا چاہتے ہین لیکن اُس نے اپنا خیال عام طور پر ظاہر نہین کیا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ سارے ملک مین امن و امان قائم ہو اور پھر پہلے کی طرح خوش حال ہو جائے لہذا اُس نے ان لوگون کو دوبارہ لکھا اور اُن کے جوش کی تعریف کی کہ اپنے علاقے مین وہ کیسی بیدار مغزی سے حکومت کر رہے ہین اور وہان کی رعایا کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا اچھا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اُس نے یہ بھی بتایا کہ سلطنت کی حفاظت اور اُس کی خوش حالی کا دارومدار اسی پر ہے کہ کل صوبہ جات اتفاق اور یکجہتی سے ایک ہی حکومت کے تابع رہین۔ پھر اُس نے امید ظاہر کی کہ مین بہت جلد ملک کو اسی حالت مین دیکھنا چاہتا ہون۔ عقلمند جہور ملک کی بہبودی کے لیے یہ تدبیرین کر رہا تھا۔ اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ اُن صوبہ جات کی دراصل کیا حالت تھی اور والیون نے کس طرح اپنے صوبہ جات مین خود مختاری حاصل کرلی تھی۔

اشبیلیہ کا والی جس نے اس زمانے مین سارے ضلع مین اختیار حاصل کرلیا تھا محمد بن اسمٰعیل بن عباد تھا جو ابو القاسم کے لقب سے مشہور تھا۔ اُس کے خاندان کا آغاز حمص سے ہوا تھا اور بیان کیا جاتا ہے کہ جب بلج بن بشر القیسی نے اندلس پر حملہ کیا تو اُس کے ہمراہ دو شامی سردار تھے جن کے نام عطّاف بن نعیم اور نعمان

بن المنذر بن علقمی تھے۔ یہ دونون العریش کے رہنے والے تھے جو شام اور مصر کے درمیان مین سر حد الجفر کا ایک قصبہ ہے۔ یہ قبیلۂ بنی لخم سے تعلق رکھتے تھے اور عباد کے خاندان والے انہین کی نسل سے تھے۔ انہین اپنے نسب اور اس کی قدامت پر بڑا ناز تھا اور کہتے کہ ان کے آباؤ اجداد اشبیلیہ مین اُس زمانے مین آکے آباد ہوئے تھے جبکہ حسام بن ضرار نے لوگون مین زمینین تقسیم کی تھین۔ عطاف بن نعیم نے قریۂ یمین مین رہنا اختیار کیا جو صوبۂ اشبیلیہ کے ضلع تاشنہ کا ایک گاؤن ہے۔

محمد کے باپ اسمٰعیل بن عابد نے جوجہور بن محمد بن جہور کے زمانے مین وہان حکومت کر رہا تھا اپنی دانائی اور بے شمار دولت کی وجہ سے سارے اندلس مین نام پیدا کر لیا تھا۔ خانہ جنگی کے زمانے مین اور اُس کے بعد بھی وہ اپنی حالت پر قائم رہا۔ اور ایسی شان و شوکت اور نمائش کے ساتھ بسر کرتا کہ اُس کی حیثیت بادشاہ سے کم نظر آتی۔ سارے اسپین مین کوئی اور امیر ایسا نہ تھا جو اس معاملے مین اُس سے بڑھ جاتا یا کم سے کم اُسکا مقابلہ کر سکتا۔ اُس کی زمینین کئی علاقون مین واقع تھین اور ہر قسم کے بے شمار مویشی اُس کے پاس تھے اُس کے نوکرون اور غلامون کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی اور وہ اپنی دولت کو اس طریقے سے صرف کرتا کہ لوگون مین اُس کی فیاضی کی دھوم تھی خانہ جنگی کے زمانے مین جو مشہور سردار اور امرا قرطبہ سے بھاگے اُنھون نے جا کے اسی کے مکان مین پناہ لی۔ اور وہ اِن لوگون کے ساتھ ایسے اخلاق اور مہربانی سے پیش آیا کہ وہ سب اُس کے طرفدار ہوگئے اِس کے علاوہ اُس کی رائے ایسی ٹھیک اور صائب ہوتی کہ جو شخص اُس کے پاس آتا اُس کی تعریف کرتا۔ اِس طرح چالاک اسمٰعیل کو اپنے مقصد مین بہت کامیابی ہوئی۔

لیکن اسمٰعیل کو اپنی زندگی مین پوری طرح کامیابی نہ ہوسکی۔ اور اُس کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے محمد نے اُسی کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ کر لیا۔ شاہ القاسم بن

حمود نے اُسے اشبیلیہ کا قاضی مقرر کر دیا اور اُس بادشاہ کو اس کی وفاداری پر پورا اطمینان اور بھروسہ تھا۔ لیکن چالاک محمد بن اسمٰعیل نے اپنے باپ کی پیروی مین قرطبہ کے ہنگامون سے پورا فائدہ اُٹھایا یہان تک کہ القاسم کو قرطبہ سے بھاگنا پڑا اور اُس نے اشبیلیہ کے نواح مین آ کے پناہ لی تو اس ناشکرگزار قاضی نے خود اُس شہر پر قبضہ کر لیا۔ اور یہ چالاکی اُس نے اپنے باپ اسمٰعیل بن عابد سے سیکھی تھی۔

یہ واقعہ سنہ ۴۱۲ھ کا ہے۔ اُس صوبے کے سب مشہور شیخون اور وزیرون نے محمد بن اسمٰعیل کی اس کوشش مین مدد کی تھی۔ ان مین وہ لوگ بھی تھے جو سلطنت کے وفادار تھے اور اپنے عہدون کی وجہ سے بہت شہرت اور اثر رکھتے تھے۔ محمد بن اسمٰعیل نے اُنھین زیادہ تر روپیہ کے زور سے اپنا طرفدار بنا لیا تھا اور بعضون کو کسی اور تدبیر سے اُس پھندے مین جکڑ لیا تھا۔ غرض اس وقت وہ سب اس کے نہایت پرجوش حامی و مددگار تھے۔ نحو کے مشہور عالم ابوبکر زبیدی جو شاہ ہشام ثانی کے استاد تھے محمد بن اسمٰعیل کے پرجوش طرفدارون مین تھے۔ عریقہ اور دیگر مقامات کے مشہور لوگون کا بھی یہی حال تھا یہ لوگ یا تو ملازمت کی وجہ سے اُس کے ہم خیال ہو گئے تھے یا دوستی کی وجہ سے اُسکا دم بھرتے تھے۔ جنوبی اسپین مین اعلی عہدون پر رفتہ رفتہ محمد بن اسمٰعیل کے طرفدار مقرر ہو گئے۔ اب اُسے اپنی خودمختاری کے اعلان کرنے مین کوئی روک نہ تھی جسکی وہ بہت دنون سے کوشش کر رہا تھا۔ اور اس کا اظہار اس وقت ہوا جب کہ شاہ یحیٰی کے مقابلے مین اُس نے بغاوت کی اور سنہ ۴۱۶ھ مین مقام زوندہ کے قریب اُس پر نمایان فتح حاصل کر لی۔ اِس کے بعد محمد بن اسمٰعیل نے قوت و اقتدار کے حاصل کرنے مین کسی وقت کمی نہین کی۔ اور صوبہ اندلوسیہ کے ہر چھوٹے۔ بڑے اور مضبوط قلعے پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس زمانے مین چند نجومی اور زائچہ بنانے والے تھے جنھون نے محمد بن اسمٰعیل کے

۵ سنہ ۱۰۲۲ع یا سنہ ۱۰۲۳ع (کانڈی)

لیے یہ پیشین گوئی کی تھی کہ اُس کی نسل اُس وقت تک حکومت کرتی رہیگی جب کہ صنہاجہ کے لوگ آ کے اُس کا خاتمہ کر دین گے۔ وہ لوگ اُس جزیرۂ صنہاجہ کے اصلی باشندے نہ ہون گے۔ محمد بن اسمعیل فوراً سمجھ گیا کہ نجومیون کی پیشین گوئی مین جن لوگون کی نسبت مبہم طور پر بتایا گیا ہے وہ برزالی کے خاندان والون کے سوا اور کوئی نہین ہو سکتے جنھون نے حاجب المنصور بن ابی عامر کی دوستی اور تعلقات کی وجہ سے اندلوسیہ مین کئی وسیع حکومتین اور اعلیٰ عہدے حاصل کر لیے تھے۔ ان عہدہ دارون مین محمد بن اسمعیل کو سب سے زیادہ شبہ محمد بن عبداللہ برزالی پر تھا جو قرمونہ اور اقیجہ کا حاکم تھا اور اسپین کی خانہ جنگیون اور نجی حمود کے جھگڑون کی وجہ سے اُس نے ان شہرون مین اپنی ایک خود مختار حکومت قائم کر لی تھی۔ لہذا محمد بن اسمعیل نے ارادہ کر لیا کہ سب سے پہلے اُس پر حملہ کرے اور اُسے حکومت سے محروم کر کے بالکل تباہ و برباد کر دے۔ اس خیال سے وہ قرمونہ کا محاصرہ کرنے والا تھا کہ قرطبہ سے شاہ جہور کا خط ملا۔ مگر اس خط نے بھی اُس کے ارادے مین کوئی تغیر نہین ہونے دیا۔ اُس نے چاہا کہ جس قدر جلد ممکن ہو پہلے اپنے اس دشمن کو تباہ و برباد کر دے جس کی طرف سے دل مین ایک قسم کا خوف پیدا ہو گیا تھا تاکہ اس آنے والے جھگڑے کے لیے زیادہ عمدگی اور یکسوئی کے ساتھ تیار ہو سکے۔

جب شاہ یحییٰ کے انتقال کی افسوس ناک خبر شہر ملاغہ مین پہنچی تو وہان کے باشندون نے اپنے قاصدون کے ذریعے سے افریقہ مین ابو جعفر احمد بن ابی موسیٰ اور صقلبی سردار نجی کو اس کی اطلاع دی۔ ابو جعفر کا لقب ابن بقیہ تھا اور یہ دونون سردار اُس ملک مین حکومت کر رہے تھے۔ لہذا بغیر کسی تاخیر کے وہ دونون اسپین مین اُتر آئے۔ مقتول شاہ یحییٰ کے بھائی ادریس بن علی بن حمود کو وہ اپنے ساتھ لائے اور ملاغہ مین اُس کی سلطنت کا اعلان کر دیا۔ اُس کا لقب المتعالی رکھا اور امیر المومنین کا خطاب دیا

یحیی کا بھائی ادریس بن علی ملاغہ مین تخت نشین ہونے سے پہلے سبطہ مین تھا۔ اور اُس شہر اور طنجہ کی حکومت چند روز سے اُسی کے ہاتھ مین تھی۔ اب اُس کے شیوخ یعنی سرداروں نے یہ مشورہ دیا کہ اپنی جگہ یحیی کے بیٹے حسن کو سبطہ کا والی مقرر کر دے مرحوم شاہ یحیی کے دو بیٹے تھے۔ ادریس بڑا تھا اور حسن چھوٹا۔ لیکن کم عمری کی وجہ سے دونون مین کوئی اس قابل نہ تھا کہ بادشاہ بنایا جا سکے لہذا چھوٹا بھائی جیسا کہ بیان کیا گیا سبطہ کا والی مقرر ہوا۔ اور وہ سنہ ۴۳۰ھ تک وہان حکومت کرتا رہا۔ چونکہ دونون ابھی بہت کم عمر تھے لہذا اُسی پر عمل کرتے جو دوسرے لوگ اُنھین مشورہ دیتے۔

شاہ یحیی کا بھائی ادریس سنہ ۴۱۵ھ مین ملاغہ مین تخت نشین ہوا۔ وہ بڑا نیک نفس اور فیاض تھا۔ اِس سے پہلے جو لوگ جلا وطن کر دیے گئے تھے اُنہین واپس آنے کی اجازت دیدی اور اُن کی جو املاک ضبط کر لی گئی تھی وہ بھی واپس دلا دی۔ اس کے سوا ادریس بے انتہا خیرات کرتا۔ ہر جمعہ کو وہ پانچ سو طلائی ڈبلون غریبون اور محتاجون کو دے دیتا۔ اُس نے تعلیم بھی بہت اچھی پائی تھی۔ اکثر درسگاہون مین جایا کرتا اور غریبون اور بیکسون کے پاس جا کے اُن کی خبرگیری کرتا۔ مختصر یہ کہ ہر شخص جس قسم کی مدد چاہتا بادشاہ کی فیاضی اور نیک دلی کی بدولت اُسے مل جاتی۔ اُس کے دو وزیر تھے صقلبی نجی جو اُس کی طرف سے افریقہ مین حکومت کر رہا تھا اور ابن بقیہ جو اپنے عزیز موسی بن عفان کے مشورے سے ملاغہ مین حکومت کر رہا تھا۔ موسی بادشاہ کا وزیر اور حاجب تھا۔ اور نجی افواج کا سپہ سالار تھا۔

لیکن یحیی بن علی کی افسوسناک موت سے جزیرۃ الخضرا مین ایک گروہ اور پیدا ہو گیا۔ یہ لوگ القاسم بن حمود کے بیٹون کے طرفدار تھے جو اس وقت المغاربہ کے ایک نہایت معزز شیخ ابو الحجاج کی نگرانی مین تعلیم پا رہے تھے۔ جب اُس شیخ کو یحیی بن علی کی موت کا حال معلوم ہوا اُس نے المغاربہ کے لوگون کو الجزیرہ مین جمع کیا اور اُن

جنشیون سے جو اُس ملک کے باشندے تھے کہا اب مین ان دو نوجوانون محمد اور حسن کو
تمھارے سامنے پیش کرتا ہون یہ تمھارے سردار القاسم بن حمود کے بیٹے ہین اور یہی تمھارے
حقیقی بادشاہ ہوسکتے ہین۔ کیونکہ نسل شاہی سے ہین یہی تمھارے سردار ہون گے اور
تمھین خوش وخرم رکھین گے بشرطیکہ تم اپنی وفاداری اور جرأت سے ان کی مدد کرو"
جنشیون نے اپنی تلوارین نکال لین اور قسم کھائی کہ اُن کی اطاعت کرین گے اور
اپنے بادشاہ کی اولاد کے حقوق کو برقرار رکھنے مین اپنی جان تک دے دین گے اِس پر
محمد بن القاسم نے اگرچہ ابھی بچہ تھا اُٹھ کے اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میرے لیے یہ بات
ہمیشہ باعث فخر ہوگی کہ مین اپنے جنشیون کا ساتھی اور اُن کا سپہ سالار رہون۔

اسی طرح غرناطہ مین بھی ایک جھگڑا پیدا ہوگیا کیونکہ جبوس بن ماکسن نے جو اس وقت
وہان حکومت کر رہا تھا اور سپہ سالار جبوس بن ماکسن بن زیری صنہاجی کا بھتیجا تھا
شاہ جہور کے حکم کی تعمیل سے انکار ہی نہین کر دیا بلکہ کہا کہ اُسے قرطبہ کے تخت پر بیٹھنے کا
کوئی حق نہین ہے اپنے چچا جبوس بن ماکسن کے مشورے کے مطابق جو اُسے اپنی جگہ حکومت
کرنے کے لیے چھوڑ کے ۴۲۰ھ مین المغرب چلا گیا تھا اُس نے ملاغہ اور قرمونہ کے
والیون سے دوستی پیدا کی اور اُن کے ساتھ شامل ہو کے اشبیلیہ اور قرطبہ کے خلاف
کارروائی شروع کر دی۔

اسپین کے سارے جنوبی حصے اور جزائر افریقہ۔ میورقہ اور منارقہ پر عامریون کا قبضہ
تھا جو حاجب المنصور محمد بن ابی عامر اور اس کے بیٹون عبدالملک اور عبدالرحمن کے
زمانے سے اُس پر حکومت کر رہے تھے اِس خانہ جنگی کے زمانے مین عامری ہمیشہ بنی امیہ
کے وفادار رہے تھے۔ اور جب قرطبہ کے بادشاہ ابن حمود نے خیران العامری پر فتح
پائی اور اُسے زندگی اور حکومت سے محروم کر دیا تو اُس کے ایک رشتہ دار زہیر العامری
نے جو دانیہ کا والی تھا خانہ جنگیون سے فایدہ اُٹھا کے اور دوسرے عامری سردارون

مدد سے کے مدینہ المیریا پر زبردستی قبضہ کر لیا۔

اُس وقت اِس شہر پر قاضی محمد بن القاسم زبیدی القیروانی حکومت کر رہے تھے جنھیں اشبیلیہ کے والی محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے اپنی طرف سے مقرر کیا تھا کیونکہ اُنھوں نے محمد بن اسمٰعیل کی بہت ہی اعلیٰ خدمتیں انجام دی تھیں اور شاہ قرطبہ قاسم بن حمود کے زمانے مین اُس کی طرفداری کی تھی۔ لیکن زہیر العامری کے سخت حملے مین ہوشیار اور بہادر قاضی محمد زبیدی شہر المیریا کی حفاظت کرتے ہوے مارے گئے۔

اب زہیر العامری نے دانیہ کی حکومت علی بن مجاہد کے سپرد کی جس نے اپنے باپ ابوجیش مجاہد بن عبداللہ حاکم میورقہ سے شہر قسطلان کو ورثہ مین پایا تھا۔ ابوجیش اپنے علاقے مین خودمختار تھا اور اپنے کو امیر کہتا۔ اُس کی ایک بیٹی محمد بن اسمٰعیل بن عباد کے عقد نکاح مین تھی جو پہلے اشبیلیہ کا قاضی تھا لیکن بعد مین خودمختار بادشاہ ہو گیا

جزائر مین احمد بن رشیق ابوالعباس حکومت کر رہا تھا۔ وہ مرقیہ کے خاندان بنی زبید سے تعلق رکھتا تھا اور بڑا قابل اور منصف فراج شخص تھا۔ سب عامری سردار اُس کی وقعت کرتے تھے اور اُس کی موت کے وقت تک جو ۴۴۰ھ مین واقع ہوئی ان جزیرون کے لوگ نہایت امن کے ساتھ بسر کرتے رہے۔

تدمیر کا سارا علاقہ بھی المیریا مین شامل تھا اور زہیر العامری کی جانب سے شریف سردار شیخ ابوبکر احمد بن اسحٰق بن سعید بن طاہر القیسی وہان حکومت کر رہا تھا۔ وہ قبیلہ قیس سے تعلق رکھتا تھا جو افریقہ کے مشہور قبائل مین ہے۔ وہ نہایت منصف اور خوش اخلاق آدمی تھا اور القادم کے نام سے حکومت کرتا رہا اور اپنے لیے سوا مصلح کے اور کوئی لقب نہ اختیار کیا۔ العامریین کا وہ بڑا پرجوش حامی تھا اور ایسی وفاداری کے ساتھ اُن کی خدمت کرتا رہا کہ اُس زمانے کے دوسرے لوگون مین ایسی عمدہ مثال بہت مشکل سے پائی جاتی ہے۔ وہ بہت مالدار اور

نیک شخص تھا لہذا اپنے علاقے کو بہت فائدہ پہونچاتا رہا اور مرقیہ کی زمین اپنے سردار کی ماتحتی مین بہت خوش حال تھی۔ اُس کا ایک بیٹا عبدالرحمن تھا جو اپنی نوجوانی مین ہی ایسا محتاط تھا کہ باپ کی بیشمار خوبیان اُس مین بھی پیدا ہو گئی تھین۔

بلنسیہ اور اُس کے ماتحت علاقے پر جو سرزمین اسپین کا بہترین حصہ تھا عبدالعزیز ابوالحسن بن عبدالرحمن بن ابی عامر حکومت کر رہا تھا عبدالعزیز وہان کا والی تھا مگر اپنی قوت اور شرافت کی وجہ سے امیر کہلاتا اور لوگون نے اُس کا لقب المنصور رکھا تھا کیونکہ وہ حاجب اعظم محمد المنصور بن عبداللہ ابی عامر کا پوتا تھا۔ اِس والی نے اپنا طرز عمل ایسا اچھا رکھا تھا کہ سب عامری سپہ سالار اُس کا دم بھرتے تھے۔ اور زہیر بھی اُسے بہت چاہتا تھا غرض اُس خاندان کے طرفدار اُسے اپنا سردار سمجھنے لگے اور اُن کی کل زمینین اسی کے قبضے مین آگئین۔ عبدالعزیز ۱۲ ھ سے بلنسیہ کا والی اور حاکم تھا۔ عامری سردار لبون اور مبارک اُسی کی طرف سے مربطر اور شاطبہ پر حکومت کر رہے تھے۔ اور وہ سب ایک دوسرے کے ہم خیال اور مدد و معاون تھے لہذا قرطبہ والون اور وہان کے نئے بادشاہ ابن محمد جہور کے بالکل مخالف تھے۔

سرقسطہ کا امیر اور خود مختار بادشاہ المنذر بن ہود بن یحیی بن حسین تھا جو عرب کے مشہور قبائل التجیبی اور الغسانی سے تعلق رکھتا تھا۔ خانہ جنگی کے آغاز مین خیران العامری کے ساتھ ایک معاہدے کی بنا پر وہ سرقسطہ اور سارے مشرقی اسپین کا حاکم بن گیا تھا۔ وہ سرحد کا والی بھی تھا اور اپنی غیر معمولی بہادری اور قوت کی بدولت اُس نے المنصور کا مشہور خطاب حاصل کر لیا تھا۔ اُس کے طرز عمل سے شاہان قرطبہ کو اُس پر کامل اطمینان تھا اور اس کے ساتھ اُس کی دانائی اور فیاضی کی وجہ سے عام لوگ بھی طرفدار ہو گئے تھے۔ جہور کے انتخاب کے متعلق المنذر بن ہود بن یحیی بن حسین نے فوراً اس بادشاہ کے خط کا جواب لکھا اور اُسے مبارکباد دی۔ لیکن اپنی اطاعت گذاری

کے متعلق ایک لفظ بھی نہ لکھا۔ پھر سرحد کی حفاظت کے لیے اپنی طرف سے پورا اطمینان دلایا
ہو نہ سکا اور اُس کے اطراف مین والی معن بن التجیبی خود مختاری کے ساتھ حکومت کر رہا
تھا۔ اُس نے حاجب عبدالرحمن بن المنصور بن ابی عامر کی بیٹی بریحہ کے ساتھ شادی کر لی تھی۔
غرض اسپین کا سارا جنوبی اور مشرقی حصہ عامریون اور تجیبیون کے قبضے مین تھا جو آپس مین
ایک دوسرے کی دوستی یا شادی یا دیگر تعلقات کی وجہ سے متفق ہو گئے تھے اور ان
اضلاع کے سردارون یا بادشاہون مین نہایت قوی تعلقات موجود تھے۔ لہذا وہ اپنی
قوت کو اس قدر مضبوط دیکھ رہے تھے کہ نئے بادشاہ قرطبہ کے سامنے اطاعت و فرمانبرداری
قبول کرنے کا خیال بھی اُن کے دل مین نہ آتا۔

لوسی طانیہ اور الغرب مین بنی الافطس نے قوت حاصل کر لی تھی اور عجمی شاپور کے
بعد سے عبداللہ بن مسلمہ التجیبی بن الافطس بکناسی وہان حکومت کر رہا تھا۔ شاپور شاہ
الحاکم کے محل کا داروغہ تھا اور شاہ ہشام ثانی کے زمانے مین آلراق کا والی مقرر ہوا
تھا۔ یہی شاپور نوجوان عبداللہ محمد بن الافطس کو اپنے ساتھ سرحد پر لے لیا اور اُس کے
دل مین اس نوجوان کی اتنی وقعت تھی کہ بغیر اُس سے مشورہ لیے کوئی اہم کام نہ کرتا آخر مین
وہ بالکل اُسی کی مرضی پر چلنے لگا۔ اُسے مختلف عزتین دین اور کئی نمایان خدمتون پر مقرر
کرنے کے بعد اُسے مریدہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ خانہ جنگی کے زمانے مین شاپور نے انتقال کیا
اور عبداللہ بن مسلمہ نے جو پہلے ہی ایک حد تک والی ہو چکا تھا اُس کی جگہ حکومت اختیار
کر لی اور علاقہ الغرب کا خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اُس نے اپنا لقب المنصور رکھا اور اُس کے
غرور کی یہ حالت تھی کہ اس خط کو جو جہور نے اُس کے پاس بھیجا تھا بڑی حقارت کے ساتھ دیکھا
وہ اپنے کو اس علاقے مین اس قدر مضبوط خیال کرتا تھا کہ اپنے بیٹے محمد کو جو ایک ہونہار
نوجوان تھا اپنا ولی عہد مقرر کیا۔

اس خود ساختہ بادشاہ نے اپنا دربار باوجوس[1] مین قائم کیا۔ طرطوسہ اور ہوسنکا کے

[1] عربی مورخین نے اس شہر کا نام بطلیوس بتایا ہے۔ (مترجم اردو)

التجیبی اُس کے رشتہ دار تھے۔ اور سرقسطہ کے بنی ہود سے بھی اُس سے عزیزداری تھی۔
ان وجوہ سے عبداللہ بن مسلمہ بن الافطس اسپین کے حاکمون مین ایک بہت بڑا اور طاقتور بادشاہ خیال کیا جاتا۔

طلیطلہ مین حاجب اسمٰعیل بن ذی النون نے جو نصرالدولہ المظفر کے لقب سے مشہور تھا شہر پر قبضہ کر لیا تھا اور اُس کے نواح پر اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ وہ ایک مشہور اور بہادر سپہ سالار تھا لیکن نہایت مغرور اور بلند حوصلہ شخص تھا۔ یہ چاہتا تھا کہ سارے اسپین کا بادشاہ ہو جاؤن۔ وہ کہتا کہ میری عالی نسبی اور شرافت کی وجہ سے اور اس خیال سے کہ میرے آباواجداد اسپین کی اعلیٰ خدمتون پر ممتاز رہے ہین مجھے اسپین کے سب بادشاہون پر فوقیت حاصل ہونی چاہیے۔ اور قرطبہ اور اشبیلیہ کے امیر بھی میری سرداری کو قبول کر لین
لہٰذا جب جہور نے حاجب اسمٰعیل بن ذی النون کے پاس خط بھیجا اور اُس سے اطاعت و فرمان برداری کا وعدہ چاہا تو اُس نے نہایت حقارت کے ساتھ تکبرانہ شان سے جہور کو جواب دیا کہ تم اپنے اُس ناقابل لحاظ قطعہ زمین پر قناعت کرو جو تمھین قرطبہ مین نصیب ہو۔ اسی جواب مین اُس نے جہور کو یہ بھی نصیحت کی کہ تم اُس زمانے سے زیادہ وہان کے بادشاہ نہین رہ سکتے جب تک کہ اس صوبے کے کمزور لوگ تمھین پسند کرین۔ اور مین (اسمٰعیل) اسپین کے اندر یا اُس کے باہر سوا اُس حاکم ارض و سما کے کسی کو اپنا بادشاہ نہین تسلیم کرتا۔

اسی نامور سردار کے ساتھ السہلہ اور شنطارم ابن رزین کا حاکم شریک تھا جو عقیل بن خلف بن رزین کہلاتا تھا۔ صوبۂ قرطبہ مین السہلہ کا علاقہ اُسے ورثہ مین ملا تھا اور مشرق مین شنطارم ابن رزین بھی اُسی کے قبضے مین تھا ۱۰۱۲ء سے اُس کے

ع۵ دی مارلس لکھتا ہے کہ اس اسمٰعیل بن ذی النون کا لقب المامون بھی تھا اور ہسپانی تاریخون مین اس کا ذکر اکثر اسی نام سے کیا گیا ہے۔ لیکن فرانسیسی مورخ اُسے المیمنون کے نام سے یاد کرتے ہین۔ (مترجمہ انگریزی)

آبا واجداد ان مقامات کے حاکم رہے تھے۔ اور اُس کے خاندان کا پہلا سردار حاجب عز الدولہ ابو محمد حقیل بن رزین تھا۔

المنذر بن یحییٰ بھی اسمٰعیل بن ذی النون کا طرفدار تھا لہذا ان طاقتور سرداروں اور حاکموں کی دوستی پر اعتماد کرکے جو اُس کے قرب وجوار مین واقع تھے اُسے جہور کے خط کا حقارت اور نفرت کے ساتھ جواب دینے مین کوئی خوف نہین پیدا ہوا۔ اسی قدر نہین ہوا بلکہ حاجب نے ایسے سخت الفاظ خط کے جواب مین استعمال کیے کہ نا اتفاقی بڑھی اور ایک نئی خانہ جنگی شروع ہوگئی۔

ہولبہ۔ لبلا اور جزیرہ سالتیس یحییٰ یحسبی کے خاندان کے قبضے مین تھے۔ اور وہ لوگ اس علاقے پر اُس وقت سے قابض تھے جب کہ ان کے باپ احمد نے اُس صوبے پر اقتدار حاصل کرلیا تھا۔ یہ واقعہ ۴۱۴ھ کا ہے۔ اس خاندان کا ایک شخص جس کا نام ایوب تھا حاجب محمد المنصور کے زمانے مین قرطبہ کا والی اور قائدرہ چکا تھا۔ یہ سارا خاندان ہمیشہ شاہان قرطبہ کا مطیع و فرمان بردار رہا تھا۔ فقط اسی قدر نہین بلکہ یہ لوگ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے رہے کہ شاہان اندلس مین امن اور یکجہتی قائم رکھین۔

علاقۂ الغرب کا سنطارم جو مغربی سمندر کا ایک بندرگاہ ہے وزیر احمد بن سعید بن جعفر کے قبضے مین تھا جو سلیمان المستعین باللہ شاہ اسپین کا کاتب یعنی معتمد تھا۔ وزیر احمد اس علاقے پر اپنے داماد مریدہ کے سعید بن ہارون ابو عثمان کی جانب سے حکومت کرتا تھا جو آخر مین اس علاقے کا حاکم ہوا۔

لیکن اس اثنا مین اشبیلیہ کے حاکم محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے قرمونہ پر نہایت سختی کے ساتھ حملہ شروع کیا اور وہان کے والی محمد بن عبداللہ البرزالی کو محصور کرلیا اس محاصرے مین ایسی سختی کی گئی کہ غلے اور سامان رسد کے نہ پہونچنے کی وجہ سے محمد بن عبداللہ کو سوا اطاعت قبول کرنے کے اور کوئی چارہ نہ نظر آیا۔ لیکن اُس نے ارادہ

کر لیا کہ جس طرح ممکن ہو نکل جاؤں گا لہذا عین اس وقت جب کہ قرمونہ والے اپنا شہر اشبیلیہ کی سپاہ کے حوالے کرنے والے تھے وہ اپنے چند جان باز ہمراہیوں کے ساتھ نکل گیا اور استیجہ میں آکے پناہ لی جو اس وقت تک اُس کے قبضے میں تھا لیکن اُسے نظر آیا کہ یہ مقام بھی محفوظ نہیں ہے لہذا ملاغہ کے بادشاہ ادریس سے مدد مانگنے کے لیے روانہ ہوا۔ اِس کے علاوہ محمد بن عبداللہ نے اپنے بیٹے کو اسی غرض کے لیے صنہاجہ کے سردار کے پاس روانہ کیا جو آویرا اور غرناطہ پر حکومت کر رہا تھا اور اُس سے مدد مانگی۔ وہ سردار سواروں کی ایک منتخب جماعت کے ساتھ خود محمد بن عبداللہ کی مدد کے لیے آیا۔ ملاغہ کے بادشاہ ادریس نے بھی اپنے وزیر ابن بقیہ کو ایک بڑی جماعت کے ساتھ محمد بن عبداللہ البرزالی کی مدد کے لیے روانہ کیا کیونکہ یہ دونوں سردار اشبیلیہ کے حاکم ابن عباد کی روز افزوں قوت سے بہت ڈرتے تھے۔

لیکن ابن عباد ان تیاریوں کو جو اُس کے خلاف کی جا رہی تھیں خاموشی کے ساتھ دیکھتا ہی نہیں رہا۔ اُس نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو ایک نہایت عمدہ اور منتخب جماعت کے ساتھ اُن لوگوں کے مقابلے کے لیے بھیجا جو والی قرمونہ کی مدد کے لیے آرہے تھے۔ اور قبل اس کے کہ وہ پہونچانے والے ایک دوسرے سے مل سکیں اسمٰعیل نے دونوں جماعتوں کو بڑی کامیابی کے ساتھ شکست دیدی۔

جب ابن عباد کو اپنے بیٹے کی کامیابی کا حال معلوم ہوا اُس نے اپنے بہادر سواروں کی ایک اور جماعت اُس کے پاس بھیجی تاکہ وہ حاکم صنہاجہ اور سپہ سالار ابن بقیہ کا بخوبی تعاقب کر کے کامیابی کے ساتھ ان سے لڑ سکے۔

محمد بن اسمٰعیل بن عباد کے لوگ ایسی تیزی کے ساتھ روانہ ہوے کہ وہ حاکم صنہاجہ کے قریب پہونچ گئے اور اُسے خوف معلوم ہوا کہ میں سپاہیوں کی کمی کی وجہ سے مغلوب ہو جاؤں گا اور دشمنوں کو پہلی لڑائی فتح کر لینے سے بڑی کامیابی حاصل ہو جائے گی لہذا اُس نے ملاغہ کے سپہ سالار ابن بقیہ کے پاس فوراً کہلا بھیجا جو اُس مقام سے

ایک گھنٹہ کی مسافت پر مقیم تھا اور اُس سے درخواست کی کہ بغیر کسی تاخیر کے فوراً مدد کے لیے آجائیے میں آپ کے آنے تک لڑائی کو قائم رکھوں گا۔ اور یقین دلایا کہ اگر آپ اپنی فوج کے ساتھ آگئے تو یقیناً ہم ہی کو فتح حاصل ہوگی۔

اب اشبیلیہ اور صنہاجہ کے سپاہیوں نے ایک دوسرے پر بڑی بہادری کے ساتھ حملہ کیا۔ اشبیلیہ والے اس جنگ میں اپنی فتح یقینی سمجھے ہوئے تھے اور ارادہ کر رہے تھے کہ خاص صنہاجہ کے جھنڈے پر حملہ آور ہوں۔ دفعتہً اُنھیں نظر آیا کہ ابن بقیہ کی سپاہ بھی میدان جنگ میں آگئی ہے اور لڑائی میں شریک ہوگئی۔ ان نئے دشمنوں کے خلاف امید آجانے سے وہ لوگ جو اپنے کو فاتح سمجھے ہوئے تھے گھبرا گئے۔ اُنھوں نے اپنی باگیں موڑ دیں اور نہایت بے ترتیبی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگے۔

اب ان متحدہ فوجوں نے بھاگنے والوں میں نہایت سخت خونریزی کی۔ شاہ اشبیلیہ محمد بن عباد کا بیٹا اسمٰعیل ایک بہادر سپاہی کی طرح لڑتا ہوا مارا گیا۔ بلاغہ والوں نے اُس کا سر کاٹ لیا اور شاہ ادریس کے پاس بھیجا جو اس وقت کوہستان یا بستر میں نہایت سخت بیمار پڑا تھا۔ اور اپنی فوج کی کامیابی کا حال سُن کے بہت خوش ہوا۔

حاکم اشبیلیہ کو اس تباہی و بربادی اور اپنے بیٹے کو موت کا حال سن کے بہت افسوس ہوا۔ اب اُسے یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ جہور شاہ قرطبہ کہیں میری اس شکست اور کمزوری سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کرے اور مجھے زیادہ نقصان نہ پہونچائے اُسے یہ خیال بھی تھا کہ یہ سب لوگ جو میرے دشمن ہیں اور میرے خلاف متحد کوشش کر رہے ہیں ممکن ہے کہ مجھے بالکل تباہ و برباد کر دیں۔ لہذا عوام کو اپنا طرفدار بنانے اور ایک ایسا بہانہ ڈھونڈھنے کے لیے جو فقط اپنی خودغرضی پر مبنی نہ ہو محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے مندرجہ ذیل قصہ تصنیف کیا۔

اُس نے بیان کیا کہ "مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ شاہ ہشام بن الحاکم المؤید باللہ جس کے

متعلق بہت دنوں سے کچھ نہیں سنا گیا تھا قلعہ زاویہ میں ظاہر ہوا ہے۔ پھر کہا کہ یہ بدقسمت بادشاہ میرے پاس مدد مانگنے آیا تھا۔ لہذا اب میں اُس جائز اور حقدار بادشاہ کو پھر اسپین کے تخت پر بٹھانے کے لیے لڑائی جاری رکھنا چاہتا ہوں۔ چالاک اور مکار محمد بن اسمٰعیل نے یہ بھی ظاہر کیا کہ شاہ ہشام آجکل میرے قصر میں مہمان ہیں اور میں نے وعدہ کیا ہے کہ ضرور اُن کو تخت پر بٹھا دوں گا۔ کیونکہ فقط وہی میرے حقیقی بادشاہ ہیں۔ پھر اُس نے اسپین اور افریقہ کے معزز شیوخ صوبہ جات کے گورنروں اور بڑے شہروں کے والیوں کو اس غلط واقعے کی اطلاع دی۔ اُن میں بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جنھوں نے اُس کے اس غلط واقعے کو سچ جان لیا لہذا اُنھوں نے جواب میں اطاعت و فرمان برداری کے خط لکھے اور اپنی طرف سے اطمینان دلایا۔ اسی قدر نہیں بلکہ بعض مقامات پر شاہ ہشام بن الحاکم کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور محمد بن عباد نے اس بادشاہ کے نام کا سکہ اشبیلیہ کے دارالضرب میں تیار کرایا۔

لیکن سمجھدار اور عقلمند والیوں نے محمد بن اسمٰعیل کے اس فرضی قصے کو زیادہ وقعت نہیں دی۔ اور عوام میں جو ہلچل پیدا ہو گئی تھی اُس کی زیادہ پروا نہیں کی لیکن لوگوں میں کئی سال یعنی محرم ۴۲۷ھ تک اس کا تذکرہ رہا۔ اور اس کی وجہ سے محمد بن اسمٰعیل کو اپنے معاملات درست کر لینے میں بہت مدد ملی۔ لیکن شاہ جہور کو جو ملک میں امن و امان اور یکجہتی پیدا کرنا چاہتا تھا اس کی وجہ سے بڑی دقت کا سامنا پڑا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی ارادوں کو ضرور زوال ہوتا ہے۔ قسمت ہمیشہ راست باز شخص کا ساتھ چھوڑنے کے لیے تیار کھڑی رہتی ہے۔ اور نڈر اور بدکار لوگوں کا ساتھ دیتی ہے۔ اسی طرح یہ زمانہ بھی انصاف اور نیکی کا دشمن تھا۔ سارے اسپین کے والیوں میں اب حرص اور طمع اور شاہی اقتدار حاصل کرنے کی خواہش اس درجہ پیدا ہو گئی تھی کہ اُنھیں اپنے ذاتی فائدے کے سوا اور کسی بات کا خیال نہ آتا۔ عوام کی ترقی و بہبود کے خیال کو وہ حقارت کی

نظر سے دیکھتے اور اپنے منصف۔ نیک دل۔ اور بہی خواہ بادشاہ جہور کے کہنے کی بالکل پروانہ کرتے۔

دوسرا باب

مسلمانون مین خانہ جنگیان

اب ملاغہ۔ غرناطہ اور قرمونہ کی متحدہ فوجین مقام القلعہ مین پڑا ڈالے ہوئے تھین جو علاقۂ اشبیلیہ کا ایک شہر ہو۔ اور محمد بن عبداللہ برزالی نے پھر اپنے شہر قرمونہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ لہذا وہ اپنی جماعت کے ساتھ نکلا اور قرب وجوار کے قصبون کو تباہ وبرباد کرنے لگا۔ اُس کے لوگون نے اشبیلیہ کے چارون طرف کی زمینین برباد کردین۔ اُس شہر کے قریب تک پہونچ گئے۔ اور اپنی مرضی کے مطابق مختلف مقامات مین آگ لگاتے ہوئے الطرانیہ تک چلے گئے اور وہان پہونچ کے دم لیا۔

اس اثنا مین حاکم اشبیلیہ محمد بن اسمٰعیل اپنی فوجون کے جمع کرنے مین مصروف تھا اور اپنی مستقل مزاجی۔ دولت مندی اور بہادری کی شہرت کی وجہ سے جو اُسے زیادہ تر اپنے رسالے کے سپہ سالار مقام لبلا کے ایوب بن عامر یحییٰ یحیبی کی بدولت حاصل تھی ایک بہت بڑی فوج جمع کر لی۔ ایوب بن عامر یحیبی نے متحدین کو کئی لڑائیون مین شکست دی اور انھین اپنی سرحد کے باہر کر دیا۔ متحدہ سردارون نے اس شکست کا الزام ایک دوسرے کو دیا۔ آخرکار اُن کے دلون مین نفاق پیدا ہوا اور سب اپنے اپنے مقامون کو واپس گئے۔

سپہ سالار ایوب بن عامر یحیبی کو محمد بن اسمٰعیل کی اس اہم خدمت بجا لانے کے بعد امید تھی کہ ہولبہ اور جزیرہ سالیتس کی حکومت میرے سپرد کر دی جائے گی کیونکہ وہ ان مقامات پر محمد بن اسمٰعیل کی جانب سے حکومت کرتا تھا۔ اب اُسے

اُس کے بھائی احمد یحییٰ نے یہ خیال پیدا ہوا کہ مین یہان کا خود مختار بادشاہ بن جاؤن۔ اسی طرح بلادمین حکومت قائم کرلی تھی اور وہ وہان خود مختاری کے ساتھ حکومت کررہا تھا باوجودیکہ باجوس کے سردار ابن الافطس نے ایک جانب سے اور اشبیلیہ کے حاکم محمد بن اسمعیل نے دوسری جانب سے اُس کی مخالفت کی تھی اور دونون نے ایک خفیہ معاہدہ کرلیا تھا کہ اُس کے علاقے پر قبضہ کرلین گے۔

اسی زمانے مین مالغہ کے بادشاہ ادریس نے بہت دنون کی بیماری کے بعد انتقال کیا اور اُس کے سپہ سالار ابن بقیہ نے پوری کوشش کی کہ یحییٰ بن ادریس جو انجیان کے لقب سے مشہور تھا تخت پر بٹھایا جائے۔ شہر اور اُس کے نواح کے معزز شیوخ اور امرا نے بھی اُس کی تائید کی اور سب لوگون کی مرضی کے مطابق شہزادہ یحییٰ کی حکومت کا اعلان کیا گیا۔ لیکن جب ادریس بن علی کے انتقال کی خبر سبطہ مین پہونچی تو صقلبی نزیر نجی نے جو وہان حکومت کررہا تھا ایک دوسرے صقلبی سردار کو جس پر اُسے بھروسہ تھا اپنی جگہ حکومت کے لیے چھوڑدیا اور خود حسن بن یحیی بن علی کو لے کے اس ارادے سے آبنائے کے اس پار اُترا کہ شہزادہ حسن کو مالغہ کے تخت پر بٹھائے۔ شہزادہ حسن کے بچپن کے زمانے سے یہ صقلبی سردار اُس کا اتالیق رہا تھا اور اُسے اس شہزادے حسن بن یحییٰ بن علی پر اس قدر اختیار حاصل تھا کہ اُسے یقین تھا کہ مین ہی اسپین اور افریقہ کے دونون علاقون پر حکومت کرون گا۔

جب ابن بقیہ کو ان لوگون کے ساحل اسپین پر اترنے کی خبر ملی تو اپنے بہادر اور منتخب سوارون کے ساتھ مقابلے کو چلا اور صقلبی سردار نجی اور شہزادہ حسن بن یحییٰ کو مجبوراً القصبہ مین جا کے پناہ لینی پڑی۔ اور وہ لوگ اُس شہر کے اندر داخل ہوگئے کیونکہ اس مقام کا قائد اُن کا طرفدار تھا۔ ابن بقیہ نے فوراً بڑھ کے اُن کا محاصرہ کرلیا اور پے در پے حملے شروع کردیے۔ لیکن شہزادہ حسن کے ہمراہی بھی بہت بہادر اور

پر جوش تھے۔ اُنھوں نے بڑے استقلال اور جوانمردی کے ساتھ شہر کو بچایا اور جب نکل کے محاصرین پر حملہ کرتے تو اُنھیں بہت سخت نقصان پہونچا دیتے۔

بہر حال محاصرہ جاری رہا اور اب شہر مین قحط کے آثار نمایان ہونے لگے۔ لہذا صقلبی سردار نجی نے ایک تجویز پیش کی جسے محاصرہ کرنے والون نے منظور کر لیا۔ اُس کے شرائط حسب ذیل تھے۔ شہزادہ حسن بن یحیی اپنی حکومت سبطہ اور طنجہ مین واپس جائے اور یحیی بن ادریس کو اس شرط کے ساتھ ملاغہ کی حکومت دی جائے کہ وہ ایک معزز اور دولت مند تاجر شطیفی کو اپنا وزیر بنا لے کیونکہ نجی کو اُس پر بہت بھروسہ تھا۔ اس طرح صقلبی سپہ سالار اور اس کے ہمراہیون کو اس محاصرے سے نجات ملی جس مین انھون نے بہت تکلیفین اُٹھائی تھین اور باہر سے کسی مدد کی امید نہ تھی۔ شرائط صلح طے ہو جانے کے بعد نجی حسن بن یحیی کو لے کے اپنی حکومت سبطہ و طنجہ مین واپس گیا۔

حسن بن یحیی نے اپنے ایک چچا کی بیٹی کے ساتھ شادی کر لی تھی جس کا نام آسفا تھا یہ اُس کے چچا ادریس کی بیٹی تھی جو علی کا بھائی تھا۔ آسفا کے خیال سے حسن نے سبطہ مین اپنی خودمختاری کا اعلان نہین کیا۔ لیکن اس واقعے کے دو سال بعد صقلبی سردار نجی نے اپنے آقا شہزادہ حسن کو قتل کر ڈالا۔ بعض لوگ اس کی وجہ یہ بتاتے ہین کہ نجی اُس کی بی بی آسفا پر عاشق ہو گیا تھا۔ لیکن یہ غلط ہے۔ دراصل وہ یہ چاہتا تھا کہ مین ہی یہان کا خودمختار بادشاہ بن جاؤن۔ اور اس واقعے کے بعد اُس نے حکومت اپنے ہاتھ مین لے لی۔ جب حسن کے مارے جانے کی خبر ملاغہ مین پہونچی تو شاہ یحیی بن ادریس نے اپنے سب عزیزون کو اس کی اطلاع دی اور اُن سے درخواست کی کہ سب میرے ساتھ شریک ہو کے قاتل کو سزا دینے مین مدد کرین۔ لیکن قاتل نجی بھی ان واقعات سے بے خبر نہ تھا جس قدر فوجین ممکن تھین جمع کر کے وہ اندلس مین اتر آیا تاکہ جو لوگ اُس کے مقابلے پر جمع ہو رہے ہین اُن مین کسی نہ کسی تدبیر سے نفاق پیدا کر دیا جائے اور وہ ایک

دوسرے کے شریک نہ ہون - یہ بھی کہا جاتا ہو کہ سبتطہ سے روانہ ہونے کے قبل نجی نے شہزادہ حسن کے ایک معصوم بچے کو بھی قتل کرڈالا - لیکن بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ وہ کسی بیماری کی وجہ سے مرگیا - خدا ہی جانتا ہو کہ اصلیت کیا ہو -

باغی نجی نے اپنی عدم موجودگی مین سبتطہ اور طنجہ کا والی مربد بن اسلبی کو بنایا - نجی بہت دنون سے اسی کی فکر مین تھا لہذا اُس نے کافی غور کرلیا تھا اور سب تدبیرین سوچ لی تھین - اُس نے سوارون کا ایک بہت بڑا رسالہ اسی غرض سے قائم کیا تھا - اس مین ہر سوار کی تنخواہ دونی کردی اور انھین ساتھ لے کے روانہ ہوا - کیونکہ اس سپاہ کی وفاداری اور اُس کے افسرون کی تائید سے اُسے اپنے مقاصد مین کامیاب ہونے کا کامل یقین تھا -

آبنائے کو اُس نے جہازون کے ایک طاقتور بیڑے کے ذریعے سے عبور کیا اور اترتے ہی ملاغہ کے دو قلعون پر قابض ہوگیا - اور اچانک حملہ کر کے القصر مین داخل ہوگیا کیونکہ وزیر شطیفی کے ذریعے سے اُسے سب خبرین پہونچتی رہی تھین اور وہ موقع دیکھ کے شہر مین آگیا - اب صقلبی سپہ سالار نے شاہ ادریس کو اُس کے کمرے مین قید کردیا اور شہزادہ حسن کی طرح اُسے بھی قتل کرنے کی فکر کرنے لگا تاکہ اسپین کا یہ علاقہ بھی اُس کے قبضے مین آجائے - نامور تاجر شطیفی نے اپنے اثر اور روپیے سے اس معاملے مین بہت مدد کی - اس کے لوگون کو برابر سامان رسد بہم پہونچاتا رہا - اور وہ دونی تنخواہ بھی جاری رکھی جس کا صقلبی سردار نے وعدہ کیا تھا - یہ دونی تنخواہ فقط اُن لوگون کو نہین دی گئی جو اس سپہ سالار کے ہمراہ علاقۂ بربر سے آئے تھے بلکہ اُن تمام بدمعاش اور آوارہ گرد لوگون کو بھی جو اب آکے اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے تھے -

ان خوفناک واقعات کی خبر الجزیرہ مین بھی پہونچی - اور محمد بن القاسم نے فوراً اپنی فوجین جمع کین تاکہ اپنے عزیز یحییٰ بن ادریس کو بچانے کے لیے باغی صقلبی سردار نجی کے مقابلے کو روانہ کرے - اس اثنا مین نجی نے یہ خبر عوام مین مشہور کردی کہ محمد بن

القاسم کی فوجین اس غرض سے نہین آرہی ہین کہ شاہ یحیی بن ادریس کو بچائین بلکہ وہ اس شہر پر قبضہ کرنا چاہتا ہو۔ لہذا وہ اپنی جماعت کو لے کے نکلے تاکہ محمد بن قاسم کی سپاہ سے مقابلہ کرے۔ وہ بہت دور نہین گیا تھا کہ بعض شیوخ نے جو اُس کے ہمراہ تھے لیکن دل سے اُس کے طرفدار نہ تھے اور دراصل اُس کی تباہی چاہتے تھے مشورہ دیا کہ شہر مین واپس جاکے اور وہین ٹھہر کے دشمنون کا انتظار کیا جائے۔ کیونکہ وہان سے اُنھین آسانی کے ساتھ مغلوب کیا جا سکتا ہو۔ اور اگر اس مین کامیابی نہ بھی ہوئی تو سبطہ اور طنجہ سے نئی فوجین مدد کے لیے آسکتی ہین۔ اور اگر پُر خطر لڑائی پر اُس نے اس کے فیصلے کو چھوڑ دیا تو نہین معلوم کیا نتیجہ ظاہر ہو۔ نجی نے جواب دیا کہ بیشک مین تمھارے مشورے کے مطابق واپس جاؤن گا۔ لیکن فقط چند ہمراہیون کے ساتھ۔ کیونکہ مجھے ایک نہایت اہم معاملے کا انتظام کرنا ہو۔ اور بقیہ فوج کو اسی مقام پر چھوڑ دون گا تاکہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے ورنہ کم سے کم اُسے روکے رہے۔

لیکن اس باغی کا اصلی مقصد شاہ یحیی بن ادریس کو قتل کرنا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ اُن لوگون کو بھی قتل کر ڈالے جو اپنے بادشاہ کے وفادار نظر آتے تھے۔ اس ارادے سے وہ ملاغہ کی جانب واپس آرہا تھا راستے مین چند اندلسی شیخ اور یحیی بن ادریس کے بعض سپہ سالار جو اب تک دل سے اپنے بادشاہ کے طرفدار تھے اُس پر حملہ آور ہوئے۔ یہ لوگ نجی کی فوج کے ساتھ شہر سے چلے تھے اور واپسی مین بھی اُس کے پیچھے پیچھے رہے اب نجی ایک ایسے نشیبی مقام پر پہونچا جس کا راستہ ملاغہ کے شیوخ کو دوسری سڑک سے بھی معلوم تھا اور جس راستہ سے نجی واپس گیا تھا اُس کی نسبت سے زیادہ قریب تھا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھا کے اُنھون نے گھاٹیون کی ایک تنگ گذرگاہ مین اس چھوٹی جماعت کو جو باغی نجی کے ہمراہ تھی گھیر لیا اور اُس صقلبی سردار اور دس سوارون کو جو اُس کے ساتھ تھے کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اس کے بعد

ان میں کے دو آدمی اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ملاغہ میں آئے اور چلانے لگے
البرقیاس! البرقیاس؎ فتح۔ فتح۔ انھوں نے لوگوں کو جوش دلایا اور اپنے بادشاہ یحیٰی بن
ادریس کو قید خانے سے نکال کے سڑکوں پر لائے اور عام نعرہائے مسرت کے ساتھ
پھر اُس کی حکومت کا اعلان کیا۔

باغی وزیر نشیلفی کو بھی پرجوش مجمع نے چاقوؤں اور چھریوں سے کاٹ کے ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالا۔ اسی قدر نہیں اُس کے سب عزیز اور طرفدار بھی اسی طرح قتل ہو جاتے
لیکن شاہ یحیٰی بن ادریس نے لوگوں کے جوش کو روکا اور کہا کہ بیکار قتل و خون
نہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ان سب صقلبی لوگوں کی جانیں بھی بچائیں جو اس وقت
ملاغہ میں موجود تھے اور عوام کے جوش کی وجہ سے اُن کی جانیں بھی خطرے میں تھیں۔

سپہ سالار نجی کی موت کی خبر مشہور ہوتے ہی صقلبی گروہ منتشر ہونے لگا۔ بہت سے
لوگوں نے افریقہ میں بھاگ کے اپنی جانیں بچائیں۔ بعض لوگ الجزیرہ کے حاکم محمد بن
القاسم کی فوج میں شامل ہو گئے اور وعدہ کیا کہ جس کسی کے خلاف لڑائی ہو گی ہم
اُس کے مقابل میں لڑیں گے۔ اب محمد بن قاسم نے اپنے عزیز یحیٰی بن ادریس کے
متعلق ملاغہ کی خبریں سنیں تو اُس نے جو فوج اس کی مدد کے لیے بھیجی تھی واپس بلالی
اور الجزیرہ میں خاموش بیٹھ رہا۔

ان واقعات نے قرطبہ کے بادشاہ جہور کی سب امیدیں بے کار کر دیں۔ وہ چاہتا
تھا کہ ملک میں امن و امان قائم ہو۔ لیکن اُس نے رنج و حسرت کے ساتھ دیکھا کہ نااتفاقی
اور خانہ جنگی کی آگ ہر طرف تیزی کے ساتھ پھیلتی جاتی ہے اُس کے مشوروں اور دھمکیوں کا

؎ البرقیاس۔ البرقیاس" ان الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ "مجھے انعام دو کیونکہ میں خوش خبری لایا ہوں۔"
پرانے فرانسیسی لفظ "لارگیس" کے معنی بھی قریب قریب اسی کے ہیں۔ یہ لفظ اسپین میں اب تک رائج ہے مگر اب
فقط مذاق کے موقع پر وہ لوگ استعمال کرتے ہیں جو کوئی خوش خبری لائیں (مترجم انگریزی)

اُن چھین لوگون پر کچھ اثر نہ ہوتا جو ملک کے امن و امان مین خلل ڈال رہے تھے۔ پھر اُس نے والیون کو سمجھانا اور اُن کے سامنے دلائل سے ثابت کرنا چاہا کہ اس طرح خود مختاری حاصل کرنے سے ملک کی دراصل تباہی ہے۔ لیکن امیرون کی حرص و ہوس ذاتی فائدون کی خواہش اور حکومت کے اشتیاق نے سب کو اندھا کر دیا تھا کسی کو ملک کی عام بہبودی کی فکر نہ تھی۔ ہر شخص اپنے ذاتی کا نفع کا خیال کرتا۔ جہان وہ زبردستی نہ قابض ہو سکتے اپنی فیاضی اور نیکی کی بدولت ہر دلعزیزی پیدا کرنے کی کوشش کرتے اس طرح ادنی درجے کے لوگ ضرور اُن کے طرفدار ہو جاتے۔ اسی طرح موقع کے لحاظ سے جو تدبیر جسے مناسب معلوم ہوتی کرتا تاکہ کسی مقام پر اقتدار حاصل کر لے۔

اس وقت اسپین مین جتنے صوبے تھے اتنے ہی بادشاہ اُس پر حکومت کر رہے تھے جو آپس مین نفاق کی وجہ سے ملک کو تباہ و برباد کر رہے تھے۔ اُن کے اسلحہ کی جھنکار اُن کے طرفدارون کے شور و غل اور اُن کے جھگڑون کی آوازون نے نیک اور منصف بادشاہ قرطبہ کی آواز کو دبا لیا تھا جو ملک کے عوام کے کانون تک نہ پہونچنے پاتی۔

اب جہور کو یقین ہو گیا کہ نرمی سے سمجھانا اور ترغیب دینا بے کار ہے لہذا اُس نے ارادہ کیا کہ اپنے سب سے قریب اور تکلیف دہ پڑوسی کو اسلحہ کے زور سے مغلوب کیا جائے۔ پہلے اُس نے اپنے سپہ سالار کو سوارون کے ایک منتخب رسالے کے ساتھ بھیجا کہ وہ السہلہ اور اُس کے نواح پر قبضہ کر لے۔ کیونکہ مشرقی سنطارم یعنی سنطارم ابن رزین کے حاکم حزم الدولہ بن حذیل بن رزین نے اُس پر قبضہ کر کے اپنی حکومت مین شامل کر لیا تھا۔ جب قرطبہ کی سپاہ نے چند مضبوط مقامات پر قبضہ کر لیا حزم الدولہ نے اپنے پڑوسی سلطنت طلیطلہ کے حاکم اسمٰعیل بن ذی النون سے مدد مانگی۔ اور اُس نے فوراً حزم الدولہ بن حذیل ابو محمد کی حفاظت اپنے ذمے لے لی۔

اس غرض کے لیے اسمٰعیل بن ذی النون نے ایک بہت بڑی فوج جمع کی اور اسے قرطبہ کی سپاہ کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اُس فوج نے آتے ہی قرطبہ والون سے قلعے خالی کرا لیے اور انھین اُس سارے علاقے سے نکال دیا جو حاکم السہلہ کا تھا۔ ابن مقصید بن طلیطلہ والے نہایت آسانی کے ساتھ کامیاب ہو گئے کیونکہ حزم الدولہ کو اس کی رعایا بہت پسند کرتی تھی اور وہ اپنی نرمی اور منصف مزاجی کی وجہ سے بہت ہر دلعزیزی حاصل کر چکا تھا چنانچہ اس موقع پر سب یک زبان ہو کے قرطبہ والون کے خلاف ہو گئے۔

اسی زمانے مین المنذر بن یحییٰ بن ہود جو سرقسطہ کا بادشاہ تھا اور اُن چار امیرون مین تھا جو اسپین مین شاہی اقتدار حاصل کرنا چاہتے تھے غرناطہ مین آیا تاکہ حبوس بن ماکسن سے جو غرناطہ البیرا اور جیان کا بادشاہ تھا ایک معاہدہ کر لے۔ اور چند روز وہان ٹھہرا رہا تاکہ فوجین جمع ہو جائین جنھین اُس کا عزیز عبداللہ بن الحاکم اپنی ماتحتی مین لے جانے والا تھا۔ لیکن عبداللہ ہی کے دل مین اپنے بادشاہ کی طرف سے چند شبہے پیدا ہو رہے جو بے بنیاد نہ تھے لہذا اُس نے اپنے رشتہ دار اور بادشاہ المنذر کو قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ دسوین ماہ ذی الحجہ ۴۳۰ھ کو پیش آیا۔

اس واقعہ کی خبر فوراً سرقسطہ مین پہونچ گئی۔ اور اُسی دن المنذر کا بیٹا سلیمان بن المنذر بن ہود جو لریدہ کا حاکم تھا سرقسطہ اور اُس کے نواح کا بادشاہ بنایا گیا۔ یہ سلیمان بن المنذر بہت اچھا بادشاہ تھا اور اپنی شہ زوری کی وجہ سے بہت شہرت رکھتا اُس کی کنیت ابو ایوب بن محمد المنذر تھی اور لقب المستعین باللہ تھا۔ اُس نے مشرقی اسپین کے اس حصے مین محرم ۴۳۱ھ مین حکومت شروع کی۔

جیساکہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ابو ایوب سلیمان بن المنذر بن محمد بن ہود لریدہ کا حاکم تھا اور اپنے باپ المنذر بن یحییٰ التجیبی کے قتل ہونے کے بعد جس کا سر اُس کے ایک عزیز عبداللہ بن الحاکم نے اُس کے قصر مین کاٹ لیا تھا اُس نے سرقسطہ اور اُس کے

نواح کو بھی اپنے علاقے مین شامل کرلیا۔ لیکن بعد کے زمانے مین سرقسطہ کے لوگ اُس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور اُسے رہطا الیہود مین پناہ لینی پڑی جو ایک ناقابل فتح قلعہ ہے اور اُسی مین وہ اپنا خزانہ اور تمام مال و دولت اُٹھالے گیا۔ سرقسطہ کا قصر دو سال ویران پڑا رہا کیونکہ ابن ہود وہان سے سنگ مرمر کا فرش بھی اکھاڑ لے گیا جو اُسے زینت دے رہا تھا۔ اسی قدر نہین بلکہ یہ ساری عمارت تباہ و برباد ہو گئی ہوتی لیکن دوسرے سال محرم مین سلیمان بن ہود کی تخت نشینی کا اعلان کیا گیا اور اس وجہ سے وہ تباہی سے بچ گئی۔

اسی زمانے مین ہوسکا کا والی محمد بن یحییٰ بلنشیہ مین آیا اور اس شہر اور علاقے کے حاکم عبدالعزیز ابوالحسن بن ابی عامر نے اُس کا نہایت شان و شوکت کے ساتھ استقبال کیا۔ اور اپنی دو بیٹیون کی شادی محمد بن یحییٰ کے بیٹون کے ساتھ کردی جن مین سے ایک کا نام ابوالاحوص معن اور دوسرے کا صمادح ابوعتبہ تھا۔ ان شادیون کی دعوتون اور رسوم کے ختم ہونے کے بعد والی محمد بن یحییٰ ارض مشرق کے ارادے سے چلا۔ وہ جہاز پر سوار ہو کے بہت دور نہین گیا تھا کہ اُس کی موت کی خبر آئی کیونکہ وہ سمندر مین ڈوب گیا۔

اسی زمانے مین المیریا اور جنوبی اسپین کے ایک بڑے علاقے کا حاکم صقلبی زہیر العامری بیمار ہوا۔ یہ بیماری ایسی سخت تھی کہ وہ اس سے جان بر نہ ہوسکا اور آخر کار ۴۲۹ھ مین اُس نے انتقال کیا۔ زہیر نے بلنشیہ کے حاکم عبدالعزیز ابوالحسن کو جو المنصور کے لقب سے مشہور تھا اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اور اپنی ساری ریاست و علاقے کا مالک اُسی کو بنا دیا تھا اب اُس نے اپنے داماد معن ابوالاحوص کو اپنی جانب سے والی یا نائب بنا کے

ع ہمارے مصنف نے اس کتاب مین بہت سی عربی تاریخون سے مدد لی ہے اس وجہ سے اکثر ایک واقعہ کو جسے پہلے بیان کرچکا ہے دوبارہ لکھ جاتا ہے اور اس کی نظیر ناظرین کو اس صفحہ مین مل سکتی ہے۔ (مترجمہ انگریزی)

المیریا میں مجاہد جو نہایت عقلمندی اور ہوشیاری کے ساتھ حکومت کرتا رہا۔ اور وہاں کے لوگ اُسے بہت چاہتے تھے۔ ابوالاحوص معن نے چندروز میں ہی خود مختاری حاصل کرلی اور اپنی زندگی بھر اُسی شان سے حکومت کرتا رہا۔ اُس نے اپنے علاقے پر بڑی دانائی کے ساتھ سلطنت کی اور ہر فرقے کا لحاظ رکھا۔

اب اشبیلیہ کے حاکم نے دیکھا کہ دشمنوں میں نفاق پڑگیا ہے لہذا اُس جھوٹے قصے کو قائم رکھنے کی کوئی ضرورت نہ جانی جو اُس نے شاہ ہشام ثانی کے متعلق مشہور کر رکھا تھا۔ مگر اب بھی اُس نے یہ چاہا کہ اُس سے کچھ نہ کچھ فایدہ حاصل کرلوں۔ لہذا ایک اعلان شائع کیا کہ بادشاہ نے انتقال کیا۔ لیکن چند کاغذات لکھ دیے ہیں جن میں اُس نے محمد بن اسمٰعیل کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ دشمنوں سے میرا انتقام لیا جائے۔

امرا اور سرداروں نے تو اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ لیکن عام لوگوں میں یہ بات بے اثر کیے نہیں رہی۔ اور عامیوں میں محمد بن اسمٰعیل بن عباد کو بہت ہر دلعزیزی حاصل ہوگئی کیونکہ وہ لوگ اب تک بنی امیہ کے نام کی قدر کرتے تھے۔ اس طرح وہ تمام لوگ جو جنوبی اسپین میں رہتے تھے اشبیلیہ کے حاکم ابن عباد کے طرفدار ہوگئے۔ اور اس سے خفیہ طریقے پر یا علانیہ تعلقات قائم کرلیے۔

سنہ ۴۳۲ھ میں ابن عباد کا ایک پوتا پیدا ہوا جو اُس کے بیٹے شہزادہ محمد کا بیٹا تھا اور امیر مجاہد ابو جیش کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ نجومیوں نے ابن عباد کے حکم سے اس بچے کا زائچہ بنایا اور بتایا کہ یہ لڑکا بڑا با اقبال اور نامور ہوگا لیکن آخر عمر میں اس کی قسمت کے چاند کو فقط زوال ہی نہیں نصیب ہوگا بلکہ اچھا خاصہ گہن لگ جائے گا۔

اس پوتے کے پیدا ہونے کے ایک سال بعد شاہ محمد بن اسمعیل بن عباد سواروں کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ اپنے دشمنوں کے مقابلے کو روانہ ہونے والا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے قوی بازو نے اُس کے قدموں کو ایک خطرناک بیماری کی وجہ سے

روک دیا۔ اور اسی مین مبتلا ہو کے اُس نے ماہ جمادی الاول ۴۳۳ھ کی آخری شب کو انتقال کیا۔ اور خدا نے اُسے اشبیلیہ کے قصرون سے اُٹھا کے جنت الفردوس مین پہونچا دیا۔ اس امیر کے انتقال پر اس کے سارے علاقے مین بہت افسوس کیا گیا کیونکہ اُس مین وہ خوبیان موجود تھین جو اچھے بادشاہون مین ہونی چاہئین۔ دوسری جمادی الثانی کو اُس کا بیٹا محمد بن عباد المتعضد اُس کا جانشین مقرر ہوا۔

یہ شہزادہ نہایت صاحب جمال تھا۔ مگر بالکل اپنے نفس کا بندہ۔ اور جس قدر نفس پرست تھا اُسی قدر ظالم بھی۔ باپ کی زندگی مین ہی اُس کے حرم مین ستر نہایت خوبصورت لونڈیان موجود تھین جو مختلف ممالک سے بے انتہا روپیہ صرف کر کے حاصل کی گئی تھین۔ ان کی خبر گیری اور نگہداشت مین بھی غیر معمولی فیاضی سے کام لیا جاتا تھا۔ ابن حیان بیان کرتا ہی کہ محمد بن محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے شاہی اقتدار حاصل کرتے ہی اپنے حرم مین آٹھ سو کنواری لڑکیان اور داخل کر لین۔ جو سب اُسی کے لیے مخصوص تھین مگر امیر مجاہد العامری کی بیٹی کے ساتھ وہ ہمیشہ خاص طور پر محبت کرتا رہا۔ اس شہزادی کا باپ مجاہد قسطلان کا حاکم تھا اور اُس کا بھائی علی بن مجاہد دانیہ کا سردار تھا۔ عقلمند محمد بن اسمٰعیل نے اپنے بیٹے کی شادی اس شہزادی کے ساتھ اس مصلحت سے کی تھی کہ عامری سردار سب اُس کے طرفدار ہو جائین گے۔ اور اس مقصد مین اُسے ایک حد تک کامیابی بھی ہوئی۔

محمد بن محمد بن اسمٰعیل المتعضد بہت اچھا شاعر تھا۔ اس کی نظمین اُس کے بھتیجے یعنی اسمٰعیل کے بیٹے نے جمع کی تھین۔ اُس کی نسبت اوپر بیان ہو چکا ہی کہ میدان جنگ مین مارا گیا۔ وہ نہایت غیر متعصب شخص تھا کہا جاتا ہی کہ اُسے اپنے مذہب کی بھی

ع ۱۰۴۲ء (کانڈی) ع مورخ عبد الحلیم نے اس کے خلاف یہ لکھا ہی کہ محمد بن اسمٰعیل بن عباد نے جسے وہ قاضی اشبیلیہ لکھتا ہی ۴۳۱ھ مین انتقال کیا۔ (کانڈی)

چنداں پروا نہ تھی۔ چنانچہ اپنے پچیس قلعوں میں سے اُس نے فقط ایک میں جامع مسجد اور ایک منبر تعمیر کرایا بمقابل اس کے اُس نے حکم دیا کہ ایک نہایت خوش نما قصر مقام رو تمرہ میں تعمیر کیا جائے۔ پھر اُس میں اتنے خدمتگار اور غلام مقرر کیے کہ ہر وقت اُسے صاف اور تیار رکھ سکیں۔ اور بادشاہ جس وقت وہاں پہونچے کسی چیز کی ضرورت نہ ہو۔

اشبیلیہ کے قصر میں اس شہزادے نے ایک خوش نما اور شاندار کمرے کو ایک عجائب خانہ بنا دیا تھا۔ اس میں عجیب وغریب خوشنما پیالے رکھے تھے جن پر سونے کا کام بنا تھا اور ان میں زمرد۔ لعل اور جواہر جڑے ہوئے تھے۔ ان پیالوں کا نیچے کا حصہ اس کے نامور دشمنوں کی کھوپڑیوں سے بنایا گیا تھا جنھیں اُس نے خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا تھا۔ یا اُس سے پہلے اُس کے باپ کے زمانے میں قتل ہو چکے تھے۔ اسی کمرے میں امیر یحییٰ بن علی۔ حاجب ابن حسون اور ابن شوق کی کھوپڑیاں تھیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کھوپڑیاں تھیں جن کی تعداد میں محمد بن محمد اپنی بے رحمی اور ظلم کی وجہ سے اضافہ کرتا رہتا تھا۔

سنہ ۴۳۴ھ کے آخر میں علاقہ اکسنوبہ کے مقام سنتامریہ کے والی نے انتقال کیا۔ یہ مقام صوبہ الغرب میں واقع تھا۔ اس والی کا نام سعید بن ہارون تھا۔ اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد بن سعید جانشین مقرر ہوا۔

تیسرا باب

جہور شاہ قرطبہ کا انتقال۔ اُس کے بیٹے محمد بن جہور کا بادشاہ
منتخب ہونا اور مسلمان سرداروں میں خانہ جنگی کا جاری رہنا

اگرچہ شاہ قرطبہ کو الستہلہ کے حاکم اور اُس کے طرفدار اسمٰعیل بن ذوالنون شاہ

والیسلاہ کے مقابلے مین کوئی خاص کامیابی نہین حاصل ہوئی تھی لیکن قرطبہ کے لوگون نے بھی اپنے بادشاہ کی مدد مین کوئی کمی نہین کی۔ اور خوشی کے ساتھ اس خطرناک اور خون ریز لڑائی مین شریک رہے کیونکہ اس عقلمند بادشاہ کی حکومت مین انھین بہت سے فائدے حاصل ہوئے تھے۔ اور اس کے رحم اور انصاف کو بھی جانتے تھے۔ اس کے علاوہ انھین یہ بھی معلوم تھا کہ اگرچہ لڑائی کے وقت وہ سرحدون پر پڑے رہتے اور ایک خطرے مین مبتلا ہوتے۔ لیکن جب گھرون مین واپس آتے تو دیکھتے کہ بالکل امن اور اطمینان حاصل ہے۔ گویا یہ لڑائی نہین امن کا زمانہ ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے منصف بادشاہ کی تعریف کرتے۔ اور اسے رعایا اور سلطنت کا محافظ خیال کرتے۔ مختصر یہ کہ ہر شخص دل سے اس کی عزت اور اس سے محبت کرتا۔ اور انھین اپنے بادشاہ کی موت سے زیادہ خطرناک کوئی مصیبت نہ نظر آتی۔ بدقسمتی سے انھین یہی دن نصیب ہوا اور اللہ تعالی نے اُسے اپنے آغوش رحمت مین لے لیا۔ بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ جہور نے ۴۳۵ھ کو جمعہ کی رات کو انتقال کیا۔ اور بعض لوگ کہتے ہین کہ اُس نے اسی سال ماہ صفر مین سفر آخرت کیا۔

قرطبہ کے سارے باشندے شاہ جہور کے جنازے کے ہمراہ تھے۔ کنواری لڑکیان بھی جو گوشۂ تنہائی مین رہا کرتی تھین آنکھون سے دُر اشک بہاتی ہوئی جنازے کے ساتھ تھین۔ تجہیز وتکفین کے بعد جہور کا بیٹا محمد بن ابو الولید تخت پر بٹھایا گیا اور اُس کی بادشاہت کا اعلان کیا گیا۔ وہ ایک نیک باپ کا لائق بیٹا تھا اس کی طبیعت نہایت خاموش اور متین واقع ہوئی تھی۔ لیکن طبیعت کا نہایت کمزور تھا اور صحت اچھی نہ تھی۔ جامع کے علمار اور کونسل مشیران سلطنت کے ارکان نے فوراً اُس کے ہاتھ پر بیعت کی اور لوگون کے دلون سے اُس کے باپ کا صدمہ کسی قدر کم ہوا۔ کیونکہ اُنھین اس نئے بادشاہ کے ساتھ بڑی بڑی امیدین تھین۔

لیکن یہ زمانہ نہایت خطرناک تھا۔ کیونکہ یہ عہد اچھے بادشاہون کی نیکیون کے بالکل خلاف تھا۔

جیسے ہی محمد بن جہور تخت پر بیٹھا شاہ طلیطلہ اور السہلہ کے حاکم کے سامنے ایک معاہدہ صلح پیش کیا۔ کیونکہ اسے ایسے زبردست دشمنون کے مقابلے مین کسی مفید نتیجے کی امید نہ تھی۔ لیکن ان حاکمون نے غرور اور حقارت کے ساتھ جواب دیا۔ لہذا شاہ قرطبہ نے لڑائی جاری رکھی اور اپنے بیٹے ولید اور سپہ سالار حارث بن الحکم بن عکاشہ کو اس لڑائی کا اعلی سردار قرار دیا۔ یہ آخرالذکر سپہ سالار قلعہ راوہ کی سرحد پر تھا لیکن فوراً اُس نے اپنی فوجین جمع کین اور دشمنون کے علاقے پر متعدد حملے کیے۔ اور اُس ملک کو تباہ و برباد کردیا۔

اسی سال ۴۳۶ھ مین امیر مجاہد والی میورقہ نے اپنے شہر دانیہ مین انتقال کیا۔ اُس کی بیٹی کی شادی محمد بن محمد بن عباد شاہ اشبیلیہ کے ساتھ ہوئی تھی۔

اس زمانے مین سلیمان بن المنذر بن ہود شاہ سرقسطہ مشرقی اسپین کی سرحد پر اور فرانس کی جانب عیسائیون سے لڑنے مین مصروف تھا۔ اس جنگ مین اُس نے ناقابل بیان استقلال سے کام لیا۔ بہادری کے حیرت ناک کارہائے نمایان انجام دے۔ اور دین کے دشمنون کو بہت سخت نقصان پہونچایا۔ عین اُس وقت جبکہ وہ علاقہ بردانیہ کے سب قلعون پر قبضہ کرچکا تھا اور اسلام کی ترقی اور جہاد مین ہمہ تن مصروف تھا اللہ تعالی نے اسے اپنے پاس بلا لیا۔ وہ بہت سی خوبیان اپنے ساتھ لے گیا۔ اور کوئی شک نہین کہ خدا نے اس کا مناسب اجر اس دوسرے اور بہترین عالم مین اسے عطا کیا ہوگا۔ اس دار فانی سے اُس نے ۴۳۸ھ ہجری مین انتقال کیا اور اس کا بیٹا احمد ابو جعفر المقتدر جانشین مقرر ہوا۔ اور اُس کی سلطنت کا اعلان کیا گیا۔ اس شہزادے مین اپنے باپ کی سب خوبیان

موجود تھین - اپنے مقدس مذہب کی محبت کے جوش مین وہ ہمیشہ کافرون سے لڑتا رہا اور اپنے کو بڑا بہادر اور نامور سردار ثابت کیا۔

اشبیلیہ کے بادشاہ ابن عباد المعتضد نے بھی لڑائی جاری رکھی جو اُس کے باپ نے والی قرمونہ محمد البرزالی اور ملاغہ اور غرناطہ کے حاکمون کے خلاف جاری کر رکھی تھی دونون جانب کی فوجون سے متعدد مقابلے ہوئے اور ہر جانب کی فوج دوسرے کے علاقے مین داخل ہو گئی جس کی وجہ سے رعایا کا بہت نقصان ہوا۔ کیونکہ انھون نے کھیتون کو کاٹ ڈالا۔ مویشیون کو ہنکا لے گئے - اور لوگون کو قید کر لیا۔ لہذا بد قسمت رعایا کا ہمیشہ نقصان ہوتا رہا۔ لیکن اس لڑائی سے کوئی خاص نتیجہ نہ نکل سکا کیونکہ فتح کبھی ایک کی جانب ہوتی اور کبھی دوسرے کی جانب۔

ملک کے ایک دوسرے حصے مین بھی اسی قسم کے واقعات پیش آ رہے تھے۔ طلیطلہ کے بادشاہ نے دیکھا کہ قرطبہ کے سپہ سالار میرے علاقے پر ہمیشہ حملہ کرتے رہتے ہین اور رعایا کا نہایت سخت نقصان ہوتا ہے۔ لہذا اُس نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج جمع کرے اور قرطبہ کے علاقے پر پوری قوت کے ساتھ حملہ کر دے - اس خیال سے اُس نے اپنے قائدون اور اپنے داماد عبد الملک المظفر بن عبد العزیز شاہ بلنشیہ اور اس کے والی ابو عامر بن الفرج کو لکھا جو شاہ بلنشیہ کی طرف سے قونقہ پر حکومت کر رہا تھا اور ان سب سے خواہش کی کہ شنتبریہ - العرقون اور قونقہ کے لوگون کو جمع کر کے فوجین مرتب کرین اور اُس کی رفاقت کے لیے بھیجدین تاکہ وہ علاقہ قرطبہ پر ایک کامیاب حملہ کر سکے - اس کے علاوہ اُس نے جلیقیہ اور قسطلہ کے مسیحیون سے عہد نامے کر لیے تاکہ اپنے ان دشمنون کی طرف سے بھی مطمئن ہو جائے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ اس مجوزہ مہم کو انجام دے سکے۔

ان خطوط کے جواب مین شاہ بلنشیہ عبدالعزیز نے اپنے بیٹے کو لکھا کہ طلیطلہ کے بادشاہ کو مدد پہونچانے مین کسی قسم کی کمی نہ کی جائے - پھر اُس نے اپنے تمام قائدون کے پاس بھی اسی مضمون کا پیغام بھیجا - اور انھین حکم دیا کہ اپنی فوجین جمع کر کے عبدالملک کے ساتھ جائین - یہ اتحاد ۴۴۰ھ مین ہوا بادشاہ طلیطلہ نے اس طرح بہت بڑی فوج جمع کر کے علاقۂ قرطبہ پر حملہ کر دیا - اور شاہ محمد کے سپہ سالار حارث ابن الحکم کو شکست دے دی - ساری سرحد کے قلعون پر قبضہ کر لیا - اب بہادر سپہ سالار حارث کو اس بات کی جرأت نہ ہوتی کہ طلیطلہ کے علاقے پر حملہ آور ہو - اُس کو اس سے زیادہ مناسب کوئی تدبیر نہ نظر آئی کہ میدان جنگ مین اپنے دشمن کے مقابلے مین نہ آئے اور جس طرح ممکن ہو اس بات سے بچتا رہے -

محمد بن جہور شاہ قرطبہ نے دیکھا کہ میری فوجین دشمن کی اتنی بڑی زبردست قوت کا مقابلہ دیر تک نہ کر سکین گی لہذا اُس نے بھی کوشش کی کہ اپنے قرب و جوار کے سردارون سے دوستی اور اتحاد پیدا کرے - جن کی مدد سے شاہ طلیطلہ ذوالنون کی قوت روکی جا سکتی تھی - اُس نے شاہ اشبیلیہ محمد بن عباد بن عمر معروف بہ المعتضد کو لکھا اور اُس سے درخواست کی کہ اس مصیبت کے وقت میری مدد کرو - اور شاہ طلیطلہ کے مقابلے مین میرے ساتھ شریک ہو - کیونکہ اس وقت اکیلے قرطبہ ہی کی آزادی معرض خطر مین نہین ہے بلکہ اندلسیہ کی ہر سلطنت خطرے مین پڑی ہوئی ہے - اس خط کے جواب مین شاہ اشبیلیہ ابو عمر محمد بن عباد نے لکھا مجھے شاہ قرطبہ کی دوستی حاصل کرنے سے زیادہ اور کسی بات مین مسرت نہین ہو سکتی اور آپ کے بیٹے عبدالملک ولید کو بخوبی معلوم ہے کہ اشبیلیہ کے حاکم کو اُس کے ساتھ کتنی محبت ہے - اس چالاک بادشاہ نے یہ بھی لکھا کہ محمد بن جہور کو میرے اوپر پورا بھروسہ کرنا چاہیے - گو کہ اس وقت مین پوری طرح آپ کی خدمت نہین کر سکتا کیونکہ بہت سے دشمن مجھے پریشان کیے ہوئے ہین

جس کی وجہ سے مجھے اُن کی جانب متوجہ ہونا پڑتا ہے۔ لیکن مین یقین دلاتا ہون کہ کچھ نہ کچھ کمک مین ضرور روانہ کرون گا جو حقیقت مین اتنی نہ ہو گی جتنی آپ چاہتے ہین۔

اس جواب سے شاہ قرطبہ کو بہت خوشی ہوئی۔ اور اُس نے الغرب کے حاکم ابن الافطس کو ایک خط لکھا اور اس سے بھی درخواست کی کہ آپ بھی شریک ہو جائین اور دشمن کے مقابلے مین میری مدد کرین۔ اس موقع پر ابن الافطس کی نیکی بخوبی واضح ہو گئی۔ اُس نے تجویز کی کہ ایک اتحاد ثلاثہ قائم کیا جائے۔ جس مین شاہ قرطبہ محمد بن جہور وہ خود۔ اور محمد بن عباد المعتضد شاہ اشبیلیہ شریک ہون۔ پھر اپنی جانب سے لبلا کے حاکم وزیر ایوب بن العامر الیحصبی کو بااختیار وکیل بنا کے بھیجا تاکہ اس کی جانب سے شرائط طے کرے۔

اس تجویز کے مطابق وزراء اشبیلیہ مین جمع ہوے اور مختلف مباحث کے بعد عہد نامۂ صلح مرتب ہوا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول سنہ ۴۴۲ھ کا ہے۔ اس مین ہر سلطنت نے اس بات کا وعدہ کیا کہ دوسری شریک سلطنتون کی مدد کرے گی۔ اور جب کوئی علاقہ اندلوسیہ کی آزادی مین خلل ڈالنا اور اُسے مغلوب کرنا چاہے تو اس وقت ہر سلطنت اپنی ذاتی ضرورتون کا لحاظ نہ کرے گی۔ اور اس مین جو جھگڑے ہو رہے ہون وہ سب اٹھا رکھے جائین گے۔

چونکہ اس مجمع مین سارے اس علاقے کے شیوخ اور حاکم شامل تھے لہذا لبلا ہُولبہ۔ جزیرہ سالتیس کے حاکمون اور شنتا ماریۃ الغرب اور اکشنوبہ کے والی محمد بن سعید نے اس بات کا دعوی کیا کہ چونکہ ہم اس مجمع مین شریک ہین لہذا ہمین بھی خود مختار حاکم تسلیم کیا جائے۔ وزیر ایوب بن عامر الیحصبی نے جو ایک مشہور خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس تحریک کی تائید کی۔ لیکن ابو عمر محمد بن عباد شاہ اشبیلیہ نے اختلاف کیا اور کہا یہ لوگ فقط سردار یا فوجی افسر ہین جو میری

طرف سے اپنے علاقون پر حکومت کر رہے ہین - اور یہ حق انھین فقط اپنی حین حیات مین حاصل ہو - لہٰذا مین اس بات کو کسی طرح نہین برداشت کر سکتا کہ میری موجودگی مین یہ لوگ خود مختار بادشاہ کی حیثیت سے کھڑے ہون - اُس نے کہا میرے والد نے اِن لوگون کو اُن کی زندگی بھر کے لیے حاکم مقرر کیا تھا - اگرچہ ۴۳۳ھ مین احمد یحیبی کے انتقال کے بعد عبد العزیز یحیبی اور اُس کے بھائی جانشین مقرر کر دیئے گئے مگر اُن کی بھی وہی حیثیت ہو - مین انھین خود مختار حاکم نہ تسلیم کرون گا - اِس کے بعد سے اشبیلیہ کے بادشاہ نے - اِن علاقون کو اپنی حکومت مین شامل کر لینے کا ارادہ کر لیا - اور معاہدہ کر کے یا زبردستی جس طرح ممکن ہوا ان پر قبضہ کرنے کی کوشش کی -

الغرب کا حاکم ابن الافطس ان شرائط سے مطمئن نہ ہوا اور شاہ قرطبہ بھی کچھ زیادہ خوش نہ ہوا - کیونکہ انھون نے دیکھا کہ ہر بات اشبیلیہ کے فائدے کے مطابق طے ہو گئی - لیکن قرطبہ کا بادشاہ اس وقت مدد کا محتاج تھا اور یہ مدد فقط اسی طاقتور سلطنت سے مل سکتی تھی - لہٰذا اُس نے اپنی بے اطمینانی ظاہر نہین کی - ابن عباد باوجوس - الغرب اور قرطبہ کے وکیلون سے نہایت اخلاق کے ساتھ پیش آیا اور اُن شیوخ کی بھی جو اس مجلس مین شریک تھے بڑی قدر و منزلت کی - لیکن جب وہ سب لوگ یہان سے گئے تو اُن کے دلون مین یہ بات کھٹک رہی تھی کہ اس بادشاہ کے دل مین کوئی بے ایمانی ضرور ہو - لہٰذا ہر شخص اس کی فیاضی اور اخلاق کی بدولت بظاہر تو بہت خوش تھا لیکن دل مین مشکوک -

۴۴۳ھ مین المیریا کے حاکم معن الاحوص نے انتقال کیا اور اُس کی جگہ اُس کا بیٹا ابو یحییٰ محمد بن معن حاکم مقرر ہوا - اس کے باپ نے اُس وقت جب کہ اس کی عمر پورے اٹھارہ برس کی نہ تھی اُسے اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا - اور اُس کے

ہاتھ پر ولی عہدی کی بیعت سے لی تھی۔ اس نوجوان کا نام معز الدولہ بھی تھا جس وقت
اس کے ہاتھ پر ولی عہدی کی بیعت لی گئی اسی وقت سے وہ بادشاہ سمجھا جانے لگا
اور اُس کی مسند نشینی کے اعلان کے وقت خلفائے مشرق کی طرح اس کو المستعین باللہ
الحقیق بفضل اللہ اور اسی قسم کے بہت سے خطاب دیئے گئے۔

یہ نوجوان شاہ المیریا نہایت حسین و خوبرو تھا اور ظاہری شکل کی طرح اُس کا
دل بھی شریف اور فیاض تھا۔ اس کی دانائی۔ رحم دلی اور عدالت گستری کی وجہ
سے امیر و غریب سب اس کو دل سے چاہنے لگے۔ اُس کے اعلیٰ صفات کی وجہ
سے مشرقی افریقہ اور یورپ کے دیگر ممالک کے عالموں کو اس کے دربار میں
آنے کا شوق ہوا۔ اور وہ ان کی اتنی قدر اور عزت کرتا کہ اس زمانے کا کوئی دوسرا
بادشاہ نہ کر سکتا تھا۔ اُس نے ہفتے میں ایک دن مقرر کیا تھا جسے وہ ان علما و فضلا
اور فرید عصر لوگوں کی صحبت میں بسر کرتا۔ مشہور شاعر ابو عبداللہ بن الحداد کو اس نے
خاص اپنے قصر میں جگہ دی تھی۔ اسی طرح ابن عبادہ۔ ابن بلیطہ اور ابن مالک بھی
اسی کے قصر میں رہتے۔ یہ سب لوگ ان دنوں علم و فضل میں بہت مشہور تھے۔

ابو یحییٰ محمد بن معن معزالدولہ جیسے ہی تخت پر بیٹھا اسے اپنے بھائی صمادح ابو عتبہ
سے لڑنا پڑا۔ کیونکہ اس کو اس کے حقدار سلطنت ہونے میں اختلاف تھا۔ لیکن
صمادح کو اپنے مقصد میں زیادہ کامیابی نہ ہو سکی۔ اور بجائے اس کے کہ اپنے
بھائی کی جگہ حاصل کرے اس کو مجبور ہونا پڑا کہ اپنی ادنی قسمت پر قناعت کرے
اسی قدر نہیں بلکہ آخر میں اُسے اپنے نیک بھائی سے رحم کی درخواست کرنی پڑی
اور اُس نے اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ اور باوجود اُن نقصانوں کے
جو اُس کے ہاتھوں پہونچ چکے تھے اُسے نہایت عزت کے ساتھ اپنے دربار
میں عزت سے رکھا۔

ابن معن المعروف بہ معز الدولہ نے والی دانیہ سے دوستی پیدا کرلی تھی۔ کیونکہ اس نے مجاہد العامری کی بیٹی کے ساتھ شادی کرلی اور خود اپنی ایک بیٹی اس کے عقد نکاح میں دے دی۔ یہ آخر الذکر شہزادی نہایت ہی حسینہ وجمیلہ اور بڑی قابل عورت تھی۔

اب شاہ اشبیلیہ نے اس معاہدے کی تعمیل میں جو کہ طے ہو چکا تھا اپنے پانچسو سواروں کا ایک رسالہ عمر اکسنوبی کی ماتحتی میں شاہ طلیطلہ کے خلاف قرطبہ کے بادشاہ کی مدد کو روانہ کیا۔ ہو لبہ کے حاکم اور ابوزید عبد العزیز البکری والی سالتیس ورا حمد بن یحیٰی یحیبی والی لبلہ اور محمد بن سعید والی اکشنوبہ وشنتا ماریۃ الغرب یہ سب اگرچہ اشبیلیہ کے بادشاہ ابن عباد سے بہت ناخوش تھے لیکن سب نے قرطبہ کے بادشاہ محمد بن جہور کو مدد دی۔ اور سواروں کی ایک فوج بھیجی جو اس فوج میں شامل ہوگئی جو باجوس سے آرہی تھی اور یہ سب مل کے قرطبہ کے علاقے میں داخل ہوئے۔

اشبیلیہ کے بادشاہ نے دیکھا کہ اس وقت ابوزید عبد العزیز کو اپنا ماتحت بنا لینے کا نہایت عمدہ موقع ہے لہذا اُس نے اپنے بیٹے کو سواروں کی ایک منتخب جماعت کے ساتھ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے بھیجا۔ ابوزید نے دیکھا کہ محمد بن محمد بن اسمٰعیل بن عباد کے بیٹے کی مدافعت کے لیے میرے پاس کافی فوج نہیں ہے لہذا اُس نے چند شرائط کے ساتھ شہر لبلہ کو حوالے کر دیا۔ اور اپنا خزانہ اور دیگر قیمتی چیزیں لے کر جزیرۂ سالتیس کی جانب روانہ ہوگیا۔

چونکہ ابن عباد نے ہولبہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا لہذا عبد العزیز نے دیکھا کہ میں یہاں جزیرۂ سالتیس میں بھی محفوظ نہیں ہوں۔ کیونکہ اسے خبر ملی تھی کہ جزیرے والے خفیہ طریقے پر اشبیلیہ والوں سے خط وکتابت کر رہے ہیں اور اُس کا زوال چاہتے ہیں۔ اس اندیشے سے وہ ایک نہایت مضبوط قلعے میں

چلا گیا جو پانی کے اندر بنا ہوا تھا۔ اور اسی مین وہ اپنا خزانہ اور قیمتی چیزین بھی لیتا گیا۔ یہان اُس کے خاندان کے نہایت معتبر اور وفادار لوگ بھی اُس کے ہمراہ تھے لیکن دشمنون نے عبدالعزیز کو اس قلعے کے اندر بھی محصور کر لیا۔ اور ایسی نگرانی کرتے رہے کہ کوئی کشتی قلعے مین نہ جا سکے۔ اور جو لوگ اس مین ہین اُن کو سامان خور و نوش نہ پہونچنے پائے۔ اب عبدالعزیز نے یہ چاہا کہ کسی طرح بے رحم اور ظالم ابن عباد کے ہاتھون سے بچ کے نکل جائے۔ کیونکہ وہ کسی قسم کی شرطین قبول نہ کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ عبدالعزیز بغیر کسی شرط کے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دے۔ اب اسے اس بات کا بھی موقع مل گیا تھا کہ ابن زیاد کے پاس کسی قسم کی مدد نہ پہونچنے دے یا کسی جہاز کو نہ جانے تاکہ سمندر کے راستے سے وہ کہین اور نہ چلا جائے۔

لیکن بڑی کوشش اور خاموشی کے ساتھ عبدالعزیز کو ایک جہاز مل گیا جس کے معاوضے مین اُس نے سونے کے دس ہزار ڈبلون دیے۔ اور اسی جہاز مین سوار ہو کر وہ راتون رات اپنے خاندان اور قیمتی جواہرات کو ساتھ لے کے قلعے سے نکل گیا۔ بہت دور تک وہ ساحل کے کنارے کنارے چلا گیا اور ایک جگہ پر اُترا۔ یہان وہ ایک پناہ گزین کی حیثیت سے مارا مارا پھرتا تھا کہ معلوم ہوا یہ علاقہ باسل کا ہے اور شاہ اشبیلیہ کے حکم سے لوگ اس کی سراغ رسانی کر رہے ہین۔ اب اس کی حالت نہایت نازک تھی۔ اس مصیبت کے وقت عبدالعزیز نے قرمونہ کے حاکم کے پاس کہلا بھیجا۔ اُس نے گھوڑے بھیج دیے جن کے ذریعے سے وہ بچ کے نکل گیا۔ اور چند روز قرمونہ مین مہمان رہا۔ پھر والی مذکور نے اس کے لیے سامان سفر اور حفاظت کا بندوبست کر کے روانہ کر دیا تاکہ قرطبہ یا طلیطلہ مین چلا جائے۔ جہان اسے امید تھی کہ زیادہ محفوظ رہ سکون گا۔

اب عبد العزیز شاہ محمد ابن جہور کے پاس قرطبہ مین پہونچا۔ اُس بادشاہ نے اسے بڑی مسرت کے ساتھ ٹھہرایا۔ عبد العزیز کی شرافت اور وفاداری کی وجہ سے ضرورت بھی تھی کہ اُس کا خیر مقدم اچھی طرح ہوتا۔ عبد العزیز کے آبا و اجداد بڑے مشہور و معروف لوگ تھے۔ اور ہر زمانے مین شاہان اسپین کے وفادار اور خیر خواہ رہے تھے۔ بنی امیہ اسپین کے زمانے مین اُنھون نے بڑے بڑے کارہاے نمایان انجام دیے تھے۔

سنہ ۴۴۳ھ مین اشبیلیہ کے ولی عہد محمد بن عباد نے جزیرۂ سالتیس کو پوری طرح فتح کر لیا۔ اب وہ شہر اکسنوبہ اور اُس کے بندرگاہ سنتامارتیۃ الغرب کی طرف چلا۔ اور ان دونون مقامات کو بھی اُس نے اپنا مطیع بنا لیا۔ یہ ضلع ان دنون محمد بن سعید کے قبضے مین تھا جس کو اُس نے اپنے ورثے مین پایا تھا۔ اسی طرح شلبہ بھی اُس کے قبضے مین تھا۔

یہان اس ولی عہد کے پاس ایک شریف نوجوان آیا جس کا نام محمد بن عمر بن حسین المہری تھا جو قصبۂ شمبوس علاقہ شلبہ کا رہنے والا تھا۔ یہ نہایت حسین اور خوبصورت شخص تھا۔ اِس کے ساتھ نہایت ہی عقلمند اور اچھا شاعر تھا۔ اُس نے بہت اچھی تعلیم پائی تھی یہ سب صفتین ایسی تھین جن کی اشبیلیہ کا شہزادہ بڑی قدر کرتا تھا۔ اور یہ خوبیان اُسے اپنے لوگون مین بہت کم نظر آتی تھین۔ چنانچہ وہ اُس کو اپنے ساتھ دار السلطنت مین لے گیا۔ وہان پہونچ کے شاہ ابن عباد نے بھی ابن عمر کی بڑی تعریف کی اور اُس پر عنایت کرنے لگا۔ ابن عمر کے عروج کا یہی آغاز ہے اور اسی حالت سے ترقی کر کے اُس نے شاہان اشبیلیہ کا اعتماد حاصل کر لیا۔ اور موقع ملا کہ اپنی اعلیٰ قابلیت اور دانائی کا ثبوت دے جس کی وجہ سے اُس نے اتنی شہرت حاصل کر لی کہ اُس کا نام

اسپین سے گذر کے دیگر ممالک تک پہونچ گیا۔

اشبیلیہ کے بادشاہ محمد بن عباد نے لبلہ کی حکومت اپنے رسالے کے سپہ سالار عبداللہ بن عبدالعزیز کو دی۔ لیکن اس سے صاف طور پر کہہ دیا کہ یہ حکومت اس وجہ سے نہین دی جا رہی ہو کہ تمھارے باپ عبدالعزیز اس پر حکومت کر رہے تھے۔ بلکہ یہ خود تمھارے اعلیٰ خدمات کے صلے مین ہو۔ حقیقت مین یہ ایک نہایت مناسب معاوضہ تھا۔ کیونکہ عبداللہ نے ایسے جوش و وفاداری کے ساتھ اپنے آقا شاہ اشبیلیہ کی خدمت کی تھی کہ قرمونہ کے حاکم کے خلاف لڑائی چھیڑ دی اور خاص اُسی کے شہر مین اس کو محصور کر لیا۔ اس سے چند روز قبل اُس کا باپ اس شہر مین ایک پناہ گزین کی حیثیت سے داخل ہوا تھا۔ لیکن وہان کے باشندون نے بڑی خوشی کے ساتھ اُس کا استقبال کیا۔ اب عبداللہ نے ایسی سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا کہ باشندے مدافعت کی کوششون مین تھک کے پریشان ہو گئے۔ فاقہ کشی کی تاب نہ لا سکے۔ اور شہر کے حوالے کرنے کی تدبیرین سوچنے لگے۔ اُنھون نے کہا ہم ایک ایسے آقا کے لیے بھوکون نہین مر سکتے جس نے اس بات کو ثابت کر دیا کہ ہمین نہین بچا سکتا۔ اُن کے اس ارادے کا حال قرمونہ کے حاکم محمد البرزالی کے کانون تک پہونچ گیا اور وہ چپکے راتون رات اُس شہر سے نکل کے ملاغہ کی طرف چلا گیا۔ اُس کے بھاگ جانے کا حال قرمونہ والون کو بہت جلد معلوم ہو گیا۔ انھون نے فوراً ہتھیار ڈال دیے اور محمد بن محمد بن اسمٰعیل المعتضد بن عباد شاہ اشبیلیہ کے مطیع و فرمان بردار ہو گئے۔

قرمونہ کے حاکم محمد بن عبداللہ البرزالی نے ملاغہ پہونچ کے ادریس بن یحیٰی سے مدد مانگی۔ اس بادشاہ نے اُسے اچھی طرح ٹھہرایا اور فوراً اپنی فوجین جمع کرنے لگا تاکہ پیدلون اور سوارون سے اُس کی مدد کرے۔ اب البرزالی اقیجہ مین چلا گیا

کیونکہ وہ مقام ابھی تک اُس کے قبضے میں تھا۔ وہاں پہونچ کے اُس نے اپنے سوارون کو جمع کیا اور اُس فوج سے جا ملا جو ادریس نے بھیجی تھی۔ جب یہ دونون فوجین مل گیئن تو اشبیلیہ کی سپاہ کے مقابلے کے لیے آگے بڑہین۔

لیکن ابن عباد نے کسی بڑی لڑائی کا موقع نہ دیا۔ فقط چھوٹی چھوٹی لڑائیان ہوتی رہین جن مین دونون جانب کے بہادر مختلف انجامون کے ساتھ لڑتے رہے لیکن البرزالی کسی طرح اپنے شہر قرمونہ پر قابض نہ ہو سکا جو اُس کا خاص مقصد تھا۔ غرض کہ چند غیر اہم لڑائیون کے بعد شاہ ادریس مالقہ مین واپس گیا۔ اور البرزالی اپنے شہر استجہ مین داخل ہوا۔

ادریس بن یحییٰ کو اس مہم کے بعد چند ہی روز آرام لینے کو ملے تھے کہ اُسے اپنے دوست حبوس صنہاجی حاکم غرناطہ کی مدد کے لیے روانہ ہونا پڑا۔ کیونکہ صنہاجی نے اس بات کی اطلاع دی تھی کہ محمد بن عباد شاہ اشبیلیہ ہم دونون کے خلاف کارروائیان کر رہا ہے۔ اور ان کارروائیون مین اس چالاک بادشاہ کے تمام اعزا اور طرفدار پوری قوت کے ساتھ شریک ہین۔ حبوس صنہاجی نے اپنے دوست کو اس بات سے بھی آگاہ کر دیا کہ آپ موسیٰ بن عفان کی طرف سے غافل نہ رہین جو ظاہر مین تو ایک وفادار شخص نظر آتا ہے لیکن دراصل دشمنون کا طرفدار ہے۔ اور ہمیشہ شاہ اشبیلیہ کے ساتھ خط و کتابت کرتا رہتا ہے۔ ادریس نے اپنے دوست کے خط کے جواب مین خود موسیٰ بن عفان کو اُس کے پاس بھیج دیا اور اُس کے ہاتھ ایک خط بھی بھیجا جس مین لکھا تھا کہ حبوس کو اختیار ہے اس خط کے لانے والے کو جیسا معاوضہ مناسب سمجھے دے۔ شاہ غرناطہ اس کا مطلب بخوبی سمجھ گیا اور حکم دیا کہ موسیٰ بن عفان کا سر فوراً اڑا دیا جائے۔ اس کے بعد ادریس کے خط کے جواب مین اُسے اطمینان دلایا کہ موسیٰ کو اُس کی وفاداری و راست بازی کا مناسب معاوضہ دے دیا گیا۔

لیکن موسٰی بن عفان الجزیرہ کے حاکم محمد بن ادریس اور ملاغہ کے بادشاہ ادریس بن یحیٰی دونوں کا چچازاد بھائی تھا۔ لہٰذا جب محمد بن ادریس کو اپنے عزیز کے قتل کیے جانے کی خبر ملی تو فوراً تیاریاں کرنے لگا تاکہ اُس کا انتقام لے۔ اس ارادے مین اُس نے ادریس کی عدم موجودگی سے بہت فائدہ اٹھایا۔ کیونکہ وہ حبوس کی مدد کے لیے اپنے دارالسلطنت سے نکل کے روندہ کے قریب پہونچ گیا جہاں اُس کا دوست اشبیلیہ کے ولی عہد محمد بن عباد کے مقابلے مین ایک خونریز جنگ مین مصروف تھا۔

یہ موقع پاتے ہی محمد بن ادریس ایک زبردست فوج کے ساتھ جس مین زیادہ تر افریقہ کے حبشی تھے۔ ملاغہ کی جانب بڑھا اور شہر مین بغیر کسی روک ٹوک کے داخل ہوگیا۔ القصبہ کے حبشی گارڈ بھی اُس کے ساتھ شریک ہوگئے اور انھون نے محمد بن ادریس کو محل مین لے جا کر تخت پر بٹھایا اور حبشی سپاہ نے اُس کے شاہ ملاغہ ہونے کا اعلان کردیا۔

لیکن ملاغہ کے لوگ جو اپنے بادشاہ کی بڑی قدر کرتے تھے اس بات کو نہ دیکھ سکے کہ یون تخت سے محروم کردیا جائے۔ لہٰذا وہ حبشیون کے مقابلے مین اسلحہ لے کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انھین ہٹا ہٹا کے مجبور کیا کہ القصبہ مین بند ہو جائین۔ جس کو وہ مضبوط کر کے نہایت بہادری کے ساتھ بچانے لگے۔ ملاغہ والون نے اُن کے چارون طرف دمس بندی کردی اور قلعے کا زیادہ سختی کے ساتھ محاصرہ کرلیا۔ لیکن ارادہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ ان لوگون کو جنھون نے زبردستی تخت پر قبضہ کرلیا ہے باہر نکال دین لہٰذا انھون نے حبشیون کے سامنے بہت آسان شرائط پیش کیے۔ چنانچہ انھین کے بہت سے لوگ نکل کر ان کے خیمون مین چلے آئے۔ جو لوگ اندر رہ گئے تھے انھون نے دیکھا کہ اب ہماری تعداد روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اور باہر سے بھی کسی مدد کی امید نہین ہے لہٰذا اہل ملاغہ والون پر باہر نکل کے کوئی حملہ بھی نہ کرسکے۔

ملاغہ والوں نے ان واقعات کی خبر اپنے بادشاہ کو دی اور ادریس فوراً واپس چلا آیا اور اپنے ساتھ بہت سی فوج بھی لیتا آیا۔ اب اس نے القصر کا محاصرہ بڑی سختی کے ساتھ کر لیا۔ پھر اُس نے اعلان کر دیا کہ جو حبشی نکل کے اُس کے پاس حاضر ہو جائین اُن کو امان دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ اپنی جانون کو میرے رحم پر چھوڑ دین۔ اس کے ساتھ یہ دھمکی بھی تھی کہ جب مین بزور اسلحہ قصر مین داخل ہون گا تو اُس وقت جو لوگ اندر ملین گے سب قتل کر ڈالے جائین گے۔ ادریس کی ان دھمکیون اور وعدون سے حبشی مجبور ہوئے کہ قلعے کو چھوڑ دین۔ چنانچہ وہ اندھیری رات مین ایک عمیق نالے مین سے ہو کر نکل گئے۔ اب محمد بن ادریس نے دیکھا کہ میرے سب ہمراہی مجھے چھوڑ کے چلے گئے ہین لہذا اُس نے اپنی قسمت اپنے چچازاد بھائی کے ہاتھ مین دے دی اور اُسے یقین تھا کہ وہ مجھے فوراً قتل کرا ڈالے گا۔ لیکن ادریس نے اُس کی جان بخشی کی۔ مگر ساتھ ہی حکم دیا کہ اسپین سے چلے جاؤ۔ اور اپنے مضبوط قلعے حصن عریش مین پناہ لو۔ وہان اُس نے اپنا خزانہ جمع کیا تھا اور اُس کی بیٹی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اُس کے خاندان والون کو بھی واپس جانے کی اجازت دے دی گئی۔

اب ادریس نے الجزیرہ پر قبضہ کر لیا اور پریشانیون اور مصیبتون سے نجات پانے کے بعد وہ خود افریقہ گیا اور بلاد طنجہ و سبطہ کا محاصرہ کر لیا حبشیون مین سے جو اُس کی فوج مین شامل ہو گئے ان کو اُس نے اسپین مین چھوڑ دیا لیکن جن لوگون نے اس ملک مین رہنا نہ پسند کیا انھین اپنے گھرون مین واپس جانے کی اجازت دے دی۔

ادریس افریقہ مین چند روز رہا تھا کہ صقلبی سردار رزق اللہ اور سکوت جو سبطہ اور طنجہ کے حاکم تھے اُسے بہت پریشان کرتے لیکن عام لوگ اُن

حاکمون کی طمع۔ بیرحمی اور ظلم کی وجہ سے اُن کے خلاف ہو گئے تھے وہ اُن کی تجویزون مین شریک نہ ہوئے۔ اور بجائے اِس کے کہ اُن کی مدد کرتے انھون نے ان سردارون کے ساتھ دغابازی کی۔ اور شاہ ادریس کے سامنے کہا مولائی۔ یہ صقلبی جو آپ کے ساتھ ہین اور ہر وقت آپ کو گھیرے رہتے ہین باغی ہین۔ بظاہر یہ آپ کی خدمت کر رہے ہین لیکن ان کے دل بے ایمان اور نمک حرام ہین۔ آپ کے زوال کی کوشش مین لگے ہوئے ہین۔ اور آپ کی جان لینے کے لیے سازش کر رہے ہین۔ لہذا آپ ہمین اجازت دین کہ ہم انھین انکی دغابازی کا مناسب معاوضہ دے دین۔

شاہ ادریس اس معاملے کی تحقیقات کرتا لیکن کوئی کارروائی نہین کرنے پایا تھا کہ ان سردارون کی مخالفت کا جوش جو لوگون کے دلون مین بہت دنون سے دبا ہوا تھا دفعتہً اُبھر پڑا۔ اور یہ بات غیر ممکن تھی کہ ان بدقسمت لوگون کو خونخوار اور پرجوش عوام کے ہاتھون سے بچایا جائے۔ بادشاہ کے سامنے ہی وہ لوگ ان سردارون کو کھینچ لائے اور چند منٹ کے اندر اُن کے جسمون کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔

اس واقعے کے بعد شاہ ادریس اندلوسیہ مین واپس آیا۔ لیکن اپنے چھوٹے بیٹے کو ساتھ لیتا آیا۔ اور بڑے لڑکے کو افریقہ مین سبطہ اور طنجہ کا والی بنا کے چھوڑ دیا۔

۴۵۲ھ مین بلنسیہ کے بادشاہ عبدالعزیز المنصور نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا عبدالرحمن بن عبدالعزیز جانشین منتخب ہوا۔ یہ طلیطلہ کے بادشاہ ذوالنون کا داماد تھا۔ اُس نے اپنا لقب المظفر رکھا۔ اُس نے اپنی مرضی کے خلاف اپنے لوگون کو اندلوسیہ کی جنگ مین بھیج تو دیا تھا۔ لیکن یہ محض اس کے باپ نے اسے حکم دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔ وہ اپنے باپ یعنی بادشاہ کے حکم مین عذر

نہ کر سکتا تھا کیونکہ وہ اس وقت تک زندہ موجود تھا۔

چوتھا باب

شاہان قرطبہ اور طلیطلہ مین لڑائی اور وہ ذلیل غداری جو شاہ اشبیلیہ نے قرطبہ پر قبضہ کرنے کے لیے کی

اسمٰعیل بن ذوالنون بن احمد شاہ طلیطلہ ایک بڑی فوج کے ساتھ قرطبہ کے علاقے مین داخل ہوا۔ اور کئی لڑائیون مین قرطبہ کے بادشاہ محمد اور اشبیلیہ اور باجوس کی فوجون کو شکست دے دی۔ اور آخر مین اُس نے ایک بڑی سخت خونریز لڑائی مین جو دریاے الغدار کے کنارے ہوئی تھین انھین کامل شکست دے دی۔ اس ندی کا یہ نام اس وجہ سے ہوگیا کہ معرکہ آرا فوجون کے تجربہ کار سپہ سالارون نے اس لڑائی مین بہت سی حکمت عملیون اور کیا دیون سے کام لیا تھا قرطبہ کی فوجون کا سپہ سالار حارث بن الحکم عکاشہ تھا جو اندلس کے نامی اور بہادر شہسوارون مین تھا۔ دن بھر لڑائی جاری رہی۔ اور فاتحون نے جو طلیطلہ اور بلنسیہ اور السہلہ والے تھے رو بہ فرار دشمنون کا قرطبہ کے پہاڑیون تک تعاقب کیا۔

اس شکست کی خبر نے شاہ قرطبہ کی کونسل مشیران سلطنت کو نا امید کر دیا اور شہر والے خوف کھانے لگے۔ شہزادہ عبدالملک بھی اب بہت پریشان ہوا جو اس وقت تک بے فکر بیٹھا تھا۔ اور بجاے اس کے کہ اپنے باپ کی فوجون کی سپہ سالاری کرتا مدینۃ الزہرا کے پرلطف باغون مین بے فکری کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ یہان اس کا وقت قرطبہ کے نوعمر ندیمان صحبت کے ساتھ چھیڑیون کی مشق مین صرف ہوتا۔ اور اس کے سوا اس کی کوئی دلچسپی نہ تھی۔ لیکن اس مندرجہ بالا خبر نے اس کے دل کو متفکر کر دیا۔ فوراً وہ دلچسپی کی چھڑیان

جنگی نیزون سے بدل گئین اور یہ معلوم ہوا کہ دفعتہً سارے ملک مین ایک انقلاب ہوگیا۔ عام لوگون نے بھی پھاڑ دے اور ہنسیئے چھوڑ کر تلوارین اُٹھائین شہزادہ عبدالملک اشبیلیہ گیا تاکہ محمد بن محمد بن اسمعیل المتعضد بن عباد سے فوری مدد کا خواستگار ہو اُس نے اس بات کو بھی ظاہر کردیا کہ میری سلطنت کے لیے اس وقت کیسا سخت خطرہ درپیش ہے اشبیلیہ کا بادشاہ شہزادہ عبدالملک کا ہم عمر تھا۔ لیکن وہ نہایت چالاک اور خود غرض واقع ہوا تھا۔ لہذا بجائے اس کے کہ فوراً مدد کے لیے آمادہ ہو بیکار کی خاطر مدارات اور غیر معمولی اخلاق کے اظہار مین وقت ضائع کرنے لگا۔ پھر بہت سا وقت شہزادے کو اپنا خزانہ۔ جواہرات۔ اسلحہ خانہ اور قصر کی دوسری نادر چیزین دکھانے مین گزار دیا۔ لیکن اصلی معاملے مین وہ عبدالملک سے بڑے بڑے وعدے کرکے فقط امیدین ہی دلاتا رہا۔ بہت دنون کے بعد جب بہت سا قیمتی وقت گذر چکا تھا اُس نے اپنے قائدون کو لکھا اور انھین حکم دیا کہ ملک کے سوارون کو جمع کرین۔ اس کے بعد اُس نے شہزادہ عبدالملک کو دو سو سوارون کی ایک جمعیت کے ساتھ روانہ کردیا۔ اور وعدہ کیا کہ میری طرف سے بالکل اطمینان رکھیے مین ہر حال مین آپ کا معین و مددگار اور راست بازدوست ثابت ہون گا۔

جب عبدالملک قرطبہ کے قریب پہونچا تو دیکھا کہ شاہ طلیطلہ نے شہر کا محاصرہ کرلیا ہے اور اب بغیر فتحمند محاصرین سے لڑے شہر کے اندر داخل ہونے کا کوئی ذریعہ نہین۔ لہذا وہ پلٹ کے اپنے چھوٹے رسالے کے ساتھ مدینۃ الزہرا مین چلا گیا اور انتظار کرنے لگا کہ اشبیلیہ کی سپاہ شاید اب بھی وقت پر آجائے۔ اور کارآمد ثابت ہو۔ اگرچہ ظاہر مین یہ خلاف امید بہت زیادہ دیر ہوچکی تھی۔

اب شہر کے لوگ بڑی تکلیف مین تھے۔ کیونکہ وہ اس مصیبت کے لیے بالکل تیار نہ تھے جو ناگہانی طور پر اُن پر نازل ہوگئی تھی۔ بادشاہ نہایت ہی بیمار تھا

اوران فکرون نے اُس کے مرض کو اس قدر بڑھا دیا تھا کہ دربار کے سارے اطبّا گھبرائے ہوئے تھے۔ اُس شخص کے لیے بہت بڑا انعام مقرر تھا جو کسی تدبیر سے کونسل مشیران سلطنت کے خط کو شہزادہ عبدالملک اور شاہ اشبیلیہ کے پاس پہونچا دے۔ کیونکہ اب قرطبہ والون کی ساری امیدین اسی بادشاہ کے دم سے وابستہ تھین۔ بعض قاصد اس خدمت کے انجام دینے کو تیار ہوگئے۔ اور کسی نہ کسی طرح دشمن کے پڑاؤ مین سے گذر کے اُنھون نے ان خطون کو شہزادہ عبدالملک اور ابن عباد شاہ اشبیلیہ کے پاس پہونچا دیا جو بادشاہ اور کونسل کے ممبرون کی جانب سے تھے اور ان مین اپنی خطرناک حالت کو ظاہر کرکے بتایا تھا کہ اب آپ کی مدد کے سوا اور کوئی صورت ہمارے بچاؤ کی نہین ہے۔

اب ابن عباد نے دیکھا کہ اپنا مقصد پورا کرنے کا بہت اچھا موقع ہاتھ آگیا ہے لہذا اُس نے وقت کو ضائع نہ کیا اور فوراً اپنے بیٹے محمد اور اپنے سپہ سالار ابن عمر کو روانہ کیا اور انھین بہت تفصیل کے ساتھ ہدایت کر دی کہ یہ کارروائی ہونی چاہیئے۔ اپنے مطلب کی ہر بات بخوبی سمجھا کے اُن دونون کو سوارون اور پیدلون کی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ روانہ کر دیا۔

اب اشبیلیہ کی سپاہ محصور شہر قرطبہ کے قریب پہونچی۔ اور محاصرہ کرنے والون کے سامنے پڑاؤ ڈال دیا۔ پیدل فوج دشمن پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو رہی تھی کہ رسالہ آگے بڑھا اور اسمٰعیل بن ذوالنون اور اس کے مددگارون کی بہادر فوجون سے لڑائی مین مشغول ہوگیا۔ طلیطلہ والون نے اس حملے کو بڑے استقلال کے ساتھ روکا اور اشبیلیہ کے سوار بھی ایسی بہادری کے ساتھ لڑنے لگے کہ اسی حملے سے ایک جنگ عظیم برپا ہو جاتی لیکن رات کی تاریکی نے لڑائی کا خاتمہ کر دیا۔ اندھیرے کی وجہ سے لڑنے والے ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے۔

لیکن اشبیلیہ کے سپہ سالار ابن عمر کو ساری رات نیند نہ آئی۔ وہ رات بھر اپنی فوج کے مختلف حصوں کی دیکھ بھال کرتا اور سرداروں اور قائدوں کو ضروری احکام دیتا رہا۔ صبح کی جنگ میں یقینی کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے اُس نے شہزادہ محمد بن عباد اور دیگر سپہ سالاروں کے ساتھ مشورہ کیا کہ کس طرح پر حملہ کیا جائے کہاں لڑائی جاری رکھی جائے۔ پھر اُنھوں نے اُن مختلف واقعات پر بھی غور کر لیا جو لڑائی بعد پیش آ سکتے تھے۔ جیسے ہی صبح کی روشنی نمودار ہوئی ابن عمر نے اپنے سواروں کو حرکت دی۔ اُدھر اسمٰعیل بن ذو النون کے سپہ سالاروں نے بھی یہی کیا۔ دونوں فوجیں ناقابل بیان جوش و استقلال کے ساتھ حملے کے لیے بڑھیں۔ دونوں جانب یکساں بہادری کا جوش تھا اور دونوں کو اپنی اپنی فتح کا یقین تھا۔ لڑائی شروع ہو گئی اور یہ نہایت خونریز لڑائی تھی۔ اشبیلیہ کے سواروں میں قرطبہ والے بھی شریک ہو گئے اور اُنھوں نے بلنشیہ کے مقدمۃ الجیش پر حملہ کر کے اُسے شکست دے دی۔ اب ساری محاصرہ کرنے والی فوج میں بے ترتیبی ہو گئی۔ السہلہ کی سپاہ نے اگرچہ تھوڑی دیر تک اشبیلیہ والوں کے فاتحانہ حملوں کو روکا جس کی وجہ سے اُن کے دوستوں کو نکل جانے کا موقع مل گیا۔ لیکن شام سے پہلے ہی طلیطلہ کی فوج پوری طرح بھاگ رہی تھی۔ اور ابن عباد کے رسالے اور قرطبہ کے سوار جن پر شہزادہ محمد بن عباد ولی عہد اشبیلیہ اور شہزادہ عبد الملک ولی عہد قرطبہ افسر تھے پورے جوش و خروش کے ساتھ اُن کا تعاقب کر رہے تھے۔ قرطبہ کے اندر کے شہسوار بھی لڑائی کے اس منظر کو خاموش بیٹھ کے نہ دیکھ سکے۔ اُن میں سے بھی بہت سے لوگ لڑائی میں شریک ہوئے اور فتح کے بعد تعاقب کرنے والوں میں سب کے آگے تھے۔

اب سپہ سالار ابن عمر نے دیکھا کہ میرے آقا نے جو کچھ حکم دیا تھا اُس کے زیادہ حصے کی تعمیل ہو چکی۔ اور غور کرنے لگا کہ اس کے مقصد کا جس قدر حصہ باقی رہ گیا ہے

اس مین کس طرح کامیابی حاصل کی جاسے۔ قرطبہ کے زیادہ تر لوگ شہر سے باہر نکل آئے تھے۔ بعض لڑائی مین شریک ہونے کے لیے اور بعض شکست خوردہ طلیطلہ والون کے خیمون کو لوٹنے کو۔ لہذا شہر مین حفاظت کے لیے کوئی موجود نہ تھا۔ کیونکہ انھین اپنے دوستون کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا جو اُن کی مدد کے لیے ایسی مستعدی کے ساتھ آپہونچے تھے اور اُن کی ذات سے بجز فائدے کے کوئی نقصان نہ نظر آتا تھا۔ ابن عمر نے دیکھا کہ اب پورا موقع ہاتھ آگیا ہی لہذا اُس نے اس سے فائدہ اٹھایا۔ اور اپنی ساری پیدل فوج کے ساتھ دار السلطنت کے اندر داخل ہو گیا۔ قلعون اور پھاٹکون پر قبضہ کر کے قصر کی جانب بڑھا۔ اس کے بعد اُس نے بدقسمت بادشاہ کے اگرچہ بھی جو بستر مرض پر بیمار پڑا ہوا تھا اپنے نہایت معتبر سردار مقرر کر دیے۔ اب بادشاہ کو بھی خبر ہوئی کہ کیا واقعہ پیش آیا ہی۔ اور جب اُس نے دیکھا کہ شہر اور قصر شاہ اشبیلیہ کے قبضے مین ہی۔ تو اُسے اپنے لوگون کی بدقسمتی کا حال معلوم ہوا۔ اُس کے دل مین ایسا شدید درد پیدا ہوا کہ اُسی نے اُسے موت کے منھ مین پہونچا دیا۔ اور یون اُس کو اپنے مصائب سے نجات ملی۔ اس لیے کہ چند روز بعد اُس کی روح پرواز کر گئی۔

اب شہزادہ عبد الملک دشمن کے تعاقب سے واپس آیا تو نظر آیا کہ دوستون نے کیسی دغابازی کی۔ وہ شہر کے پھاٹکون کی جانب بڑھا لیکن اُنھین بند پایا۔ غور کرنے لگا کہ کیا کرے اور اس خلاف امید مصیبت سے کیونکر نجات پائے۔ اتنے مین اشبیلیہ کے سوارون نے جھٹ پٹ اُسے چارون طرف سے گھیر لیا۔ اور اُن کے افسر نے متحیر شہزادے کو سمجھایا کہ اب آپ کے لیے ہتھیار ڈال دینے کے سوا کوئی چارہ نہین ہی۔ اس کے بعد اُس کے ساتھیون کو بھی حکم دیا گیا کہ اپنے گھوڑون پر سے اتر پڑین اور ہتھیار ڈال دین۔

اس ذلیل دغابازی کو دیکھ کے شہزادہ عبد الملک کے دل مین جوش پیدا

ہوا مقابلے کے لیے آمادہ ہوگیا اور نا ایباری کی جرأت کے ساتھ اُن لوگون پر حملہ کرنے لگا جو اُسے گھیرے ہوئے تھے - اِس وقت اُس کے دل مین بجز اِس کے اور کوئی خیال نہ تھا کہ تلوار ہاتھ مین لیے ہوئے بہادری کے ساتھ لڑتا ہوا مارا جاؤن گا۔ لیکن ان ذلیل اور دغاباز دشمنون سے رحم کا خواستگار نہ ہون گا۔ وہ ایسی بہادری کے ساتھ لڑ رہا تھا کہ گرفتار کرنے والون کی صفین کئی بار درہم و برہم ہو گئین۔ اور اُنھون نے راستہ دے دیا کہ اگر وہ چاہتا تو نکل کے چلا جاتا لیکن وہ برابر لڑتا رہا۔ اب وہ زخمون سے چور تھا۔ اور آخر کار کسی سوار کے نیزے نے اُسے گھوڑے پر سے نیچے گرا دیا جس کے بعد فوراً وہ گرفتار کر کے ایک مضبوط برج مین قید کر دیا گیا۔ اور اسی مین اُس نے جان دی۔ اگرچہ وہ بہت سخت زخمی ہو چکا تھا مگر موت کا سبب زیادہ تر یہ ہوا کہ اپنے دلی صدمے کو نہ برداشت کر سکا۔

اُس زمانے کے مورخ بیان کرتے ہین کہ عبد الملک نے مرتے وقت بھی اپنے جھوٹے دوستون کی دغابازی پر افسوس کیا۔ اور خدا سے دعا کی کہ اُس شخص کے بیٹے سے بھی ایسا ہی انتقام لیا جائے جس نے دوستی اور محبت کے دھوکے مین اپنا دشمنی کا چہرہ چھپا لیا تھا۔ بدقسمت شہزادہ عبد الملک کی موت اُسی دن واقع ہوئی جس دن دغاباز شاہ اشبیلیہ اپنے جلوس کے ساتھ شہر قرطبہ مین داخل ہوا۔ اور اسی وقت اُس کے قریب خوردہ دوست نے بھی عام اہل شہر کے نعرون کو سن کر جو اُس ظالم کے استقبال مین بلند ہو رہے تھے آخری سانس لی اور دنیا کو رخصت کر دیا۔ لیکن مرتے وقت اُس کی زبان سے چند کلمے اُن لوگون کے حق مین نکل گئے جنھون نے ایسی بیوفائی کے ساتھ اُس دشمن کا استقبال کیا تھا جس نے اُن کے اچھے اور نیک بادشاہون کی نسل کو بے رحمی کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا۔

اشبیلیہ کا بادشاہ قرطبہ کے باشندون پر بڑی مہربانی کے ساتھ پیش آیا بہت

دنون تک اُن لوگون کی مسلسل دعوتین کرتا رہا۔ ان باتون سے وہ لوگ بہت جلد اس کے طرفدار ہوگئے۔ عام لوگون کو اُس بادشاہ نے مختلف تماشے دکھائے جن مین وحشی درندے آپس مین لڑائے جاتے تھے۔ قرطبہ والون نے ایسے تماشے کبھی نہ دیکھے تھے شہزادہ ناشکر گذار لوگ اپنے اچھے بادشاہ جہور اور اس کی عمدہ حکومت اور اس کے نیک بیٹے کی کوششون کو جو اُس نے اپنے امکان بھران لوگون کی بہبودی کے لیے کی تھین بالکل بھول گئے۔

لیکن حارث ابن حکم کے ساتھ جو اپنے آقا کا ایک وفادار ملازم تھا دوسرا واقعہ پیش آیا جب اُس نے دیکھا کہ ان ظاہری دوستون نے کیسی دغا بازی کی ہے تو وہ اُن سوارون کو جو اُس کے ہمراہ تھے لے کر مدینۃ الزہرا کے قصر مین چلا گیا۔ پھر جب اُسے اپنے بادشاہ کے انتقال اور شہزادہ عبدالملک کے قید ہوجانے کی خبر ملی تو ابن عباد کی دغابازی پر اس کو اتنا ہی غصہ آیا جتنا اپنے آقا کی موت کا صدمہ تھا۔ ابن عباد کی اس بیہودہ اور ظالمانہ کارروائی پر نفرت کرنے کے ساتھ اُسے یہی زیادہ مناسب معلوم ہوا کہ اپنے کھلے دشمنون کی فیاضی پر بھروسہ کرے۔ چنانچہ اُس نے اس جھوٹے اور مکار دوست کے بڑے بڑے وعدون کی کچھ پروا نہ کی اور شاہ طلیطلہ کے پاس جا کے پناہ لی۔ اُس بادشاہ نے اس بدقسمت سپہ سالار کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اور واقعی اسمٰعیل بن ذوالنون نے اُس کی بہت عزت کی کیونکہ وہ حارث ابن الحکم کی وفاداری اور بہادری کو خوب جانتا تھا۔ اس طولانی لڑائی مین اُسے ان دونون باتون کا بخوبی تجربہ ہو گیا تھا جبکہ اسی سپہ سالار نے اُس کے مقابلے مین جنگ و پیکار کو جاری رکھا تھا۔

الغرض اس طرح خاندان جہور کا خاتمہ ہوگیا۔ ان کا نام تک صفحۂ ہستی سے مٹ گیا اور انھین کے ساتھ قرطبہ کی سلطنت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔

پانچوان باب

طلیطلہ کے بادشاہ نے بلنشیہ کے بادشاہ کو کس طرح سلطنت سے معزول کردیا۔ اور اشبیلیہ کے بادشاہ ابن عباد کی موت

سنہ ۴۵۲ھ مین بلنشیہ کے بادشاہ عبد العزیز المنصور بن عبد الرحمٰن بن حاجب محمد بن ابی عامر نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا عبد الملک بن عبد العزیز المظفر جانشین ہوا جو المامون یحییٰ بن اسمٰعیل بن ذوالنون شاہ طلیطلہ کا داماد تھا۔ اس قرابت کا حال کئی دفعہ بیان کیا جا چکا ہے۔

طلیطلہ کے بادشاہ کو اس بات کا بڑا صدمہ تھا کہ میری فوجون نے شہر قرطبہ کے سامنے شکست کھائی۔ لہٰذا اس فکر مین تھا کہ پھر اُس شہر پر حملہ کرے۔ اس خیال کو شریف سپہ سالار حارث بن الحکم نے اُس کے دل مین اور زیادہ مضبوط کردیا کیونکہ وہ ابن عباد سے اپنے آقا کی تباہی کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ اسمٰعیل بن ذوالنون نے اپنے تمام قائدون اور اپنے داماد نئے بادشاہ بلنشیہ کو لکھا۔ قائدون کو حکم دیا کہ اپنی فوجین جمع کرین۔ اور اپنے داماد سے کہا کہ اپنی جمعیت کو لے کے میری مدد کو آؤ۔ اسمٰعیل بن ذوالنون نے مرقیہ اور قونقہ کے حاکمون اور اپنے علاقے کے دوسرے والیون کو بھی لکھا کہ اس مقصد مین اُس کی مدد کرین۔

لیکن شاہ بلنشیہ عبد العزیز کے وزیر محمد بن مروان نے اپنے آقا کو مشورہ دیا کہ اشبیلیہ کے بادشاہ ابن عباد کے ایسے طاقتور فرمان روا کے خلاف کوئی کارروائی کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح سوچ لینا چاہیے کیونکہ قسطلان مربطہ شاطبہ۔ المریا اور دانیہ کے سردار سب اُس کے طرفدار ہین۔ اور یہ سب ہمارے پڑوسی ہین۔ عبد العزیز نے اپنے وزیر کے مشورے پر عمل کیا۔ اور اپنے شسُر کے

شاہ طلیطلہ کو خط بھیجا جس میں اپنی طرف سے چند غیر قابل تسلیم عذر پیش کیے۔

عبدالعزیز کے اس طرز عمل سے طلیطلہ کا بادشاہ بہت ناخوش ہوا۔ اور بغیر اس کے کہ اپنے دل کا اصلی مقصد اہل دربار پر ظاہر کرے اپنے سواروں کی ساری جماعت کو لے کے چل کھڑا ہوا۔ اور برابر رات دن سفر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ بلنشیہ میں پہونچ کے اچانک شہر میں داخل ہو گیا۔ کسی کو دین اُس کے ناگہاں آپہونچنے کی امید نہ تھی۔ شہر میں داخل ہو کے سیدھا قصر کی جانب بڑھا جہاں کا سپہ سالار ابن رواہب بن لبون تھا۔ اُس پر دفعتہً حملہ کر کے شہر کے برجوں کی طرح القصر پہ بھی قابض ہو گیا اور اپنے داماد عبدالملک المظفر کو بلنشیہ اور اس کے علاقے کی حکومت سے معزول کر دیا۔ لیکن اپنی بیٹی کے خیال سے جو اس معزول بادشاہ کی بیوی تھی اُس نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اس کو شلبہ کا حاکم بنا کے بھیج دیا۔ یہ واقعہ عرفے کے روز یعنی نوین ذالحجہ کو ۵۷ھ؁ میں پیش آیا۔ تونقہ اور سنتابار یہ ابن رزین کے والی بھی المظفر اور اس کے خاندان والوں کے ساتھ چلے گئے کیونکہ وہ اس کے بڑے پرجوش طرفدار تھے۔

اس کے بعد شاہ طلیطلہ نے عیسیٰ بن لبون بن عبدالعزیز بن لبون کو اپنی جانب سے بلنشیہ کا والی مقرر کیا۔ یہ سردار علاقہ مربطر کا ایک سپہ سالار تھا۔ اور اسمٰعیل بن ذوالنون کا نہایت پرجوش حامی۔ یہی اب اس بادشاہ کی جانب سے حکومت کرنے لگا۔ لیکن ابوالعباض ابراہیم بن لبون بھی اُس کے ساتھ مشورے میں شریک تھا۔ کیونکہ شاہ طلیطلہ کو اس شیخ کے اوپر پورا اعتماد تھا۔ چند روز میں ملک کے اندر امن و امان اور انتظام ہو گیا اس کارروائی کے بعد المامون یحیٰی بن اسمٰعیل بن ذوالنون طلیطلہ میں واپس آیا۔ اور بلنشیہ کے بہت سے مشہور سرداروں کو بھی اپنے ساتھ لیتا گیا تاکہ اندلوسیہ کی مجوزہ لڑائی میں ان سے کام لے سکے۔ لیکن بلنشیہ کے وزیر عبداللہ محمد بن مروان نے اس تباہی و بربادی کے بعد جو اُسی کے مشورے کی

بدولت اُس کے آقا پر نازل ہوئی تھی زندہ رہنا پسند نہ کیا چنانچہ اُس نے مایوس ہو کر اپنے سینے مین خنجر بھونک کے جان دے دی۔

اشبیلیہ کا بادشاہ المعتضد محمد بن محمد اسمٰعیل بن عباد اپنی اقبالمندانہ فتوحات کا لطف اٹھا رہا تھا۔ اب وہ فقط اشبیلیہ۔ قرطبہ اور قرمونہ کا بادشاہ نہ تھا بلکہ الغرب۔ صَبلہ۔ ہولبہ۔ جزیرہ سالیتس۔ اکشنوبہ اور شلبہ کا زیادہ تر حصہ بھی اُس کے قبضے مین تھا۔ مگر اُس کی بیقرار طبیعت کو اب بھی اطمینان نہ تھا۔ چنانچہ اُس نے فوجین جمع کین تاکہ شاہ طلیطلہ کے علاقے پر حملہ کرے۔ اور اپنے بیٹے محمد کو رونڈہ کی جانب بھیجا کہ غرناطہ اور مالقہ کے بادشاہون کے مقابلے مین صف آرا رہے۔ کیونکہ وہ افریقہ کے حاکم البرزالی کے طرفدار تھے۔ اور ابن عباد کے دل مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ نجومیون کی پیشین گوئی کے مطابق یہی البرزالی میری نسل کا خاتمہ کر دے گا۔ اسی عہد مین اشبیلیہ کے بادشاہ نے اپنے بیٹے کو ایک معزز نائٹ بنا دیا اور اُسے ایک آسمانی رنگ کی ڈھال دی جس کے کنارون پر طلائی ستارے لگے ہوئے تھے اور اُن کے درمیان مین ایک سونے کا آدھا چاند بنا تھا اس آدھے چاند سے زمانے کے عروج و زوال کی طرف اشارہ تھا۔ جس کو پیش نظر رکھنا ایک سپاہی کے لیے ضروری ہے۔ خود شاہ ابن عباد اپنے بیٹے کے ساتھ رونڈہ تک گیا کیونکہ اسے امید تھی کہ اس نئے شہسوار کی پہلی کامیابی کی خبر یہین سنے گا۔

سنہ ۴۶۰ھ مین الغرب کے بادشاہ المظفر المنصور بن عبداللہ المنصور نے باجوس مین انتقال کیا۔ اور اس کی سلطنت کا مالک اس کا بیٹا یحییٰ ہوا جس نے

ف معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر اکسندوبہ یا اکشنوبہ جسے عربی مورخ سنتامار یہ اکشنوبہ کہتے ہین اسپین کے مغربی ساحل پر موجودہ شہر فارو کے قریب کسی مقام پر آباد تھا۔ لیکن بعض مورخین کے خیال کے مطابق یہ خاص شہر فارو نہین ہے۔ کیونکہ عربی مورخین بھی اسی شہر شنتمریہ کا ذکر کرتے ہین۔ (ڈوزی مارٹلے)

اپنے دادا کی طرح اپنا لقب بھی المنصور رکھا۔ اُس کے بھائی عمر المتوکل نے جو مقام جبورہ مین تھا اور اپنے باپ کی جانب سے اُس علاقے پر حکومت کر رہا تھا اُس کو کسی قدر پریشان کیا اور چاہا کہ اُس کی سلطنت مساوی حصے مین تقسیم ہو۔ اس وجہ سے یہ نیا بادشاہِ الغرب اُن لڑائیون مین نہ شریک ہو سکا جو اس زمانے مین علاقۂ اندلوسیہ مین پھیلی ہوئی تھین۔

اسی زمانے مین اسپین مین مرابطین یعنی لمتونیون کے متعلق افواہین سنی گئین۔ در بیان کیا گیا کہ ان سے حیرت ناک کارنامے ظاہر ہوئے ہین۔ اور افریقہ مین اُنھون نے بہت سی فتحین حاصل کر لی ہین۔ ان مرابطین کی وجہ سے ملاغہ کے بادشاہ ادریس اور غرناطہ کے بادشاہ صنہاجی کو اپنے علاقون کی طرف سے فکر پیدا ہو گئی جو سرزمین افریقہ مین واقع تھے۔ لیکن اشبیلیہ کا بادشاہ بھی مطمئن نہ رہ سکا۔ اسے بھی اس بات کا خوف ہوا بلکہ یقین ہو گیا کہ مرابطین وہی لوگ ہین جن کے ہاتھون آخر زمانے مین از روے زائچہ میرے بیٹے کے اقبال مین گھن لگے گا۔ لیکن اس پر بھی البرزالی کے مقابل جنگ کرنے سے وہ نہ رُکا۔ اور جب تک اقیجہ کے حاکم کو اُس کے سارے علاقے سے محروم نہ کر دیا چین نہ لیا۔ کیونکہ وہ نجومیون کی پیشین گوئی کو رد کرنا چاہتا تھا اور اپنے دل کو تسکین دینے کی کوشش مین ہر ذلیل اور برے طریقے کو اختیار کر لیتا تھا۔

اس طرح اشبیلیہ کا بادشاہ اپنے پروسیون کو اُن کے حقوق سے محروم کر کے اپنی سلطنت کو وسعت دے رہا تھا۔ اور دل مین ٹھنی تھی کہ ملاغہ اور غرناطہ کی سلطنتون کو بھی تباہ و برباد کرے اور جس سلطنت تک اس کا ہاتھ پہونچ سکے اُسے بغیر پامال کیے نہ رہے۔ مگر اپنے پاک مذہب کا ذرا بھی خیال نہ تھا نہ اس کی ترقی کی کوئی فکر تھی۔ اس کی کوئی مہم اس غرض اور مقصد کے لیے نہ ہوتی کہ اس سے

اسلام کو فائدہ پہونچے۔ لیکن انسانون اور سلطنتون کی قسمتون کے مالک نے دین کے مظلومون کے انتقام کے لیے ایک دوسرا ذریعہ پیدا کر دیا تھا۔ جو مندرجہ ذیل طریقے پر ظاہر ہوا۔ شاہ اشبیلیہ کے خلاف سرقسطہ کا بادشاہ احمد ابو جعفر المقتدر بن ہود اپنے آبا و اجداد کی طرح نہایت پاکباز اور پر جوش مسلمان تھا۔ اُس نے جہاد کو مسلسل جاری رکھا۔ اور سنہ ۴۵۶ھ مین مسیحیون کو بڑی خونریزی کے بعد شکست دی۔ اس نے شہر بوبستر اور بہت سے مضبوط قلعے اُن سے واپس لے لیے۔ اور بہت بڑی کامیابی اور خوشی مسلمانون کو اس بات سے ہوئی کہ انھین لڑائیون مین سے ایک مین کافرون کا سردار شاہ راہ میر مارا گیا۔

ملاغہ کی سلطنت مین اب نئی مصیبتین پیدا ہو گئین۔ یحییٰ بن ادریس بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ اور اُس کے حواس زائل ہو گئے تھے۔ اس کے چچا زاد بھائی محمد بن القاسم بن علی نے جو الجزیرہ کا حاکم تھا اسے معزول کر دیا اور کسی نے مخالفت نہ کی۔ یہان تک کہ محمد بن القاسم اس کی جگہ خود تخت پر بیٹھ گیا اور چند روز بعد شاہ ادریس نے قیدخانے مین انتقال کیا۔ اس کے آخر زمانے مین لوگ اس کا بہت کم ذکر کرتے اور کسی کو اُس کی زندگی کی خبر بھی نہ تھی۔ نئے بادشاہ ملاغہ نے اس لڑائی کو جاری رکھا جو پیشتر سے شاہ اشبیلیہ کے مقابلے مین جاری تھی۔ اور جس پر شاہ اشبیلیہ نے اُس کو مجبور کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ دونون جانب مشرق و مغرب مین اپنے علاقے کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جاتا تھا۔

اسی زمانے مین غرناطہ کے بادشاہ حبوس بن ماکسن صنہاجی نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا بادیس بن حبوس جانشین ہوا جو اپنے باپ ہی کا سا بہادر اور شریف النفس تھا۔ اُس نے بھی اشبیلیہ کے بادشاہ کے مقابلے مین لڑائی جاری رکھی۔ اور اگرچہ اس مصیبت سے وہ بہت پریشان رہتا کہ باغی قائد ملک کے

مختلف حصوں میں بار بار اٹھ کھڑے ہوتے۔ لیکن اپنی سلطنت کا کوئی حصہ اُس نے ضائع نہیں کیا۔ مگر اس کا یہ لازمی نتیجہ تھا اپنی قوت کو وہ کافروں کے مقابلے میں نہ صرف کر سکا۔ کیونکہ ہمیشہ ان حوصلہ مند مسلمان سرداروں کی دستبرد سے بچنے کی کوشش میں مصروف رہا۔ اس زمانے کی اسلامی سلطنتوں کو اس بات سے مطلق بحث نہ تھی کہ ہمارا متفقہ مقصد کیا ہونا چاہیے۔ وہ اپنے ذلیل ذاتی فائدوں کو دیکھتے شاہ بادیس بن حبوس نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن بلکین بن بادیس کو سلطنت میں شریک کر لیا اور اسے اپنا ولی عہد مقرر کر دیا۔ یہ نوجوان بہت سی اعلیٰ صفتیں رکھتا تھا۔ رعایا اسے دیکھ کے خوش ہوتی اور دشمن اس سے خوف کھاتے۔ حالانکہ ابھی وہ بہت ہی کم عمر تھا۔

اسی اثنا میں یہ واقعہ پیش آیا کہ شاہ اشبیلیہ کی بیٹی۔ طاہرہ کو بہت تیز بخار آیا۔ یہ شہزادی نہایت ہی حسینہ و جمیلہ تھی اور ابھی عنفوانِ شباب کا زمانہ تھا۔ اطبا نے کوئی کوشش اُٹھا نہیں رکھی مگر زور نہ چلا اور شاہزادی نے باپ کے آغوش شفقت میں دم توڑ دیا۔ جس کے ساتھ اس کو غیر معمولی محبت تھی۔ محمد بن محمد بن اسمٰعیل کو اس سانحہ کا اس قدر رنج و صدمہ ہوا کہ بخار آ گیا۔ ساتھ ہی اس کا دماغ پریشان ہوا۔ اور بار بار غش آنے لگا۔ اس کے بعد پھر اُسے خلل دماغ کا ایک سخت ترین دورہ ہوا۔ کسی طرح نیند نہ آتی اور آنکھوں کی پتلیاں حرکت نہ کر سکتیں۔ ایسا بے حس و حرکت ہو گیا کہ معلوم ہوتا ایک بُت بنا کھڑا ہے۔ طبیبوں کو اُن کی جانب سے بھی اندیشہ ہوا۔ مگر اُنھوں نے کچھ مقوی دوائیں استعمال کرائیں جن کے اثر سے اُس میں کسی قدر حس و حرکت پیدا ہوئی۔ اور مرض زائل ہونے لگا۔

اب اس نے حکم دیا کہ میری بیٹی محل کے پھاٹک کے سامنے دفن کی جائے

اور لوگون نے لاکھ منع کیا کہ جنازے کے ماتمی جلوس کو نہ دیکھے - مگر نہ مانا - اب تمام معززین دربار شہزادی کے جنازے کو آغوش لحد مین سپرد کرنے کے لیے لے چلے اور طبیبون کی راے کے خلاف شاہ محمد بن محمد بن اسمٰعیل نے اصرار کیا کہ مجھے کھڑکی کے پاس لے چلو تاکہ مین اس جلوس کو دیکھ سکون تجہیز و تکفین کے رسوم ۱ماہ جمادی الاول مین جمعہ کے دن شام کے وقت عمل مین آئے - اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو یون قبر مین لے جاتے دیکھ کے اُس کا صدمہ تازہ ہو گیا اور اُس کا مرض پھر عود کر آیا -

وہی بے حسی پھر نمایان ہوئی اور دماغی خلل جو کسی قدر کم ہو گیا تھا پھر ترقی کر گیا - اب اس کا جسم ورم کر آیا - اطبا نے جو جو دوائین معلوم تھین سب استعمال کرائین ان سے اس کی تکلیفون مین کسی قدر افاقہ ضرور ہوا - لیکن مرض زائل نہ ہو سکا - دوسرے روز یعنی جمعے کو وہ کسی قدر اچھا نظر آتا تھا - لیکن ہفتے کے دن جس روز خدا نے لکھ دیا تھا کہ اس کی تکلیفون کا خاتمہ ہو گا بخار بہت تیز ہو گیا - ساتھ ہی بادشاہ محمد کی زبان بند ہو گئی - اور آدھی رات گذرنے کے بعد روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی - فوراً قصر مین ماتم کا شور و غل شروع ہوا اور سارے شہر مین اس کے غلامون اور نوکرون کے رونے کی آواز سنی جاتی تھی -

محمد بن عباد نے شنبے اور یک شنبے کی درمیانی شب مین ۲ ماہ جمادی الاول سنہ ۴۶۱ھ کو انتقال کیا - یہ افسوسناک واقعہ چھپ نہ سکا - دوسرے دن بادشاہ کی کونسل کے وزیرون اور شاہزادون نے اُس کے بیٹے محمد بن محمد المعتمد کے ہاتھ پر بیعت کی - جس کی عمر اس وقت ۲۹ سال دو مہینے اور چند روز کی تھی - اس کی سلطنت کا اعلان کیا گیا - اور معزز شیخون اور فوج کے سپہ سالارون نے اُس کو گھوڑے پر سوار کرا کے شہر کی سڑکون پر نکالا - اور اسے الظافر المؤید باللہ اور دیگر مبارک خطابون سے نامزد کیا نئے بادشاہ نے تخت پر بیٹھ کے حکم دیا کہ پوری شان و شوکت سے

اس کے باپ کی تجہیز و تکفین ہوا اور وہ میرے دادا کے مقبرے مین دفن کیا جائے جو قصر کے پھاٹک کے نیچے واقع تھا۔ قاضی محمد بن اسمٰعیل نے ۱۳ رجادی الاول کو یکشنبہ کے روز جامع مسجد مین شام کے وقت اُس کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ یہ وہ دن تھا جس سے پہلے رات کو ابن عباد نے اپنے گناہون کا حساب اللہ تعالیٰ کے سامنے دیا ہوگا۔ انتقال کے وقت اس کی عمر ۵۷ برس تین مہینے اور سات دن کی تھی کیونکہ وہ ۳۸۲ھ مین ماہ صفر کے شروع ہونے سے سات دن پہلے سہ شنبے کے روز پیدا ہوا تھا۔ اور ۲۶ برس اور دو دن اُس نے حکومت کی۔

الفتنہ یعنی خانہ جنگی کے زمانے مین یہ بادشاہ اسپین کے حاکمون مین سب سے زیادہ طاقتور فرمان روا تھا۔ اُس کے عادات و اطوار بہت اچھے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ مغرور و عیش پرست بھی تھا۔ ماسوا اس کے وہ کسی قدر ظالم ڈرپوک اور وہمی بھی واقع ہوا تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ مرابطین سے بہت ہوشیار رہنا۔ اور اسے مشورہ دیا کہ جس طرح ممکن ہو جبل طارق اور الجزیرہ پر قبضہ کر کے ان کی پوری حفاظت کرتے رہنا۔ کیونکہ یہی دونون اسپین کی کنجیان ہین پھر یہ کہتے بھی اُسے شرم نہ معلوم ہوئی کہ اسپین کے مختلف صوبون کو اپنے قبضے مین کر کے ایک بڑی سلطنت قائم کرو۔ کیونکہ قرطبہ پر حکمران ہونے کی حیثیت سے یہ ساری حکومت دراصل تمھاری ہی ہے۔

چھٹا باب

شاہان طلیطلہ اور اشبیلیہ مین جنگ۔ دونون بادشاہ عیسائیون کو اپنی مدد کے لیے بلاتے ہین۔

نئے بادشاہ محمد المعتمد بن عباد نے باپ کی وصیتون کو دل سے نہین بھُلایا

یہ بادشاہ ابھی نوجوان تھا لیکن نہایت عقلمند اور بہادر تھا۔ اپنے باپ کی طرح ظالم اور خونریز نہ تھا۔ اگرچہ شان و شوکت اور اُن لوگوں کو انعام و اکرام دینے مین جو اس کی طرفداری مین نمایان خدمتین انجام دین اپنے باپ سے کسی طرح کم نہ تھا۔ خوش اقبالی اور انتہائی عروج مین بھی المعتمد بن عباد نے ہمیشہ قابل تحسین اعتدال سے کام لیا۔ اُس نے اُن سب لوگون کو گھرون مین واپس آنے کی اجازت دے دی جنھین اُس کے ظالم باپ نے جلاوطن کر دیا تھا۔ اِس طرح اُس نے اپنی شکرگزار رعایا مین ہردلعزیزی حاصل کر لی۔ اُس پر ایک اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اُسے بھی مذہب کی مطلق پروا نہ تھی یہ بادشاہ شراب بھی پیا کرتا تھا جو لڑائی کے زمانے مین خاص طور پر استعمال کی جاتی۔ میدان جنگ مین لڑائی سے پہلے اپنے سپاہیون کو اس حرام شربت کے استعمال کی عام اجازت دے دیتا۔ ابن عباد کا شاعرانہ مذاق بھی بہت اچھا تھا وہ شعر کہتا اور اس فن مین اپنے دوست معزالدولہ شاہ المیریہ کا حریف مقابل تھا۔ یہ دونون بادشاہ علما کی بہت قدر کرتے تھے۔

اسی زمانے مین السہلہ کے حاکم ابو محمد ہذیل بن رزین نے جو ابن السہلہ کے لقب سے مشہور تھا انتقال کیا اور اس کا بھائی عبدالملک بن خلف ابو مروان اس کا جانشین ہوا جس نے طاقتور شاہ طلیطلہ اسمٰعیل بن ذوالنون سے دوستی قائم رکھی اُس طاقتور بادشاہ نے جیسے ہی شاہ اشبیلیہ ابن عباد کی موت کا حال سُنا ارادہ کر لیا کہ اس مرحوم بادشاہ کے بیٹے کے مقابلے مین قسمت آزمائی کرے۔ چنانچہ ان فوجون کو ساتھ لے کر جو اُس نے بلنیشہ اور سنتامارتہ المشرق مین جمع کی تھین مرقیہ اور تدمیر کے علاقون مین گھس پڑا۔ کیونکہ ان مقامات کے والیون ابوبکر بن عامر اور احمد بن طاہر نے بلنیشہ اور طلیطلہ کی مخالفت مین شاہ اشبیلیہ سے دوستی پیدا کر لی تھی۔ مرقیہ اور تدمیر کے علاقون پر یہ حملہ بہت بڑی فوج کے ساتھ

کیا گیا تھا۔ شاہ المامون بن اسمٰعیل بن ذوالنون نے جنیقیہ اور قسطنطنہ کے سپاہیوں کو
اپنی مدد پہ بلالیا۔ جو اپنے منتخب سواروں کے ساتھ اس کی کمک پر آ پہونچے۔
اب دونوں والیوں ابوبکر اور ابن طاہر نے اپنے دوست شاہ اشبیلیہ
سے مراسلت کی۔ اور اس سے مدد کے خواستگار ہوے۔ کیونکہ اکیلے طلیطلہ والوں
کی اتنی فوج نہین روک سکتے تھے۔ ان خطوط کے جواب مین اشبیلیہ کے بادشاہ نے
جو آج کل مالقہ اور غرناطہ سے لڑ رہا تھا اپنے معتبر دوست چالاک سپہ سالار ابن عمر
بنبو سی کو بھیجا اور اسے سمجھا دیا کہ اس طریقے پہ مدد کی جاے۔ اور میدان جنگ مین
یہ کارروائی پیش نظر رکھی جاے۔ ابن عمر بہت سے رسالوں کے ساتھ اشبیلیہ
سے روانہ ہوا۔ اس کے ہمراہ دو سو اونٹ اور بے شمار بار برداری کے جانور
تھے۔ وہ شہر کے پھاٹک باب مقارنہ سے نکلا۔ لیکن باہر آکے چار دن ٹھہر رہا
اور اس کے بعد روانہ ہوگیا۔ اب اس نے اپنا جھنڈا بلند کیا۔ بگل بجاے اور
راستے مین جس قدر فوجین اور سامان جنگ مین مل سکا ہمراہ لیتا گیا۔
مرقیہ پہونچ کے ابن عمر ابن طاہر کے مکان مین ٹھہرا۔ شہر کے خاص
خاص لوگوں سے ملا جن سے اُس نے بہت سے وعدے کیے۔ انھین ہمت
دلائی اور نہایت مطمئن کرکے آگے چلا۔ مرقیہ مین وہ دو روز سے زیادہ نہین ٹھہرا۔
لیکن روانگی سے پہلے اُس نے ابن طاہر سے دس ہزار ڈبلون طلائی اس
غرض سے لے لیے کہ برشلونہ کے حاکم ابن ریمند سے مدد حاصل کی جاسکے۔
اب ابن عمر برشلونہ کی جانب چلا۔ وہان کے حاکم ابن ریمند نے اشبیلیہ کے سپہ سالار
کو بہت اعزاز کے ساتھ ٹھہرایا اور چند روز کے اندر ان دونوں مین ایک معاہدہ
ہوگیا۔ برشلونہ کے حاکم نے ایک معاوضہ مقرر کرکے وعدہ کیا کہ اتنی رقم ابن ریمند کو
اس وقت وصول ہوگی جب اس کی فوجین ابن عمر کی مدد کو روانہ ہون گی۔ لہٰذا

اشبیلیہ کے سپہ سالار نے وہ دس ہزار ڈہلون طلائی جو ابن طاہر سے پائے تھے مسیحی فرمان روا کے حوالے کر دے اور وعدہ کیا کہ اتنی ہی رقم اس وقت دی جائے گی جب کہ مسیحی لشکر مرقیہ مین پہونچ جائے گا۔

جانبین کے اطمینان کے لیے یہ بات بھی طے پائی کہ ضمانت کے طور پر دونون ایک دوسرے کے کسی معزز شخص کو اپنے پاس رکھ لین۔ برشلونہ کے حاکم نے اپنے بھتیجے کو ابن عمر کی فوج کے ساتھ کر دیا۔ اور اس سپہ سالار نے اپنے آقا شاہ اشبیلیہ کے بیٹے رشید بن عباد کو ابن ریمند کی مہمان نوازی پر چھوڑ کے وعدہ کیا کہ اشبیلیہ کی اتنی ہی فوج جو تعداد مین برشلونہ کی فوج کے برابر ہو اس کے ساتھ لڑائی مین شریک ہوگی۔

اب ابن عمر نے شاہ اشبیلیہ کے پاس ایک خط لکھا اور اس کو ابن ریمند کے بھتیجے کے ہاتھ اپنے بادشاہ کے پاس بھجوایا جس مین درخواست کی کہ اس عہد نامے کے مطابق اپنے بیٹے اور فوجون کو روانہ کیجیے۔ اب ابن ریمند اپنی فوج کے ساتھ چلا اور مرقیہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

اس علاقے مین پہونچ کر اشبیلیہ کی فوجین بھی اُس کے ساتھ شامل ہو گئین اور انھین مین اشبیلیہ کے بادشاہ کا بیٹا رشید بن عباد بھی تھا جو فوراً مسیحیون کے خیمے مین چلا گیا اور شاہ ابن ریمند کے پاس بطور کفیل کے رہنے لگا۔ اب ابن عمر نے اشبیلیہ کی سپاہ کی کمان اپنے ہاتھ مین لی جو شمار مین بہت کم تھی لیکن وہ مرقیہ کی جانب بڑھا۔ شہر کے قریب پہونچ کے اُنھون نے دیکھا کہ شاہ طلیطلہ کی فوجون نے اس کا محاصرہ کر لیا ہے۔ خود شاہ المامون بن ذوالنون اس کا سپہ سالار ہے۔ بلنسیہ اور دانیہ اور مربطر کے لوگ اُس کی فوج مین شامل ہین اور اس کے قائد اور قونقہ اور ابن رزین کے حاکم بھی موجود ہین۔ ماسوا ان کے جلیقیہ اور

رقسطلہ کے مددگار بھی آپہونچے ہین۔ کیونکہ ہم بیان کر چکے ہین کہ طلیطلہ کے بادشاہ نے بھی مسیحیون کو اپنی کمک پر بلایا تھا اور وہ کفار نہایت ہی خوشی کے ساتھ آئے اور مزروعہ کھیتون اور ویگا کے خوشنما باغون کو تباہ وبرباد کرنے لگے۔

برشلونہ کے حاکم ابن ریمند نے دیکھا کہ شاہ اشبیلیہ نے جو فوج بھیجی ہے بہت کم ہے اور اس سے زیادہ فوج کے آنے کی کوئی امید نہین کی جا سکتی لہذا اُس نے ابن عمر سے شاہ ابن عباد کی شکایت کی اور کہا جب تک وہ بادشاہ زیادہ فوج لے کر نہ آجائے شاہ طلیطلہ کے مقابلے مین کسی کارروائی کی جرأت نہین کی جاسکتی کیونکہ اس کی فوج کی تعداد ہی زیادہ نہین بلکہ موقع کے لحاظ سے بھی وہ ہم سے اچھی جگہ پر ہے۔ اس لیے کہ طلیطلہ والون نے اپنے گرد بڑے مضبوط دھس قائم کر لیے ہین اتنا ہی نہین اس مسیحی بادشاہ کے دل مین نہایت بے اطمینانی پیدا ہوئی اور یقین ہو گیا کہ ابن عباد نے میرے ساتھ دغابازی کی ہے اور مجھے اور میری فوج کو یہان تک اس لیے لے آیا ہے کہ ہم سب مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہو کے تباہ وبرباد ہو جائین اپنی فوج کے زیادہ محفوظ ومطمئن کرنے کے لیے اس نے حکم دیا کہ ولی عہد رشید بن عباد پر بہت سخت پہرہ قایم کر دیا جائے۔

ان شکایتون اور سردارون کی باہمی نااتفاقیون نے فوج والون پر بہت بُرا اثر ڈالا۔ سب لوگ بددل ہو گئے۔ شاہ طلیطلہ کے پاس جاسوس موجود تھے انھون نے اُس کو ان واقعات کی خبر دے دی۔ جلیقیہ اور قسطلہ کے مسیحیون کو بھی یہ باتین بخوبی معلوم ہو گئین۔ کیونکہ اُن کے بہت سے پناہ گزین بھائی برشلونہ کے بادشاہ ابن ریمند کے خیمون سے نکل کے ان کے پاس چلے آئے تھے۔

شاہ طلیطلہ اور اُس کے مددگارون نے اپنے دشمنون کی یہ خبر مطمئن

بخشی تو اُنھین سنبھلنے کا موقع نہ دیا۔ اور مجبور کر کے اس لڑائی پر آمادہ کیا جو نہایت ہی خونریز تھی۔ اور جس مین دونون جانب بہت سے لوگ کام آئے۔ انجام مین اشبیلیہ اور بر قلونہ کے سپاہیون کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اور فاتحان طلیطلہ جلیقیہ و قسطلہ کے سامنے وہ میدان چھوڑ کر بھاگے۔ جبکہ سارا میدان اُن کے مقتولون سے پٹا ہوا تھا۔

عین اُس وقت جب کہ یہ خونریزی ہو رہی تھی اشبیلیہ کا بادشاہ ابن عباد مع اُن منتخب سوارون کے جن کو اُس نے علاقہ جیان مین جمع کیا تھا قریب پہونچ گیا تھا۔ علی الصباح میدان جنگ سے وہ اس قدر قریب تھا کہ اس کا مقدمۃ الجیش صفورہ کی پہاڑیون تک آپہونچا تھا۔ لیکن وادی بینا کے قریب پہونچ کے ندی کو اس قدر طغیانی پر پایا کہ فوجین اس پار نہ جا سکین اور سارے دن اُنھین ندی کے کنارے پڑا رہنا پڑا۔ ابن عباد کو یہ بھی نہین معلوم تھا کہ مجھے مدد پہونچانے کی ایسی فوری ضرورت ہے۔ یہ حال اُس کو اُس وقت معلوم ہوا جب اُس کی فوج کے لوگ بھاگے ہوئے ندی کے کنارے آپہونچے۔ اور اُن سے سنا کہ دونون سردارون ابن رمند اور ابن عمر کو کیسی تباہی کا سامنا ہوا۔

پہلا شخص جو خوش قسمتی سے ندی کے اِس پار آسکا اُس نے لڑائی کے ناگوار نتیجے کی اطلاع دی۔ لیکن بھاگنے والی فوجین اس قدر ہراسان تھین کہ بدحواسی مین مفرورین نے اپنے آپ کو ایسے وقت ندی مین ڈال دیا جب کہ اُس کو عبور نہ کر سکتے تھے۔ لہذا سب ڈوب گئے۔ اور اُن کی لاشین ندی مین بہنے لگین جن کو اُن کے دوست ندی کے دوسرے کنارے کی بلندی پر سے دیکھ رہے تھے۔ اس واقعے نے شاہ اشبیلیہ کی اس تازہ دم فوج کو بھی اس قدر ہراسان کر دیا کہ وہ آگے بڑھنے پر راضی نہ ہوئی۔ سوارون نے اپنے گھوڑون کی

باگیں موڑ دیں۔ شہر صغورہ میں واپس آئے اور فقط ایک رات وہاں ٹھہر کے
جیان کی جانب روانہ ہو گئے۔ ابن رمیند کا بھتیجا ابھی ابن عباد کے ساتھ تھا۔
اس شکست کے چند روز بعد سپہ سالار ابن عمر اپنے چند ہمراہیوں کے
ساتھ بھاگتا ہوا آیا اور شہر داوی بلون میں اپنے بادشاہ سے ملا۔ یہاں پہونچ
کے سپہ سالار نے اپنے آقا کو یاد دلایا کہ آپ کو وہ وعدہ وفا کرنا چاہیئے جو برشلونہ
کے حاکم سے کیا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر کفیلوں کا مبادلہ غیر ممکن نظر آتا ہے۔ اور اگر اس کے
خلاف کیا گیا تو ابن رمیند ولی عہد رشید ابن عباد کو برشلونہ میں قید کر لے جائے گا۔
شاہ طلیطلہ اس فتح سے بہت خوش ہوا۔ مرقید کے لوگوں کے سامنے
اس نے نہایت مناسب شرائط پیش کیے۔ ابن طاہر نے ان تجویزوں کو منظور
کر لیا۔ شاہ طلیطلہ نے اُسے اور اُس کے حلاقے کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔ ابن طاہر
نے بھی اسمٰعیل بن ذوالنون کے ساتھ وفادار رہنے کا اقرار کیا۔ اس کے بعد
شہر کے خاص خاص لوگوں نے ابن اسمٰعیل کے ہاتھ پر بیعت کی۔
المامون بن اسمٰعیل بن ذوالنون نے آدری اولا۔ اور مولاقہ کے
قلعوں کو بھی عہدنامہ کر کے اپنے قبضے میں کر لیا۔ پھر ان مقامات کو اپنے
قائدوں کی حفاظت میں چھوڑ کے اور اس سرزمین میں امن وامان قائم کر کے
شہر طلیطلہ میں واپس آیا۔ اور اپنے سپہ سالاروں کو شاہانہ تحفوں سے سرفراز
کیا۔ اس میں مسلمان اور جلیقیہ اور قسطلہ کے مسیحی بھی تھے کیونکہ انھوں نے
بھی فتح میں اس کی مدد کی تھی۔
اب سپہ سالار ابن عمر معاہدے کے مطابق روپیہ جمع کر کے برشلونہ کی
جانب چلا اور ابن رمیند کے بھتیجے کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اُس بادشاہ کے
لیے اُس نے ایک معتدبہ ہدیہ تیس ہزار ڈبلون طلائی کا بھی اپنے ساتھ

لیا۔ اور اس ذریعے سے اُس نے ولی عہد رشید کو آزادی دلائی اور اس کو ابن بکر تدمیری کے ہمراہ اپنے باپ کے پاس بھیجدیا۔ کیونکہ ابن بکر اس مصیبت کے زمانے میں بھی ابن عباد کا طرفدار تھا۔ جن لوگوں نے اس نامور بادشاہ کو اپنے بیٹے سے ملتے دیکھا تھا اُن کا بیان ہے کہ فرزند کو دیکھ کر اُس کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو نکل پڑے۔

اب ابن عمر ایک نئی کارروائی میں مصروف تھا۔ وہ مریدہ کے والی المؤتمن کے پاس پہونچا جو اپنے باپ المقتدر شاہ سرقسطہ کی جانب سے یہان حکومت کر رہا تھا۔ یہان پہونچ کے اس نے کئی سردارون کو خفیہ طریقے پر بھڑکایا جس کی وجہ سے اُن پر ظلم ہونے لگا اور کئی نامور خاندان تباہ ہو گئے بعض اس علاقے سے نکل گئے اور انھون نے دانیہ کے حاکم عبداللہ بن مجاہد کے پاس جاکے پناہ لی۔ اس کے بعد ابن عمر نے سرقسطہ کے شہزادے کو اس بات کی ترغیب دی کہ عبداللہ بن مجاہد کے مقابلے مین لڑائی چھیڑ دے اور اس کی جانب سے خود ہی لڑنے لگا۔ اور اس علاقے کے مختلف حصون مین کئی قلعون پر قبضہ کر لیا۔ یہ سب واقعات ماہ شعبان سنہ ۴۶۷ھ مین پیش آئے۔ اب المقتدر شاہ سرقسطہ نے ابن عمر کے پُرفریب مشورون کی بدولت عبداللہ بن مجاہد کی فیاضانہ مہمان نوازی کا یہ معاوضہ کیا کہ اُسے ایک خونریز لڑائی مین شکست دے دی اور اُس کے شہر مین داخل ہونے کی تیاریان کرنے لگا۔ اس لیے کہ ابن عمر نے اُس کو یہ مشورہ دیا تھا کہ جن لوگون نے یہان آکے پناہ لی ہو اُن کو قتل کرنا چاہیے عین اُس وقت المقتدر کے پاس ایک قائد آیا اور المریہ کے بادشاہ معز الدولہ کی جانب سے اُس نے مشورہ دیا کہ آپ اس لڑائی سے باز آئین اور اپنے فاتحانہ جھنڈون کو بجائے مسلمانون کے دشمنان اسلام کی جانب پھیر دین کیونکہ وہ

لوگ آج کل سرحدون پر شورش کر رہے ہین - اور اس کی وجہ یہ ہو کہ اس غیر منصفانہ خونریزی کی وجہ سے آپ کی نیک نامی پر ایک قسم کا دھبہ لگ رہا ہو- معز الدولہ حاکم المیریہ نے عبد البر بن مجاہد کی بیٹی سے شادی کرلی تھی-

ان باتون نے شاہ سرقسطہ کے دل پر بہت اثر کیا- وہ فوراً اپنے ملک مین واپس چلا گیا- اور اپنے دو قائدون ابراہیم اور عبد الجابر کو ان مفتوحہ مقامات کا حاکم قرار دیا- یہ دونون قائد سہیل بردانی کے بیٹے تھے- لیکن چند ہی روز مین ابن عمر نے ان دونون قائدون کو بڑا بھاری دھوکہ دیا اور ان قلعون کو اُن سے مول لے لیا- اس طرح اس نے عیسیٰ بن لبون اور اس کے بھائی عبد اللہ کی پالسی کو شکست دے دی- وہ ان دونون قلعون کو حاصل کرنا چاہتے تھے- کیونکہ وہ اُن کے علاقون کے قریب واقع ہوئے تھے- غرض اس طرح سے ابن عمر نے مکر و فریب کے ذریعے سے اپنے آقا شاہ اشبیلیہ کی خدمت انجام دی-

---

ساتوان باب

شاہ طلیطلہ کا قرطبہ اور اشبیلیہ پر قبضہ اور آخر الذکر شہر مین اُس کا اُس وقت انتقال کرنا جب کہ ابن عباد اُس کو واپس لے چکا تھا-

اب شاہ اسمٰعیل المامون بن ذوالنون نے دیکھا کہ قسمت بر سر یاری ہو- چنانچہ اُس کے دل مین حوصلہ مندی اور انتقام کا خیال پیدا ہوا- ارادہ کیا کہ ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ جا کے علاقہ قرطبہ پر حملہ کرے- کیونکہ ابن عباد آجکل کم زور ہو رہا ہو- لہذا جنگ مرقیہ سے اُس کو جو نقصان پہونچا ہو تلافی کا اسے موقع نہ دیا جائے- غرض اُس نے اپنے قائدون اور شیوخ کو جمع کیا اور

اُس کا مسیحی دوست شاہ جلیقیہ بھی اپنے منتخب سواروں کے ساتھ مدد کو آ گیا جو سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ ان فوجوں کو لے کے اسمٰعیل بن ذوالنون قرطبہ کے علاقے میں ایسی تیزی کے ساتھ گھس پڑا کہ اُس کے دشمنوں کو حیرت ہو گئی۔ اُس کی فوجیں ملک میں اس طرح آئیں جیسے بادو برق کا طوفان آتا ہے۔ جو چیز سامنے آئی اس کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور چند گھنٹوں کے اندر تمام زرخیز کھیت پامال کر کے رکھ دیے۔ اس کے ساتھ ہی اسمٰعیل نے اپنے سپہ سالار عامر بن لبون کو علاقۂ جیان کی طرف روانہ کیا جس نے وہاں کے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ انھیں میں ایک شہر عبیدہ بھی تھا۔ اور شاہ اسمٰعیل بن ذوالنون نے اس شہر اور سرحد سرقسطہ کے شہر شنتابریہ کا والی اسی سردار عامر کو مقرر کر دیا۔

اسی طرح اُس کے سپہ سالار حارث بن الحکم نے اچانک حملہ کر کے شہر قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور اُس کے بعد سواروں کے ایک لشکر کے ساتھ مدینۃ الزہرا کی جانب بڑھا۔ خفیف سے مقابلے کے بعد قصر بھی اُس کے ہاتھ میں پڑ گئے۔ کیونکہ چند سپاہی جو وہاں موجود تھے بہت جلد مغلوب ہو گئے۔ لیکن خاص شاہی قصر کے صحن میں ایک نہایت خونریز لڑائی ہوئی کیونکہ حبشی گارڈ والے جو اُس کی حفاظت کر رہے تھے ناقابل بیان بہادری کے ساتھ شاہ اشبیلیہ ابن عباد کے بیٹے سراج الدولہ کی حفاظت کر رہے تھے جو آج کل عنفوان شباب کا زمانہ مدینۃ الزہرا کی دلچسپیوں میں بسر کر رہا تھا۔ دو فریقوں میں لڑائی ہو رہی تھی۔ ایک اُسے قید کرنا چاہتا تھا اور دوسرا بچانا چاہتا تھا۔ بدقسمتی سے اُن دونوں کے جھگڑے میں ایک کاری زخم خود اُس شہزادے کے لگا اور وہ اُسی وقت مر گیا۔ سپہ سالار حارث ابن الحکم قرطبہ میں واپس آیا۔ لیکن مقتول

شہزادے کا سر کٹوا تا لایا اور اسے ایک نیزے پر بلند کر کے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ شہر کی سڑکون پر پھرائین اور ساتھ پکارتے جائین کہ "دیکھو اللہ تعالیٰ کا انتقام لیا ہوتا ہی - ہمارا مالک نہایت سخت اور خوفناک انتقام لینے والا ہی" حارث بن الحکم کا خیال تھا کہ اُس شخص کی اولاد کے قتل کرنے مین کوئی مضائقہ نہین جس نے میرے مالک اور نیک نفس بادشاہ محمد جہور کا ایسی دغابازی کے ساتھ خاتمہ کیا۔

لیکن شاہ طلیطلہ کی زبردست فوج راستے مین کسی جگہ نہ ٹھہری - بلکہ کوچ کرتی ہوئی سیدھی اشبیلیہ پہونچی - اور بغیر کسی مزاحمت کے اُس شہر پر بھی قبضہ کر لیا - کیونکہ ابن عباد کی فوجین جیان - ملاغہ اور الجزیرہ مین پھیلی ہوئی تھین - جن علاقون مین آج کل وہ مصروف پیکار تھا اور فوجون سے یا خود اپنی حفاظت کر رہا تھا یا دوسرون پر حملے کرتا تھا خصوصاً اس زمانے مین ابن کا عزم بالجزم تھا کہ قرب و جوار کی کل ریاستون پر حملہ آور ہون گا - اسمٰعیل بن ذو النون کی فوجون کو فقط قصر اشبیلیہ کے پھاٹک پر شاہی گارڈ کے سپاہیون نے روکا - لیکن وہ لوگ بہت جلد مغلوب ہو گئے - کیونکہ تعداد مین بہت کم تھے - قصر مین داخل ہوتے ہی المامون اسمٰعیل بن ذو النون نے ابن عباد کے خزانے اور زر و دولت پر قبضہ کر لیا اور اس کو اپنی اور اپنے مددگارون کی فوجون مین تقسیم کر دیا - ذو النون نے شاہ ابن عباد کے حرم کا بھی کچھ پاس و لحاظ نہ کیا۔

اب سپہ سالار حارث ابن الحکم - شاہ طلیطلہ المامون کی جانب سے شہر قرطبہ کا نائب یا والی مقرر ہوا - شاہ اسمٰعیل اشبیلیہ مین رہا اور چھ مہینے وہین گذارے اس درمیان مین ابن عباد اپنی فوجین جمع کرتا رہا اور ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اشبیلیہ کے سامنے آ پہونچا اور قسم کھائی "یا تو اس شہر کو واپس لون گا اور یا اسی کوشش مین جان دون گا"

داخل ہوا لیکن قبضے کی فوری ضرورت سے زیادہ نہین ٹھہرا - اور نہایت تیزی کے ساتھ طلیطلہ والون اور اُن کے مددگارون کے تعاقب مین چلا-

لیکن سپہ سالار حارث بن الحکم نے قرطبہ کو نہین چھوڑا - نو عمر بادشاہ القادر یحییٰ بن ذوالنون کے نائب کی حیثیت سے وہ وہان حکومت کرتا رہا - وہان کے باشندون کے ساتھ اُس کے قدیم تعلقات پھر قائم ہو گئے تھے - اور اُسے امید تھی کہ اس شہر کو مین اشبیلیہ والون کے ہاتھ سے بچا لون گا - بلکہ بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اُس کے طرفدارون نے اُسے یہ باور کرا دیا تھا کہ ہم آپ ہی کو یہان کا بادشاہ بنا دین گے - نہین معلوم اُس کے دل مین بھی اس بات کی ہوس پیدا ہوئی یا نہین - لیکن تھی بھی تو بہت جلد زائل ہو گئی - کیونکہ ابن عباد نے پہونچ کر قرطبہ کا محاصرہ کر لیا - اور حارث کے پاس کہلا بھیجا کہ مین جب تک اس شہر کو مطیع فرمان نہ کر لون گا محاصرہ نہ اٹھاؤن گا - شہر پر کئی حملے کیے گئے - مگر اُسی استقلال اور جوش کے ساتھ مسترد بھی کر دیے گئے بلکہ مدافعت کرنے والون نے کئی دفعہ باہر نکل کے محاصرہ کرنے والون پر ایسا سخت حملہ کیا کہ ان کے سپاہی بدحواس ہو گئے لیکن چند روز مین ہی حارث بن الحکم کو محسوس ہو گیا کہ قرطبہ کے لوگ اُس کی امید کے خلاف قابل اعتبار نہین ہین کیونکہ اُن مین پھوٹ پڑی ہوئی ہے - لہذا اُس نے شہر کو چھوڑ دیا اور ایک پھاٹک سے نکل کے چلا - اُسی وقت دوسرے پھاٹک سے ابن عباد قرطبہ مین داخل ہوا - اور فوراً گھوڑے پر سوار ہو کے دشمن کے تعاقب مین روانہ ہو گیا - حارث یہ نہین ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ مین بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ رہا ہون - وہ آہستہ آہستہ جا رہا تھا اور کسی محفوظ مقام تک نہین پہونچنے پایا تھا کہ ابن عباد نے جا لیا - اور سب کو چھوڑ کے خاص اُسی سپہ سالار پر حملہ آور ہوا - اشبیلیہ کا بادشاہ یہ جانتا تھا کہ میرا گھوڑا بہت تھکا ہوا ہے اور دور تک

اس کے ساتھ یہ اندیشہ بھی تھا کہ دشمن اس وقت بھی میرے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ لہذا اُس نے اپنا نیزہ پوری قوت اور چابک دستی کے ساتھ مارا۔ جو حارث کے جسم کو چھید کے سینے کے اُس پار نکل گیا۔ اور سپہ سالار حارث زمین پر گرتے ہی مر گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مقتول سردار کی لاش ایک دھنّی مین باندھی جائے پھر اُس کے ذلیل کرنے کے لیے ایک مرا ہوا کتا بھی لاش کے برابر اُسی دھنّی مین باندھ کر لٹکا دیا گیا۔ اور وہ دھنّی قرطبہ کے پل پر کھڑی کر دی گئی۔

حارث بن الحکم نے ایک بیٹا چھوڑا جس کا نام احمد تھا۔ شاہ طلیطلہ القادر یحییٰ بن ذوالنون نے اُس کی بڑی قدر و منزلت کی اور اُسے قلعۃ الراوہ کا قائد مقرر کیا۔ اس خدمت پر مامور ہو کے احمد بن حارث نے اپنے آقا کی بہت سی نمایان خدمتین انجام دین اور اپنی وفاداری کا ثبوت دیا۔ اس کا مفصل حال ہم آیندہ کسی موقع پر بیان کرین گے۔

ابن عمر کی تحریک اور سازش سے مرسطر کے وزیر ابوعیسیٰ لبون بن لبون نے اپنے نوعمر بادشاہ طلیطلہ کی ملازمت چھوڑ دی حالانکہ اُس کے باپ اسمٰعیل بن ذوالنون کا وہ نہایت سچا وفادار دوست اور ملازم تھا۔ اب چالاک ابن عمر نے کچھ ایسی تدبیر کی کہ القادر یحییٰ بن ذوالنون شاہ طلیطلہ اور اُس کے باپ کے وفادار دوست مین نہایت سخت دشمنی قائم ہو گئی۔ اور وزیر ابوعیسیٰ اپنے دونون بھائیون ابومحمد عبداللہ اور واہب بن لبون ابوسراج کو لے کے اشبیلیہ مین چلا آیا شاہ ابن عباد نے اُس کی بہت قدر کی اور اپنی سلطنت مین اُسے جاگیرین دین کیونکہ وہ طلیطلہ کے علاقے کی جاگیرین چھوڑ کے چلا آیا تھا۔ یہ واقعہ ۴۶۹ھ کا ہے اور اسی سال ابوعیسیٰ بن لبون نے اشبیلیہ مین انتقال کیا۔ اُس کا چھوٹا بھائی واہب بن لبون شاہ اشبیلیہ کی ملازمت مین رہا۔

اب ابن عمر نے شلبہ کے والی عبدالملک المظفر کو اس بات پر آمادہ کیا کہ اپنا بلنشیہ کا کھویا ہوا علاقہ واپس لینے کی کوشش کرے جو المامون اسمٰعیل بن ذوالنون سے ۴۶۸ھ میں چھین لیا تھا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اس مقصد میں عبدالملک کو کامیابی ہوئی لیکن اس کے حاصل کرنے کے بعد وہ زیادہ زمانے تک زندہ نہ رہ سکا۔ اس نے والیوں کو جو اس کے طرفدار تھے اپنی خدمتوں پر بحال رکھا۔ تونقہ کا والی اس نے سعید بن الفرج کو بنایا۔ اور لیریا۔ شلبہ اور خندیہ کی ولایتوں پر اپنے معتبر لوگوں کو مقرر کیا۔ اور اس کے بعد اپنے بیٹے ابوبکر کو جانشین مقرر کیا۔ یہ سب واقعات ۴۷۰ھ کے ہیں۔

ابن عباد شاہ اشبیلیہ نے اپنا کھویا ہوا علاقہ جو واپس لے لیا اس کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ اس کے سپہ سالار ابن عمر نے اپنی چالاکیوں اور سازشوں سے جنوبی اسپین میں جھگڑے پیدا کر دیے تھے۔ اب ابن عباد نے اپنے اس پرجوش خادم کو دار السلطنت میں بلا کر اپنا وزیر مقرر کیا۔ اور چند روز بعد اسے مرقیہ کے فتح کرنے کے لیے بھیجا۔ کیونکہ ابن عباد اس علاقے کو بہت دنوں سے اپنا مطیع بنانا چاہتا تھا۔

اس مقصد کے لیے ابن عمر نے ایک نہایت منتخب فوج جمع کی۔ اور یکے بعد دیگرے بلاد القانت قرطاجنہ۔ لورقہ اور آوری ہویلا پر قبضہ کر لیا۔ اس مہم میں قلعہ بلج کے قائد عبداللہ بن رشیق نے اس کی بہت مدد کی۔ اس قائد نے جب یہ سنا کہ ابن عمر میرے قلعے کے پاس سے گزرنے والا ہے تو دو میل تک اس کے استقبال کے لیے آیا اور اپنا مکان ٹھہرنے کے لیے پیش کیا۔ ابن عمر نے اسے قبول کیا۔ ایک رات وہیں بسر کی۔ اور بہادر سپہ سالار عبداللہ بن رشیق سے اپنی مجوزہ مہم کے متعلق بہت سی باتیں کرتا رہا کہ شہر مرقیہ اور اس کا علاقہ کس طرح فتح کیا جا سکتا ہے

پھر اُنھون نے اس پر غور کیا کہ بعض اُن قلعون پر کس تدبیر سے قبضہ کیا جائے جو مرقیہ کو بچاتے اور ان کی پشت پناہی کرتے ہین۔ ان باتون سے عبد اللہ بن رشیق کی دانائی اور بہادری ابن عمر پر ظاہر ہوگئی۔ چنانچہ اُس نے اپنے بادشاہ ابن عباد کی جانب سے ایسے بڑے بڑے وعدے کیے کہ عبد اللہ کو بجز اس کے کوئی تدبیر مناسب نہ معلوم ہوئی کہ اپنی فوج کو ساتھ لے کے ابن عمر کے ہمراہ ہوگیا۔ اب ابن عمر نے یہ ظاہر کیا کہ مین کوئی کام بغیر عبد اللہ کے مشورے کے نہین کرتا ہون اس طرح دونون سپہ سالار مرقیہ پہونچے۔ اُس کے گرد و نواح کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور شہر کا محاصرہ کر لیا۔

مرقیہ کو عبد الرحمن بن طاہر بڑی خوبی کے ساتھ بچا رہا تھا۔ یہ مشہور والی ابو بکر محمد بن طاہر کا بیٹا تھا جو علاقۂ تدمیر کا حاکم تھا اور خانہ جنگی کے پر آشوب زمانے مین بھی امن۔ انصاف اور خوش انتظامی کے ساتھ اس پر حکومت کرتا رہا تھا۔ وہ زہیر صقلبی کا ماتحت تھا اور کبھی اُس نے اِس کا خیال نہین کیا کہ خود مختار بن جاؤن حالانکہ اگر وہ چاہتا تو اپنی بے شمار دولت اور طرفدارون کی کثرت کی وجہ سے کافی موقع حاصل تھا کہ ایک خود مختار بادشاہ بن جائے۔ مگر اُس نے بجز "مصلح" (یعنی جھگڑون کے مٹانے والے) کے اور کوئی لقب بھی اپنے لیے نہین پسند کیا۔ یہ نیک حاکم نوے برس زندہ رہا اور اُس کی موت کے بعد جو ۴۵۵ھ مین واقع ہوئی اُس کا بیٹا عبد الرحمن اُس کی جگہ حکمران ہوا۔ باپ کی سب خوبیان اس مین بھی موجود تھین۔

مرقیہ کا محاصرہ بہت دنون قائم رہا۔ اب ابن عمر کو بعض ضرورتون سے اشبیلیہ جانا پڑا اور اُس نے اپنی سپاہ کی سرداری سپہ سالار عبد اللہ بن رشیق کے سپرد کی جو کئی حملون اور لڑائیون کے بعد قلعۂ مولی پر قابض ہو گیا۔ اس کامیابی سے

اُسے موقع مل گیا کہ ضروری چیزون کو شہر کے اندر نہ پہونچنے دے جو پہلے اُس قلعے کی قوت سے چلی جاتی تھین۔

اب شہر مین خوراک کی قلت ہوئی۔ لوگ شکایت کرنے لگے۔ اور اُنھون نے عبدالرحمن کو مجبور کیا کہ بہترین شرائط پر شہر کو حوالے کر دے۔ لیکن والی نے لوگون سے وعدہ کیا کہ اگر بیس روز کے اندر طلیطلہ سے کسی قسم کی مدد نہ پہونچی جس کی پوری امید ہے تو مین جن بہترین شرائط پر ممکن ہوگا شہر دشمن کے حوالے کر دون گا۔

سپہ سالار عبداللہ بن رشیق نے شہر کے محاصرے کا حال اشبیلیہ مین لکھا اور ابن عمر تازہ دم فوج لے کے آ پہونچا۔ جیسے ہی وہ شہر کے قریب پہونچا مرقیہ کے لوگون نے اشبیلیہ اور قرطبہ کے سوارون کو پہچان لیا اور عبدالرحمن کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور بلا لحاظ اس وعدے کے جو کر چکے تھے۔ کہ مقررہ وقت گذرنے کے بعد شہر حوالے کر دیا جائے گا فوراً پھاٹک کھول کر باہر نکل پڑے اور ابن عباد شاہ اشبیلیہ کو اپنا بادشاہ اور حاکم تسلیم کر لیا۔

قائد ابن طاہر نے عوام کے اس ہنگامے کو دیکھ کے ایک مسجد مین پناہ لی مگر لوگ گرفتار کر کے لے گئے اور وہ قلعہ منتاقوت مین پہونچا دیا گیا اور اس وقت تک قید رہا جب کہ بلنشیہ کے بادشاہ عبدالملک بن عبدالعزیز کے بیٹے ابوبکر کی سفارش سے اُسے رہائی نصیب ہوئی۔

ابن رشیق نے غیر مستقل مزاج لوگون کی آمادگی دیکھتے ہی فوراً بڑھ کے شہر کے پھاٹکون پر قبضہ کر لیا۔ اور ابن عمر بھی اسی وقت شہر مین داخل ہو گیا لوگون نے ابن عباد شاہ اشبیلیہ کی وفاداری کی قسم کھائی اور اُسی دن جامع مسجد مین اُس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس طرح ابن عمر نے ۴۷۱ھ مین

مرقیہ کو فتح کیا۔

اسی سال ابن عباد شاہ اشبیلیہ نے ابو محمد عبداللہ بن لبون کو لورقہ کا حاکم مقرر کیا جسے اس بات کی تمنا تھی کہ اپنے آپ کو بادشاہ کہلائے۔ لہذا اُس نے اپنے عزیز ابوالحسن بن علج کو اپنا وزیر مقرر کیا جو اُس زمانے کے بہترین سپہ سالاروں میں شمار کیا جاتا تھا اور بعد میں عبداللہ بن لبون کی جگہ وہی لورقہ کا حاکم مقرر ہوا۔

اب شاہ ابن عباد کو اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں طلیطلہ والے مرقیہ کے علاقے پر نہ حملہ کریں لہذا اپنے وزیر ابن عمر کو اُس شہر کا حاکم بنا کے بھیجا۔ اور اُس کے ذمے ایک یہ خدمت بھی کی کہ شاہ جلیقیہ سے جا کے ملے اور جس طرح ممکن ہو اُسے شاہ طلیطلہ کی دوستی سے باز رکھے۔ اس کے سوا ابن عمر کے ذریعہ سے شاہ اشبیلیہ نے اپنے دوست شاہ برشلونہ کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ بھی مدد کے لیے تیار رہیں۔ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ وقت عنقریب آنے والا ہے۔

ابن عمر ان احکام کی بنیاد پر روانہ ہو گیا اور راستہ میں اپنے پرانے دوست المؤتمن بن ہود یعنی المقتدر شاہ سرقسطہ کے بیٹے سے ملا۔ ابن عمر نے تمام مفوضہ خدمتیں بہت اچھی طرح انجام دیں کیونکہ یہ طریقہ اس کو خوب معلوم ہو گیا تھا کہ مختلف بادشاہوں سے کس طرح ملنا چاہیے۔ اور اُسے اس بات میں خاص کمال تھا کہ جو اس سے ملتا بہت خوش ہوتا۔ اُس کا شاعرانہ مذاق بھی بہت اچھا تھا لہذا جب وہ دیکھتا کہ کوئی بادشاہ لائق اور سخن فہم ہے تو اس کو وہ اُسی ذریعے سے خوش کرتا۔ لیکن ملک کے اکثر والی اور قائد ابن عمر کے شاکی تھے کہ اُس نے بادشاہ پر بے انتہا قابو حاصل کر لیا ہے۔ اور ہر کام میں اپنا ذاتی نفع ڈھونڈھتا رہتا ہے۔ بلکہ یہ بھی الزام دیا جاتا کہ اپنے ذاتی نفع کے

سوا اُس کو کسی چیز کا خیال نہین ہے۔
اس زمانے مین اشبیلیہ کے بادشاہ نے محمد شاہ ملاغہ کے مقابلے مین بڑی سخت لڑائی چھیڑ رکھی تھی۔ اُس کے شہرون پر قبضہ کر لیا اور شہر باجہ کے قریب اس کو بڑے نقصان کے ساتھ شکست دے دی۔ یہ شہر شاہ غرناطہ کا تھا مگر اس پر بھی ابن عباد نے قبضہ کر لیا۔ اب شاہ محمد یہ ارادہ کر رہا تھا کہ افریقہ مین چلا جائے اور وہان ایک بڑی بھاری فوج جمع کرے لیکن دفعتہً بخار آیا اور اسی بیماری مین مر گیا۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ حمام سے نکل رہا تھا کہ دفعتہً روح پرواز کر گئی۔
محمد شاہ ملاغہ کے آٹھ بیٹے تھے۔ ان مین سب سے بڑا العاصم المستعلی الجزیرہ کا حاکم تھا۔ وہی اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ لیکن چند سال کے اندر اُس کی حکومت فنا ہو گئی۔ اس لیے کہ ابن عباد شاہ اشبیلیہ نے ایک لمحے کے لیے بھی اس کو دم نہ لینے دیا۔ یہان تک کہ ملاغا اور الجزیرہ بھی اُس کے ہاتھون سے نکل گئے۔ اور العاصم بن محمد اپنے خاندان والون کو لے کے افریقہ مین چلا گیا۔
ابن عباد نے یہ فتوحات ۴۶۲ھ مین حاصل کیے۔ اسی سال ایک بہت بڑا زلزلہ آیا۔ جو ایسا سخت تھا کہ بنی آدم نے اس سے پہلے کبھی ایسا زلزلہ دیکھا یا سنا نہ تھا کہ مثال دی جا سکے۔ اس زلزلے نے بہت سی عمارتون کو منہدم کر دیا اور بیشمار لوگ اُن کے نیچے دب کے مر گئے۔ مسجدین۔ گنبد اور ممبر سب زمین پر آ رہے۔ اِس زلزلے کے جھٹکے غرہ ربیع الاول سے شروع ہوئے اور سلخ جمادی الثانی تک اُن سے روزانہ رات اور دن کو تمام عالم پریشان ہوتا رہا۔
اسی سال ماہ ذی قعدہ مین طلیطلہ کے لوگ اپنے بادشاہ القادر بن ذی النون کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُس کے بہت سے وزیرون کو قتل کر ڈالا اور شاہی گارڈ کے سپاہیون کا زیادہ تر حصہ بھی قتل ہوا۔ یہ دیکھ کے

القادر اپنے خاندان والون کے ساتھ قلعہ قونقہ مین چلا آیا جو بلنشیہ کی سرحد پر اُس کی مملکت سے نہایت دشوار گزار جنگل مین واقع تھا۔

آٹھوان باب

ابن عباد شاہ اشبیلیہ اور الفانسو شاہ جلیقیہ مین عہد نامہ۔ الفانسو علاقہ طلیطلہ مین داخل ہوتا ہے مگر شاہ باد جوس کے آجانے سے واپس جاتا ہے۔ باد جوس کے بادشاہ کا انتقال طلیطلہ پر مسیحیون کا قبضہ ہونا۔ اور ابن عمر کی موت۔

ابن عباد کی حرص ملک گیری کسی طرح اس کو چین نہ لینے دیتی اور ہمیشہ اُسے نئی مہمون کے چھیڑنے اور شان وشکوہ حاصل کرنے کی فکر رہتی۔ اب اُس نے اپنے وزیر ابن عمر کو دوبارہ الفانسو ابن فردننڈ شاہ جلیقیہ کے پاس بھیجا اور اُس سے خواہش کی کہ مسلمان فرمان رواؤن کے علاقون پر حملہ کرے۔

ابو بکر شاہ بلنشیہ اور سپہ سالار ابن رشیق مسیحی بادشاہ سے اس نامہ وپیام کو بہت بُری نظرون سے دیکھتے تھے۔ اُنھون نے کہا کہ یہ بات خدا کے حکم اور شریعت کے خلاف ہے اور اشبیلیہ کا بادشاہ خود بھی اپنے دل مین سمجھتا ہوگا کہ مین یہ بہت برا کر رہا ہون۔ اس کا انجام یہ ہوگا کہ فقط اسلامی شہر اور ان کی رعایا ہی اُس کے حرص و ہوس پر تصدق نہ ہوگی بلکہ اُس کا خاندان بھی تباہ و برباد ہو جائے گا۔ الفانسو سے یہ شرمناک معاہدہ کرنے کے لیے بادشاہ نے ابن عمر کو غیر محدود اختیارات دے دیے۔ اور اُس کثیر رقم کا کوئی شمار نہین جو اس سفارت مین صرف کی گئی۔ لیکن اللہ تعالی کی نظرون مین سارے عالم کی دولت بھی مکھی کے ایک پر کے برابر وقعت نہین رکھتی۔

اس موقع پر جلیقیہ کے بادشاہ الفانسو نے ابن عمر کو دو قیمتی انگوٹھیان

تحفہ دین جن مین زمرد جڑے ہوئے تھے اور جن کی قیمت شہرون اور قلعون کے برابر تھی۔ ان کی صنعت مین اُسی قدر رقم صرف ہوئی ہوگی جو شہرون اور لوگون کے آنسوؤن اور خون کے معاوضے مین ہو سکتی ہے؟ شاید اللہ ان باتون کو پسند کرتا ہوا مختصر یہ کہ ابن عمر نے آلفانسو بن فرونند کو اپنا ہم خیال بنا کے ایک خفیہ معاہدہ ابن عباد شاہ اشبیلیہ کے ساتھ کرا دیا۔ یہ مسیحی بادشاہ اُس فیاضانہ مہمان نوازی کو بھول گیا جو شاہ القادر کے باپ المامون نے طلیطلہ مین کی تھی اور اس کے ساتھ دشمنی پر آمادہ ہوگیا۔ اُس نے اُس معاہدے کی پروا نہ کی جو اُس نے القادر بن ذوالنون کے خاندان کے ساتھ کیا تھا۔ اور دغابازی کے ساتھ اُسی کی سرحد پر حملہ آور ہوا۔ فرودہ کھیتون کو کاٹ ڈالا۔ قصبون کو تباہ و برباد کر دیا۔ مویشیون کو ہنکا لے گیا اور بدقسمت باشندون کو قید کر لے گیا۔ یہ سب اس لیے کیا جا رہا تھا تاکہ ابن عباد شاہ اشبیلیہ کو اپنے مقاصد حاصل کرنے مین کامیابی ہو اور وہ اطمینان کے ساتھ اندلوسیہ مین ایک خونریز اور ظالمانہ جنگ جاری رکھ سکے۔ اب اُسے آزادی کے ساتھ اس بات کا موقع مل گیا کیونکہ اُس کا مسیحی دوست اس طرح مسلمانون کے گھرون کو تباہ کر رہا تھا۔ ابن عباد چاہتا تھا کہ دیگر اسلامی حکومتون کو تباہ و برباد کر کے اپنی حکومت کو وسعت دے اور اُن کے زوال پر اپنی حوصلہ مندی کا اونچا برج تعمیر کرے۔

سرقسطہ کا بادشاہ ابوجعفر المنصور المقتدر باللہ تیاریان کر رہا تھا کہ فوجین جمع کر کے القادر یحییٰ کی مدد کو پہونچے۔ لیکن قسمت کی دشمنی نے اُس کے قدمون کو روک دیا اور قبل اس کے کہ وہ اس شاندار کام کو انجام دے سکے اُس کا انتقال ہوگیا۔ احمد ابوجعفر المنصور نے ۴۷۴ھ مین انتقال کیا۔ اور اُسے وہ دائمی آرام حاصل ہوگیا جو اُس کی دنیاوی خدمتون کا نہایت مناسب صلہ ہو سکتا ہے۔ اُس کا

بیٹا یوسف ابو عامر المؤتمن اُس کی جگہ جانشین مقرر ہوا- اور سرقسطہ کے لوگون نے اسی سال ماہ جمادی الاول مین اُس کے ہاتھ پر بیعت کی-

لیکن یہ بادشاہ ہمیشہ اپنی سرحد پر لڑائیون مین مصروف رہا اور اپنی بہادری اور اسلامی جوش وخروش کو اس نے لریدہ اور ہوسکا کی لڑائیون مین بخوبی ظاہر کیا- ان لڑائیون مین اپنے چالیس ہزار آدمیون کے لشکر سے اُس نے آفتاب کی روشنی مین وہ خوفناک نظارہ دکھلا دیا جو خونخوار جنگی لوگ دکھلا سکتے ہین- چند گھنٹون کے اندر اُس نے ہر ترارا اور زنگاکی ندیون کو مقتولین کے خون سے گہرا سُرخ رنگ کا کردیا-

اب شاہ طلیطلہ یحیی القادر نے اپنے سفیر یحیی بن الافطس المنصور شاہ باجوس کے پاس بھیجے اور اُس سے مدد کا خواستگار ہوا- اُس شریف بادشاہ نے بغیر کسی تاخیر کے اپنے قائدون کو جمع کیا اور منتخب رسالون کو لے کے جلد جلد کوچ کرتا ہوا ان میدانون سے اس پار آگیا جن مین سے ہو کے وادی عنیفہ اور ٹیگس بہے ہین- اُس کے آنے کی شہرت سُن کے الفانسو بن فرڈنند شاہ جلیقیہ نے اپنا خیمہ وخرگاہ اُکھاڑا اور لپیٹ کر واپس چلا گیا لیکن واپسی مین اُس نے اُس علاقے کو جس مین اُس کا گذر ہوا بالکل تباہ وبرباد کردیا- وہان کے باشندون کو مع اُن کی املاک اور مواشیون کے گرفتار کر لے گیا- اس باموقع مدد سے جو یحیی بن الافطس نے شاہ طلیطلہ کو دی کہ فقط اُس کے آنے کی خبر سے ہی شاہ طلیطلہ کو ایسی بڑی فتح حاصل ہو گئی. اُس نے ثابت کردیا کہ وہ خطاب المنصور جو اُس کی رعایا نے اُسے دیا تھا اُس کے لیے نہایت موزون ہے- لڑائی کے اس نتیجے سے مطمئن ہو کے اب وہ بھی اپنی سرحد کے اندر واپس چلا آیا-

شاہ یحیی بن الافطس اپنی فوج کے ساتھ مریدہ مین داخل ہوا- اور وہان ٹھہر گیا کہ سفر کے تکان سے آرام لے لے- لیکن موت جو ایسی بے رحمی کے ساتھ دنیا وی مسرتون کا خاتمہ کردیتی ہے اور جوش آیندہ امیدون کو نیست ونابود کردیا کرتی

قبل از وقت اور خلاف امید آپہونچی۔ اور اُس نے اُسے وہاں سے لے جاکے دوسرے عالم کے قصرون مین پہونچا دیا۔

لوگون کو ابن الافطس کی موت کا بڑا صدمہ ہوا کیونکہ وہ بہت اچھا بادشاہ تھا۔ انھین سب سے بڑا افسوس اس بات کا تھا کہ اس بادشاہ نے کسی کو اپنا جانشین نہین مقرر کیا تھا جو انکی تسلی کرسکتا۔ ان واقعات کے لحاظ سے لوگون نے المنصور کے چھوٹے بھائی محمد عمر المتوکل کو تخت پر بٹھایا جو ان دنون مقام جبورہ مین تھا جہان اُس کی جاگیر تھی۔ لیکن یہ دیکھکے کہ سارے علاقۂ الغرب کی حکومت مجھے مل رہی ہے وہ باجوس مین چلا آیا اور اپنے بیٹے العباس بن عمر کو جبورہ کی حکومت پر چھوڑا۔ شاہ عمر المتوکل نہایت منصف مزاج اور لائق بادشاہ تھا۔ نوجوانی مین اُس نے میدان جنگ مین بڑی شہرت حاصل کی تھی۔ اور امن کے زمانے مین بھی وہ اپنے علاقے پر نہایت انصاف اور رحم کے ساتھ حکومت کرتا رہا تھا۔ اب جس طرح اُس نے اپنے بڑے بیٹے کو جبورہ کا والی مقرر کیا اسی طرح اپنے چھوٹے بیٹے الفضل بن عمر کو مریدہ کا حاکم بنایا۔ یہ نوجوان شہزادہ بھی اپنے باپ اور بھائی کی طرح نہایت منصف مزاج تھا۔ اور بڑی قابلیت کے ساتھ اپنے علاقے پر حکومت کرنے لگا۔ یہ تینون حاکم نہایت شریف النفس تھے اور اس قابل تھے کہ کسی اچھے زمانے مین پیدا ہوتے۔ اور یہ بدقسمتی جوان کی قسمت مین لکھی ہوئی تھی ان کے ذمے نہ عائد ہوتی۔

جب مسیحی بادشاہ الفانسو بن فردیننڈ طلیطلہ کے بادشاہ القادر یحییٰ کے خلاف خونریز جنگ برپا کر رہا تھا شاہ اشبیلیہ محمد بن محمد بن اسمٰعیل بن عباد کو موقع مل گیا کہ اطمینان کے ساتھ اپنے علاقے کو جیان کی جانب وسیع کرلے۔ اس طرح اُس نے بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا جن مین بلیدہ باجہ اور مرطلوس تھے۔ اب اُس نے اشبیلیہ کا حاکم اپنے بڑے بیٹے عبید اللہ الرشید کو بنایا جو قاضی کہلاتا تھا کیونکہ وہ

کونسل مشیران سلطنت میں قاضی القضاۃ کا عہدہ رکھتا تھا۔ یہ عبداللہ الرشید غیر معمولی قابلیت کا شہزادہ تھا۔ وہ بڑا نامی شاعر اور موسیقی میں ماہر بھی تھا۔ بین اور دوسرے باجے ایسی خوبی کے ساتھ بجاتا کہ لوگوں کو حیرت ہوتی۔ وہ اپنے اشعار کو ایسی نغمہ خیز آواز میں گاتا کہ سب تعجب کرتے۔ ہر جمعرات کو وہ فقیہوں۔ عالموں اور مشہور لوگوں کو اپنے مکان پر بلاتا اور نہایت فیاضی کے ساتھ ان کی دعوت کرتا۔ اس کے بیتالیس بیٹے تھے جو مختلف بیویوں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اُس کا حاکم عدالت یعنی قاضی القضاۃ کونسل مشیران سلطنت کا فقیہ ابو محمد عبداللہ بن جابر لخمی تھا۔ اور جب اس عقلمند عالم کا انتقال ہو گیا تو اُس نے اس کی جگہ ابو القاسم احمد بن منصور القیسی کو مقرر کیا۔ جزیرۃ الخضراء کا حاکم اُس نے اپنے بیٹے یزید بن محمد الراضی کو مقرر کیا جو ابو خالد کے لقب سے مشہور تھا۔ یہ شہزادہ یزید عابد الفتاح۔ اور عبید اللہ المعتضد کے ساتھ پیدا ہوا تھا۔ کیونکہ عبید اللہ الرشید کی بیوی اناعدہ نے یہ تینوں لڑکے ایک ساتھ جنے تھے۔ اسی بیوی سے اس کا ایک بیٹا اور بھی تھا جو اس کے بیٹوں میں سب سے بڑا تھا۔ اس کا نام ظاہر سراج الدولہ تھا اور وہ ۴۶۹ھ میں مدینۃ الزہرا میں لڑتا ہوا مارا گیا تھا۔

ان شہزادوں کی ماں کے اثر سے عبید اللہ الرشید نے اپنے بیٹے یزید بن محمد الراضی کو بہت بڑی جاگیر دی اور اسے اپنا راوی یعنی پرائیوٹ سکریٹری مقرر کیا۔ یہ شہزادہ بڑا قابل اور ہیئت دان تھا۔ کیونکہ اُس نے عقلمند قاضی ابی بکر بن التائب کی کتابیں پڑھی تھیں اور ابی بن جبر بن طاہری کے طرز تعلیم کو بڑی احتیاط کے ساتھ حاصل کیا تھا۔ اس کے علاوہ شہزادہ یزید بہت بڑا شاعر تھا۔ جس میں اس کے باپ عبید اللہ الرشید کے سوا اور کوئی اُس کا مقابلہ نہ کر سکتا۔ اُس کے سات بیٹے تھے جن کی تعلیم و تربیت کے لیے شہزادہ یزید الراضی نے مشہور و معروف

عالیون - ابو عبد اللہ ملک بن وہب - اور حسن بن حد سرعاجہ کو اشبیلیہ مین بُلاکے رکھا

اسی زمانے مین ملاغہ کی حکومت مشہور سپہ سالار یاقوت کو دی گئی اور عبیدہ کی ولایت سلاج بن لبون بن لبون متوطن مربیطر کے سپرد ہوئی اسی طرح دو شہزادے المامون عابد ناصر الفتح اور الحاکم مجاہد معروف بہ دوسیر الدولہ ابو المکارم قرطبہ کے حاکم مقرر ہوئے - لیکن یہ آخر الذکر شہزادہ مدینۃ الزہرا مین ہی رہنے لگا -

الفانسو بن فرڈننڈ سال مین دو دفعہ بلاناغہ طلیطلہ کے علاقے پر حملہ کرتا رہا - اس کی وجہ سے تمام شہر تباہ ہوگئے اور اُس ضلع کے کھیت غارت ہونے لگے تیسرے سال یہ نظر آیا کہ اُس سرزمین مین قحط پڑ گیا ہو اور وہان کے باشندے فاقہ کشی سے مر رہے ہین - اتنے دنون کے بعد الفانسو کا وہ مقصد حاصل ہوگیا جو اشبیلیہ کے بادشاہ اور اس کے ذلیل وزیر ابن عمر نے اس کے ذمے کیا تھا - اور اب مسیحی بادشاہ نے آکے دار السلطنت یعنی خاص طلیطلہ کا محاصرہ کر لیا - شاہ القادر یحیی بن المامون عیش و عشرت اور کھیل تماشون کا دلدادہ تھا - وہ میدان جنگ کی تکلیفون کے برداشت کرنے کا عادی نہ تھا لہذا نہ وہ اپنی حفاظت کر سکا اور نہ ایک دفعہ بھی نکل کے کھلے میدان مین دشمن کے مقابلے پر آیا - مگر اُس نے نہایت عاجزانہ خطوط بطلیوس کے بادشاہ کے پاس بھیجے - اور اُس سے مدد مانگی - اس بادشاہ نے اپنے بیٹے شہزادہ الفضل والی مریدہ کو اُس کی مدد کے لیے بھیجا - لیکن یہ اعانت کوئی فائدہ نہ پہونچا سکی - کیونکہ ظالم الفانسو نے شہرون کو اس قدر تباہ و برباد اور جلا کے خاک سیاہ کر دیا تھا اور کھیتون کا غلہ ایسا کاٹ ڈالا تھا کہ کسی طرح دار السلطنت کے اندر رسد نہ پہونچ سکی - جو لوگ اُس علاقے مین زندہ بچ رہے تھے وہ بھی اپنی مطلق حفاظت نہ کر سکے - کیونکہ وہ بہت دنون سے فاقہ کشی کی مصیبت برداشت کر رہے تھے اور اب اُن کی مدد کو چند فوجین آئین تو وہ بھی انھین

دشمن کی سختیون سے نہ بچا سکین جواب تک اس علاقے مین خیمہ زن تھے۔ الغرض بہت سی سخت لڑائیون کے بعد جب الفضل نے دیکھا کہ میرے بہترین رسالے تباہ و برباد ہو گئے تو وہ اپنے علاقے مریدہ مین واپس چلا گیا۔

جب لوگون کی یہ اُمید بھی منقطع ہو گئی تو قاضی ابو ولید متوطن باجہ نے طلیطلہ والون کے سامنے کہدیا کہ اب یہ سلطنت تباہی سے کسی طرح نہین بچ سکتی۔ قاضی صاحب نے مجمع عام مین بیان کیا کہ جس سلطنت کے حاکمون مین یکجہتی نہ ہو اور جس کے سردار سب مختلف الراے ہون وہ چاہے کیسی ہی طاقتور سلطنت ہو اسی طرح تباہ و برباد ہو جاے گی جس طرح کہ ایک بُری اور غیر منتظم سلطنت کو تباہ ہونا چاہیے لہٰذا لوگو ڈرو کہ شاہ الفانسو کہین تم کو ایسا تباہ و برباد نہ کر دے کہ تم مین کا ایک شخص بھی زندہ نہ بچ سکے۔

لیکن طلیطلہ کے لوگون نے یہ دیکھ کے کہ اب کہین سے مدد کی اُمید نہین باقی رہی اور سب فاقون مر رہے ہین تو اپنے بادشاہ یحییٰ بن مامون کو مشورہ دیا کہ بس اب آپ الفانسو کے سامنے شرائط صلح پیش کرین۔ بلکہ یہ بھی راے دی کہ اس کی ماتحتی قبول کر لی جاے۔ لیکن اس ظالم کافر نے کسی شرط کو قبول نہ کیا اور کہا کہ شہر فوراً بلا شرط حوالے کر دیا جاے۔ اب شریف مسلمانون کے رنج و الم کی کوئی حد نہ تھی۔ سب نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آزادی اور اپنے مکانون کی حفاظت مین جانین دے دین۔ لیکن عوام کو جب اُن کے اس ارادے کا حال معلوم ہوا تو مخالفت مین اُٹھ کھڑے ہوے کیونکہ ان مین اب مصیبت جھیلنے کی طاقت نہ تھی۔ لہٰذا اُنھون نے اصرار کیا کہ یا قسمت یا نصیب کہہ کر شہر حوالے کر دیا جاے۔ لیکن جو لوگ زیادہ شریف تھے اُنھون نے بعض ایسے شرائط دشمن سے حاصل کر لیے جن کی مطلق اُمید نہ تھی۔ اور اس کے بعد وہ عظیم الشان اور قدیم شہر طلیطلہ دشمن کے حوالے کر دیا گیا۔

مسیحی فاتح نے قسم کھا کے وعدہ کیا کہ شہر والون کی جان بخشی جائے گی۔ ان کی املاک انھین کے قبضے مین رہے گی۔ اور وہ اس سے فائدہ حاصل کر سکین گے۔ کوئی مسجد بے حرمت نہ کی جائے گی۔ اور نہ لوگون کے مذہبی معاملات مین کسی قسم کا دخل دیا جائے گا۔ مسلمان قاضی اپنی جگہون پر برقرار رکھے جائین گے۔ اور ہر بات کا انتظام اور فیصلہ اسی طرح کیا جائے گا جیسا کہ ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے یعنی شرع اسلام کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ ہر شخص کو اس بات کی آزادی حاصل ہوگی کہ کو چاہے طلیطلہ مین رہے اور چاہے کہین اور جا کے سکونت اختیار کرے۔

ان سب شرطون پر الفانسو بن فردننڈ اور اُس کے سپہ سالارون نے دستخط کیے اور اس کے بعد وہ مسیحی بادشاہ شہر طلیطلہ مین داخل ہوا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۷۸ھ کا ہے۔ شاہ القادر یحییٰ اپنے مشہور اور خاص خاص شہسوارون کے ساتھ پھاٹک سے نکلا اور بلنسیہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اپنے قیمتی جواہرات اور اپنا خزانہ اُس نے ساتھ لے لیا۔ یون یہ مشہور شہر مسلمانون کے قبضے سے نکل گیا اور طلیطلہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا۔ اور وہ لوگ جو سچے دین دار تھے اس واقعہ سے نہایت غمگین ہوئے۔ اسی منحوس ۴۷۸ھ مین سرقسطہ کے نامور بادشاہ یوسف المؤتمن نے انتقال کیا۔ وہ دین کا سچا حامی تھا۔ اور اُس نے خاص سرقسطہ مین انتقال کیا۔ اور اس کا بیٹا احمد ابوجعفر بن ہود اُس کا جانشین ہوا جو نہایت اعلیٰ صفات اور غیر معمولی قابلیت کا فرمان روا تھا۔

یہ غیر ممکن تھا کہ وہ شخص بھی جس کی وجہ سے یہ سب تباہیان پیدا ہوئی تھین یعنے ابن عمار ایسی دغابازیون اور دشمنان اسلام سے راہ و رسم پیدا کرنے کے صلے مین چین سے بیٹھ سکے۔ اسپین کے تمام قائد اس سے نفرت کرتے تھے۔ اور اس کی تباہی کی کوشش کر رہے تھے۔

سپہ سالار عبداللہ بن رشیق نے اُسے یہ الزام دیا کہ سرحد کے تمام قلعے اور

اور کل استحکامات اُسی کے قبضے مین ہین کیونکہ اُن مقامات کے القائد یا تو اُس کے رشتہ دار ہین یا روپیہ کے اثر سے اُس کے طرف دار ہو گئے ہین۔ یہ الزام بے بنیاد نہ تھا۔ لہذا شاہ ابن عباد کے دل مین ابن عمر کی طرف سے شبہ پیدا ہوا اور اُس نے حکم دیا کہ وہ قید کر لیا جائے۔ لیکن ابن عمر کو اپنے طرف دارون کے ذریعے سے خبر مل گئی اور فوراً بھاگ کھڑا ہوا۔ پہلے مرقیہ مین آیا اور وہان سے بلنسیہ مین گیا۔ لیکن ان دونون شہرون کے حاکمون سے بھی اُسے اندیشہ تھا۔ کیونکہ وہ اس سپہ سالار کی کارروائیون سے بخوبی واقف تھے۔ اب وہ بلنسیہ سے نکلا۔ اور جلیقیہ کے بادشاہ الفانسو ابن فردنند کے دربار مین پہونچا جو ان دنون طلیطلہ مین تھا۔

شاہ الفانسو نے ابتدا تو اس قوم فروش سردار کو بڑی خاطر تواضع سے رکھا کیونکہ اپنی مجوزہ فتوحات مین وہ اُس سے کام لینا چاہتا تھا۔ لیکن عبد اللہ رشیق اور دوسرے قائدون نے جو اس وزیر کے دشمن ہو رہے تھے مسیحی بادشاہ کے دل مین بھی اسکی طرف سے بے اطمینانی پیدا کر دی۔ چنانچہ ایک دن الفانسو نے اپنی زبان مین ابن عمر سے کہا "اے ابن عمر تم کو دیکھ کے مجھے اُس چور کا قصہ یاد آجاتا ہے جس نے اپنی بے ایمانی کی بدولت بہت کچھ پیدا کر لیا تھا۔ لیکن وہ اس سے زیادہ فائدہ نہین اُٹھانے پایا تھا کہ دوسرے چور آئے اور وہ ساری دولت اُس کے گھر سے اُٹھا لے گئے"۔

ان الفاظ سے یہ ملت فروش پناہ گزین کے دل مین خوف اور شبہ پیدا ہوا اور وہان سے بھی بھاگا۔ اب اُس نے سرقسطہ مین آکے پناہ لی۔ ابو عامر یوسف المؤتمن نے اُس کی بڑی قدر کی اور چند سازش سے معاملات جو بلنسیہ اور مرقیہ کے سرحدی قلعون کے حاصل کرنے کے متعلق تھے اُس کے ہاتھ مین دیدے۔ اب ابن عمر پھر اپنے مذاق سخن کے مشاغل مین مشغول ہو گیا اور اپنی چالاکیون اور دغابازیون سے ان لوگون کو دھوکا دیتا جو اُس کے طرز عمل سے واقف نہ ہوتے یا اُس پر بھروسہ کر لیتے

اور جو لوگ اُس کے فقرون مین آجاتے اُن کو بہکا کے گمراہ کر دیتا۔

اشبیلیہ کے بادشاہ ابن عباد کو اس بات کا دھڑکا لگا ہوا تھا کہ دشمنان اسلام کے ساتھ مین نے جو سازشین کی تھین اُن کا حال ابن عمر کے ذریعے سے کہین میرے دشمنون کو نہ معلوم ہو جاے۔ لہذا اپنے پوتے یزید الراضی کو اس نے اس خدمت کے انجام دینے پر مامور کیا کہ جسطرح بنے اس وزیر کو گرفتار کر لاے۔ آخر الامر یہ کام ابوبکر بن عبدالعزیز والی بلنسیہ کے ذریعے سے انجام کو پہونچا۔ ابن عمر نے اُس والی کو قلعۂ جمیلہ کے متعلق بڑا دھوکا دیا تھا تھا۔ قلعۂ مذکور اب علاقۂ مرقبہ مین شامل تھا۔ لیکن اس سے پیشتر وہ بلنسیہ کے متعلق تھا۔ اور علاقۂ بلنسیہ کے سب لوگ امیر ہون یا غریب سب دغا باز ابن عمر کو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ابوبکر نے چند جاسوس مقرر کیے جو اسے مفصل طور پر آگاہ کرتے رہتے کہ ابن عمر کیا کر رہا ہے۔ یہان تک کہ اسے اس بات کی بھی خبر مل جاتی کہ آمد و رفت کے زمانے مین ابن عمر رات کو کہان سوئے گا اور دوپہر کے وقت کہان دم لے گا۔ چنانچہ اسے معلوم ہو گیا کہ ایک مقررہ رات دغا باز ابن عمر مقام شکورہ مین فروکش ہوگا۔ یہ مقام اُن لوگون سے آباد تھا جو ابن عمر کے دشمن تھے۔ لہذا اُنھون نے فوراً اسے گرفتار کر لیا۔ ماہ ربیع الاول کے ختم ہونے کو چھ دن باقی تھے کہ یہ واقعہ پیش آیا۔ فوراً ولی عہد یزید الراضی کو اُس کی گرفتاری کی خبر دی گئی اور وہ شکورہ مین آیا۔ قیدی کو حفاظت کے ساتھ لے جانے کا ضروری انتظام کیا اور بھاری زنجیرون مین جکڑ کے نہایت ہی سخت پہرے مین اُس کو قرطبہ کے جانب روانہ کر دیا۔

یہ دین فروش قیدی جس جگہ سے ہو کے گذرتا عوام اُس کی تحقیر و تذلیل کرتے۔ ابوبکر بن عبدالعزیز نے بھی چند اشعار اُس کی ہجو مین کہے۔ اور ایک

یہودی کے ذریعے سے جو تیز رفتاری میں مشہور تھا اُس کے پاس روانہ کیے چنانچہ قریۂ یمین میں وہ اشعار اُس یہودی نے بدقسمت ابن عمر کو سُنائے۔ کیونکہ یہیں پہونچ کے اُس نے اس جلوس کو پا لیا تھا جو اس زبردست وزیر کو پابہ زنجیر لیے جاتا تھا۔

آگے بڑھ کے اس بدقسمت وزیر نے شاہ ابن عباد کی خدمت میں نہایت عاجزانہ درخواستیں پیش کیں اور ولی عہد عبید اللہ الرشید کے پاس بھی چند عرضیاں بھیجیں اور التجا کی کہ اپنے والد کی خدمت میں میری سفارش کیجیے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے آنے کی خبر سنتے ہی وہ میرے قتل کا حکم دے دیں گے۔ ان خطوط میں ابن عمر نے لکھا "مجھے اعتراف ہے کہ ابن عباد کو میرے قتل کرنے کا حق حاصل ہے اور اسی وجہ سے میرے دل میں خوف بھی پیدا ہو گیا ہے۔ مگر مجھے یقین ہے کہ آپ میری خدمتوں کو نہ بھولے ہوں گے اور آپ کے دل میں جو میری محبت تھی اور میری جانب سے اطمینان تھا وہ ابھی تک زائل نہ ہوا ہو گا۔ اور یہی چیز ہے جس کی بنا پر میرے دل میں ایک خفیف سی اُمید باقی ہے"[۵]

جمعہ کے روز یہ قیدی قرطبہ میں پہونچا جب کہ ماہ رجب کی چھٹی تاریخ تھی۔ یہاں اسے رات بھر آرام کرنے کا موقع دیا گیا۔ لیکن زنجیریں اسی طرح بندھی اور جکڑی رہیں۔ دوسرے روز لوگ اُسے باہر نکال کے اس شان سے اشبیلیہ کی جانب لے چلے کہ وہ گدھے پر بیٹھا ہوا تھا اور بہت سے سوار اور پیدل اس کے گرد تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو لوگ اسے اپنے پہرے میں لیے جاتے تھے اُنھیں حکم دیا گیا کہ کالے کپڑے اور سیاہ زرہیں پہن لیں۔ اشبیلیہ میں داخل ہونے کے لیے اُنھوں نے شام ہونے کا

[۵] یہ عبارت اصل عربی میں ایسی اچھی اور مختصر ہے کہ میں اس کا ترجمہ اپنی زبان میں اسی شان سے نہ کر سکا۔ (کانڈی)

انتظار کیا۔ لیکن بعض مورخین لکھتے ہین کہ یہ لوگ اپنے قیدی کو رے کے دوپہر کے تھوڑی ہی دیر بعد شہر مین داخل ہو گئے۔ وہی مورخ یہ بھی کہتے ہین کہ بہت سے لوگ اس مشہور شخص کو مصیبت کا تماشا دیکھنے کے لیے باہر نکل آئے۔ انھون نے اس کی تذلیل کی اور اُس کی تباہی پر مسرت کے نعرے بلند کیے۔ آخر سپاہی اسے شاہی قصر مین لائے اور ایک نہایت تیرہ و تار کمرے مین بند کر دیا۔ اور اس کی کنجیان ابن عباد نے خود اپنے پاس رکھ لین۔ قدیم مورخین کے بیان کے مطابق یہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پہرے والے جو اُسے شہر مین لائے تھے اس کو قصر کے سپاہیون کے حوالے کرتے ہی عصر کی نماز پڑھنے کو چلے گئے۔ اسی سیاہ لباس مین انھون نے نماز پڑھی اور خدا کا شکر ادا کیا۔

اُسی رات کو ابن عمر نے روشنی اور کاغذ قلم دوات ملنے کی درخواست کی اور جب اُسے یہ چیزین مل گیئن تو اس نے چند نہایت اعلیٰ درجے کے اشعار بادشاہ کو مخاطب کر کے لکھے۔ اور ان کو ولی عہد الرشید کے ذریعے سے بادشاہ کے ملاحظے مین بھیجا۔ ان اشعار مین اُس نے لکھا تھا "اے میرے مالک اور آقا مین جانتا ہون کہ میری زندگی آپ کے قبضے مین ہے۔ لیکن اُس محبت کی بنا پر مجھے بالکل اطمینان ہے جو اس گھڑی تک آپ کے دل مین موجود ہوگی۔ کیونکہ میری وفاداری اور جن خدمتون کو آپ کے لیے مین نے انجام دیا ہے اُن کا حال آپ سے زیادہ کوئی نہین جانتا۔ اور نہ کوئی شخص میرے اُس جوش و خروش سے واقف ہے جس سے مین نے آپ کے لیے محنت کی"۔ شاہ ابن عباد نے اسی بحر اور قافیے مین اُن اشعار کا جواب اسی کاغذ پر جو ابن عمر نے بھیجا تھا لکھ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ "اکسنوبہ اور شلبہ کی قسمت مین بُرا وقت آگیا ہے۔ بیشک تیری بدقسمت مان شمر کی آنکھون سے بہت سے آنسو نکلین گے۔ اور اُس کا دل آہ و زاری کرے گا۔ اُس کی قسمت مین بہت

سخت رنج والم لکھا ہے اور اس کا صدمہ اسے اپنی زندگی بھر رہے گا۔

قیدخانے میں شہزادہ عبید اللہ الرشید ابن عمر سے ملنے کو آیا اور اس کی علمی دانائی کی تعریف کی۔ اس کے علاوہ وزیر مذکور سے ملنے بہت سے عالم آئے جن میں علیسی ابوالحجاج محمد بن احمد اور ابوبکر بن زیدون تھے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مشہور لوگ آئے۔ لیکن ان میں سے ایک بھی اُس کا طرفدار نہ تھا۔ ابتداً ابن عمر کو اس بات کا یقین تھا کہ میری عرضیوں نے بادشاہ کے دل پر اثر کیا ہے۔ بلکہ اس بات کی خبر بھی ملی کہ تمھاری جان نہ لی جائے گی۔ لیکن اُنھیں لوگوں نے جو اس سے ملنے کو آئے اور اس کے دشمن تھے اس کو یقین دلادیا کہ شاہ ابن عباد تمھاری جان لینے کو آمادہ ہیں۔ یہ سنتے ہی بدقسمت قیدی نے شہزادہ عبید اللہ سے سخت شکایت کی اور کہا و میرے آقا اب میں دیکھتا ہوں کہ میری قسمت کا فیصلہ ہوچکا ہے اور اس کا انجام مجھے آنکھوں کے سامنے نظر آرہا ہے۔ بغض اور عداوت کی بادتند نے اُس خفیف سی شمع کو بھی گل کردیا جسکو زندگی کی اُمید نے میرے دل میں روشن کیا تھا کل تک مجھے اس بات کا یقین تھا کہ بادشاہ میری جان لینا نہیں چاہتے۔ لیکن آج نظر آتا ہے کہ میرے قتل میں محض اس وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔ ابھی اس بات کا فیصلہ نہیں ہوا کہ کس اذیت وتکلیف سے میری جان لی جائے۔ اور میرے کس طریقے سے قتل ہونے میں دشمنوں کو زیادہ خوشی ہوگی۔

اصل یہ ہے کہ عالموں کی اس ملاقات کے بعد ابن عمر کے دشمنوں نے ابن عباد کے دل میں باغی قوم قیدی کے خلاف ایسا سخت جوش پیدا کردیا کہ وہ آپے سے باہر ہو کے اُس کمرے میں گھس پڑا جس میں ابن عمر مقید تھا اور خود اپنے ہاتھ سے تلوار کھینچ کر اُس کا سرتن سے جدا کردیا اسکے متعلق عبدالجلیل بن وہبون لکھتے ہیں کہ کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کی آنکھوں سے اس شخص کی موت

پر ایک آنسو بھی بہا ہو یا ایک شخص کی بھی زبان سے نکلا ہو کہ "اس کے قاتل کے ہاتھوں سے خدا سمجھے" غرض ابن عمر کو اپنی دغا بازیوں اور سکاریوں کا یہ انعام ملا۔ اس کی موت ۴۷۹ھ کے آغاز میں واقع ہوئی۔

اب ابن عباد شاہ اشبیلیہ نے دیکھا کہ الفانسو بن فرڈنند مدینۂ طلیطلہ پر قبضہ کر لینے پر بھی قانع نہیں ہے۔ اور موسم سرما کے سیلاب کی طرح جو پہاڑوں پر سے اتر آیا کرتا ہے اپنی فتح مند سپاہ کو سارے ملک میں پھیلا رہا ہے۔ ماسوا اس کے شاہ ابن عباد نے دیکھا کہ جلیقیہ کے بادشاہ نے ان تمام میدانوں پر قبضہ کر لیا ہے جو دریائے تیگس سے سیراب ہوتے ہیں۔ لہذا اُسے مناسب معلوم ہوا کہ اس کی زیادتیوں کو روکا جائے۔ کیونکہ اسے اس سچی بادشاہ سے بڑا اندیشہ تھا جس نے بہت سے شہروں اور قصبوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور کوئی ایسا لشکر نہیں باقی تھا جو روک تھام کرے۔ الغرض اس نے مغلیت مقیدہ اور دار الحجارہ پر قبضہ کر لیا تھا لہذا ابن عباد نے شاہ الفانسو کے پاس ایک خط لکھا جس میں طلیطلہ کے باقی ماندہ علاقے پر قبضہ کرنے سے اسے روکا اور لکھا کہ آپ اس شہر پر قناعت کریں اور اُس وعدے کی پابندی کریں جو شاہ اشبیلیہ کے ساتھ کر چکے ہیں۔

شاہ جلیقیہ نے جواب دیا کہ میں اپنے وعدے کی پابندی کرنے کو تیار ہوں اور اس کے ثبوت میں اُس نے ابن عباد کے پاس اپنے پانچ سو شہسوار بھیج دیے اور کہا ان کے ذریعے سے آپ علاقہ غرناطہ پر حملہ کریں۔ پھر اُس نے اطمینان دلایا کہ میں معاہدے کے ایک لفظ کو بھی نہیں بھولا ہوں اور شاہ اشبیلیہ ہی کی خدمت کے لیے اپنے منتخب سواروں کو جمع کر رہا ہوں کہ اندلسیہ میں بھیج سکوں۔ اس کے بعد لکھا کہ یہ شہر جن پر میں نے قبضہ کر لیا ہے میرے اور میرے دوست شاہ بلنسیہ کے ہیں۔ الفانسو اب القادر یحییٰ بن المامون کو اپنا دوست بتاتا تھا۔ حالانکہ اُس نے

مسیحی بادشاہ کی ماتحتی مجبوراً قبول کی تھی۔

وہ سوارون کی جماعت جس کی نسبت شاہ جلیقیہ نے اپنے خط مین لکھا تھا اور جن مین کا ہر ایک سر سے پیر تک لوہے مین غرق تھا۔ اندلوسیہ مین داخل ہوئی اُنھون نے اپنے کو شاہ عباد کا مددگار ظاہر کیا جس کی وجہ سے کسی نے اُن کو نہین روکا۔ وہ اشبیلیہ کے پھاٹکون کے باہر تین دن ٹھہرے رہے اور اس کے بعد شذونہ چلے گئے جہان شاہ ابن عباد آجکل مقیم تھا۔

ابن عباد نے اس فوج کو دیکھ کے بہت تعجب کیا۔ مسیحی سردارون سے اس نے گفتگو کی۔ اُنھین حکم دیا کہ اپنے بادشاہ کے پاس واپس جاؤ۔ کیونکہ مین اب شاہ غرناطہ سے صلح کرنے والا ہون۔ لہذا مجھے کسی مدد کی ضرورت نہین ہے۔ اس وقت سے ابن عباد اپنے دل مین اس بات پر غور کرنے لگا کہ الفانسو ابن فردنند کو کس طرح تباہ و برباد کیا جائے۔ مسیحی سردار اپنی سرحد مین واپس تو چلے گئے لیکن راستے مین اُنھون نے علاقۂ طلیطلہ کی زمینون کو تباہ و برباد کر دیا۔ جتنے مویشی اور عورتین اور بچے مل سکے سب کو پکڑ لے گئے۔

ابن عباد نے شاہان غرناطہ۔ المیریہ اور المغرب کو لکھا اور تحریک کی کہ ایک مجلس منعقد کی جائے جس مین اُن معاملات پر غور کیا جائے جو مسلمانون کی سلطنت اور ان کی عام بہبود کے متعلق ہون اس تجویز کے مطابق یہ طے پایا کہ قاضیون کی ایک مجلس اشبیلیہ مین منعقد ہو۔ شاہ غرناطہ نے اپنے قاضی القضاۃ کو اور شاہ بادجوش نے اپنے قاضی ابو اسحق بن مکینہ کو بھیجا۔ غرناطہ کے سفیر کا نام ابو جعفر تھا جو القولیہ کے رہنے والے تھے۔ قرطبہ سے وزیر ابو بکر محمد اور عبد اللہ بن زیدون آئے اور باجہ کی طرف سے قاضی ابو الولید مجلس مین شریک ہوئے۔ یہ سب قاضی جامع اشبیلیہ مین جمع ہوئے۔ اور وہان کے قاضی نے اُن کا استقبال کیا۔

ابوبکر بن ادہم کی یہ رائے ہوئی کہ شاہ مرابطین یوسف بن تاشفین کو لکھا جائے اس لیے کہ اُس کا نام افریقہ میں فتوحات حاصل کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت مشہور ہو گیا تھا۔ اس رائے سے والی ملاغہ یاقوت کے سوا اور کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ لیکن یاقوت نے بیان کیا کہ موری طانیہ کے فاتح کو اسپین میں بلانا کسی طرح قرین مصلحت نہیں ہے۔ پھر اس نے کہا اس میں تو شک نہیں کہ یوسف بن تاشفین الفانسو کی قوت کو تباہ و برباد کر دے گا لیکن ساتھ ہی وہ ہمارے پیروں میں بھی ایسی سخت بیڑیاں ڈال دے گا کہ ان سے رہائی پانا ہمارے لیے نہایت مشکل ہو جائے گا۔ اس کے بعد اُس نے کہا اگر ہم سب نیک نفسی کے ساتھ ہم خیال ہو جائیں اور اپنے دین کی ترقی کے سوا کوئی خیال ہمارے دلوں میں نہ ہو تو یقیناً خدا ہمارے ارادوں میں برکت دے گا اور مسیحی بادشاہ جلیقیہ پر فتح حاصل کرنے میں ہماری مدد کرے گا۔ اس مسیحی حکمران نے فقط اس وجہ سے زور پکڑ لیا ہے کہ ہم لوگوں میں آپس میں جھگڑے پڑ گئے ہیں۔ اس قاضی نے آخر میں کہا "متحد ہو جاؤ تو یہ غیر ممکن ہے کہ ہمیں فتح نہ حاصل ہو۔ لیکن افریقہ کے قدیم صحرائی وحشیوں کو اندلوسیہ اور بلنشیہ کے مرغزاروں میں قدم نہ جمانے دو۔" مگر اس رائے کو کسی نے نہ مانا بلکہ بخلاف اسکے یوں کہنے لگے کہ یاقوت تو ایک خراب اور بدعقیدہ مسلمان ہے۔ اس لیے کہ اس کی رائے دیندار مسلمانوں کے خلاف ہے۔

اس سلسلہ میں شاہ اشبیلیہ ابن عبادیہ چاہتا تھا کہ المغرب کے بادشاہ سے دوستی پیدا کرے۔ چنانچہ اُس نے تاجدار المغرب کی ایک حسین بیٹی کو اپنے عقد میں لے لیا اور دونوں بادشاہوں میں ایک معاہدہ ہو گیا۔ اس کے بعد عمر بن الافطس کے ذمے یہ خدمت کی گئی کہ اسپین کے ان سب امیروں کی جانب سے جو اس مجلس میں جمع ہوئے ہیں ایک تحریر مرابطی تاجدار کے پاس روانہ کرے اور اس سے درخواست

کرے کہ آپ اسپین مین اُتر آئیے اور شاہ الفانسو کے کبر و نخوت کو خاک مین ملا دیجیے جو ہر چہار طرف بجلیان گرا کے اسلام کی تباہی کی فکر کر رہا ہے۔ خطوط دے جانے والے سفیر منتخب کیے گئے اور اُنھون نے ان تحریرون کو لے کے علاقہ موریطانیہ کی راہ لی۔

نوان باب

مرابطین اور افریقہ مین اُن کی لڑائیان

چونکہ مرابطین نے اس زمانے کے بعد اسپین پر قبضہ کر لیا اور ان کے بادشاہون نے اس پر حکومت کی لہذا نامناسب نہ ہوگا کہ یہان پر مختصر طور پر بیان کر دیا جائے کہ انھون نے ابتدائی اور مشہور فتحین کس طرح حاصل کین اور درحقیقت اُن کے اسپین مین آنے کا باعث یہی امر ہوا یا کوئی اور خیال سب سے پہلے ہم لمتونیون یعنی قبیلہ لمتہ کے مرابطین اور اُن کے سپہ سالار ابو بکر کا حال لکھتے ہین جو اُس صحرا کے رہنے والے تھے جو مشرقی افریقہ مین پھیلا ہوا ہے۔ پھر ہم یہ بتائین گے کہ وہ کس وجہ سے اس بات پر مجبور ہوے کہ اپنے صحرا کو چھوڑین۔ دیگر قبائل پر حکمران ہو جائین اور ساحل افریقہ پر ایک نئی اور طاقت اور سلطنت قائم کرین۔ یہ علاقہ جس پر وہ حکمران ہوے کوہستان ذارین کے اِس طرف واقع ہے۔ جسے قدیم لوگ موریطانیہ کہتے تھے۔

قبیلہ لمتونی کا آغاز بہت قدیم زمانے مین ہوا۔ جس کا پہلا شخص لمتو تھا۔ وہ جدالہ اور مسطفے کا رشتہ دار تھا۔ اور ان دونون سردارون نے بھی اپنے نامون کے قبیلے پیدا کر دیے تھے۔ انھین اپنی شرافت پر بڑا ناز تھا کیونکہ وہ قدیم نسل صنہاجہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جن کی رگون مین عرب کی نسل حمیر کا خون دوڑتا تھا اور وہی لوگ یمن یعنی عرب کے قدیم بادشاہ تھے۔ ان کے ابا و اجداد

مدت سے اسی علاقے مین رہتے چلے آتے تھے۔ لیکن انھون نے کبھی اس بات کو جائز نہ رکھا کہ علاقۂ بربر کے لوگون سے ملین یا اُن مین شادی بیاہ کرین۔

قبیلۂ صنہاجہ کے لوگ بعض لڑائیون کے بعد جن کے انجام مین انھین بربر والون مین مل جانا پڑتا ارض یمن مین واپس چلے گئے۔ اور اس کو نہ گوارا کیا کہ دوسرون مین شامل ہوجائین۔ چونکہ وہ بہت غریب تھے اس لیے فقط ایک کپڑا استعمال کرتے اُسی مین وہ اپنے سارے بدن کو لپیٹ لیتے بعض مورخین یہ بیان کرتے ہین کہ اسی کپڑے کی وجہ سے جو لمثہ کہلاتا تھا اس قبیلے کا نام لمتونی ہوگیا اور یہ بات غلط ہے کہ ان کے خاندان کے پہلے شخص کا نام لمتو یا لمتہ تھا لیکن قرین قیاس یہی بات ہے کہ جس شخص سے اُن کے قبیلے کا آغاز ہوا اس کا نام لمتہ تھا اور انھین مورخون کا بیان قابل ترجیح ہے جنھون نے یہ راے ظاہر کی ہے۔ اس قبیلے کے لوگ شہرون مین نہین رہتے تھے اور نہ ان کے رہنے کی کوئی خاص جگہ تھی۔ لیکن اپنی ضروریات اور موسم کے لحاظ سے اونٹون اور خیمون کو ساتھ لیے ہوے افریقہ کے صحراؤن مین مارے مارے پھرا کرتے۔ اسی طرح وہ پھرتے رہے اور حسب موقع ایک صوبے سے دوسرے صوبے مین اور ایک علاقے سے دوسرے علاقے مین چلے جاتے۔ آخر کار انھون نے ریگستان افریقہ مین سکونت اختیار کرلی یعنی افریقہ کے اس حصے مین جو بالائی یا اندرونی افریقہ کہلاتا ہے۔ اس کے بعد اس ریگستان کو انھون نے جس وجہ سے چھوڑا اس کا حال ان کے مورخون نے مندرجہ ذیل طریقے پر بیان کیا ہے۔

وہ کہتے ہین کہ ایک شخص جس کا نام یحیٰی بن ابراہیم تھا اور قبیلہ جُدالہ سے تعلق رکھتا تھا بغرض حج مکہ معظمہ مین گیا۔ واپسی مین شہر قیروان پڑا جو تونس کے جنوب

مین وہان سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے یحییٰ بن ابراہیم چند روز یہان ٹھہر گیا تاکہ وہان کی مشہور عمارتون جامع مسجدون اور مدرسون کی سیر کرے۔ اتفاقاً وہان کی جامع کے فقیہہ ابوعمران سے ملاقات ہوگئی جو شہر فاس کے رہنے والے تھے۔ فقیہہ نے پوچھا "تمھارا وطن کہان ہے؟ کس قوم سے علاقہ رکھتے ہو اور اسلام کے چار فرقون مین سے تم کو کس سے تعلق ہے؟" یحییٰ نے جواب دیا کہ "میرے وطن کے لوگون مین نہ علم و فضل ہے۔ اور نہ اُن مین کسی قسم کی قابلیت ہے۔ اپنے مذہب سے بھی وہ لوگ بہت کم واقف ہین۔ حتے کہ یہ بھی نہین جانتے کہ اسلام کے کون سے چار فرقے ہین" پھر اُس نے بیان کیا کہ "میرے ہموطن مہذب لوگون سے بہت دور ریگستان مین رہتے ہین۔ اور اُنھون نے چرواہون یا چند تاجرون کے سوا کبھی کسی کی صورت نہین دیکھی ہے اور جو تاجر وہان جاتے ہین وہ بھی اس کے سوا اور کچھ نہین جانتے کہ اپنا مال فروخت کرین اور دوسرا مال خریدین۔ اور اس سے فائدہ حاصل کرین۔ تاہم میرے ہموطن اور اس صحرا کے دیگر باشندے اتنے وحشی بھی نہین ہین کہ مفید علوم کے حاصل کرنے سے نفرت ہو۔ بلکہ وہ چاہتے ہین کہ علم اور دین کو حاصل کرین۔ کیونکہ باوجود اپنے عادات و اطوار کی سادگی کے وہ نہایت شریف اور نیک بخت واقع ہوے ہین۔ آخر مین یحییٰ بن ابراہیم نے فقیہہ ابوعمران سے درخواست کی کہ اپنے کسی شاگرد کو میرے ساتھ کر دیجیے تاکہ وہ اس ملک کے لوگون کو تعلیم دے۔

ابوعمران نے کہا مین اس معاملے مین اپنے امکان بھر کوشش کرون گا چنانچہ اُنھون نے اپنے شاگردون کو اس شخص کے ساتھ جانے کا شوق دلایا لیکن کوئی یحییٰ بن ابراہیم کے ساتھ جانے پر آمادہ نہ ہوا۔ کیونکہ قیروان سے وہ صحرا بہت فاصلے پر واقع تھا اور راستے مین بہت سی مشکلون اور خطرون کا سامنا ہوتا تھا۔

اس کے بعد یحیی بن ابراہیم رخصت ہو کے قیروان سے جانے لگا۔ تو ابو عمران نے ایک فقیہہ کا حال بیان کیا جن کا نام ابو اسحق تھا اور بتایا کہ وہ المغرب کے علاقہ سوس میں رہتے ہیں اور اپنے علم و فضل اور اپنی بے لوث زندگی کے باعث مسلمانوں میں بڑی قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ ابو عمران نے اُمید دلائی کہ ان کے شاگردوں میں سے کوئی شخص ضرور راضی ہو جائے گا کہ وہ تمھارے ساتھ جائے اور تمھارے لوگوں کو دین کی تعلیم دے۔ اس کے بعد ابو عمران نے یحیی کو سوس کے فقیہہ کے نام سفارشی خط لکھ دیا۔ اور اُس میں ان سے درخواست کی کہ یحیی بن ابراہیم کی مدد کیجیے۔

اب یحیی وہاں سے روانہ ہو کے سوس میں پہونچا اور ابو اسحق کو وہ خط دیا۔ فقیہہ نے اُسے بہت خاطر اور تواضع کے ساتھ ٹھہرایا اور اس کی مرضی کے مطابق ایک ایسے شخص کو ساتھ کر دیا جس پر اُنھیں کامل اطمینان تھا۔ اس شخص کا نام عبداللہ بن یسلین تھا۔ اُس نے سات برس اندلس میں رہ کے علم حاصل کیا تھا۔ لہذا بڑا قابل اور لائق شخص تھا۔ اُس نے اس مجوزہ خدمت سے انکار نہیں کیا اور یحیی بن ابراہیم کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ چند روز کے بعد دونوں صحرا کے اندر اُس مقام میں پہونچے جہاں قبیلۂ جدالہ کا مسکن تھا۔ قبیلے والوں نے اس اُستاد کی بڑی قدر کی۔ اور اُس سرزمین کے ساٹھ نہایت معزز شیوخ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ چونکہ اس قوم کے عادات و اطوار بہت اچھے تھے لہذا اُنھوں نے اپنے اُستاد کی بڑی قدر و منزلت کی اور اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنے لگے جیسا کہ اپنے باپ اور آقا کا ہونا چاہیے۔

اب عبداللہ نے دیکھا کہ مجھے اس قبیلے میں بہت اعزاز حاصل ہو گیا ہے۔ لہذا اُس نے قبیلے والوں کو مسلح کر دیا اور قرب و جوار کے قبیلے یعنی لمتونیوں کے مقابلے میں لڑائی پر بھیجا۔ اس کے احکام کی فوراً تعمیل کی گئی اور لوگوں نے ایسی بہادری

سے کام لیا کہ لمتونیون کو اُن کے شیخ اور اُستاد عبداللہ بن یسٰین کی ماتحتی قبول کر لینا پڑی۔ اسی طرح اور ایسی ہی جرأت اور بہادری کے ساتھ اُنھون نے صحرا کے دیگر قبائل کو بھی اس کا مطیع و فرمان بردار بنا دیا جس سے ان کے شیخ کی بڑی شہرت ہوئی اور قبیلہ جُدالہ نے بھی بڑا نام پیدا کر لیا۔ آخر کار یہ فاضل اُستاد عبداللہ بن یسٰین قبیلے کا بادشاہ خیال کیا جانے لگا۔ اور قبیلہ لمتہ نے بھی اُسے اپنا اعلیٰ سردار تسلیم کر لیا۔ کیونکہ لمتونیون کے امیر ابو یحییٰ ذکریا بن عمر نے عبداللہ بن یسین کی شاگردی قبول کر لی۔ اور جنگ و امن دونون حالتون مین وہ بغیر اپنے اُستاد سے رائے لیے کوئی کام نہ کرتا تھا۔

قبیلہ لمتونہ کے مسکن سے تھوڑی دور پر ایک سلسلۂ کوہ تھا۔ اس کے کھوہون اور غارون مین وحشی لوگ رہا کرتے تھے جن کا کوئی مذہب نہ تھا۔ شیخ عبداللہ بن یسٰین چاہتا تھا کہ اُنھین بھی تعلیم دے۔ لیکن اُنھون نے اس کی تعلیمون کو ناپسند کیا اور اس کے کہنے کی پروا نہ کی۔ اس پر شیخ مذکور نے حکم دے دیا کہ ان سرکش لوگون کے مقابل لڑائی چھیڑ دی جائے۔ یہ کام اُس نے قبیلہ لمتونہ کے سپرد کیا اور اُنھون نے نہایت اطاعت گذاری۔ بہادری اور مستقل مزاجی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی جس کا ثبوت آیندہ لڑائیون سے ملے گا۔

لمتونہ کا بادشاہ یا سردار ابو ذکریا یحییٰ اپنے قبیلے کے ایک ہزار سوارون کے ساتھ ان پہاڑی لوگون کے مقابلے کو نکلا۔ چند چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد ایک نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ قبیلہ لمتونہ والے نہایت تیز اور چست و چالاک لوگ تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی نہایت مضبوط اور طاقت ور بھی تھے۔ وہ نہایت بہادر تھے اور میدان جنگ کی سختیان برداشت کرنے کے عادی ہو گئے تھے۔ کیونکہ ان وحشی پہاڑیون اور دیگر قبائل سے جو اُن کے دشمن تھے وہ ہمیشہ لڑائی مین مصروف رہتے

وہ جانتے تھے کہ میدان جنگ مین فوج کس طرح مرتب کی جاتی ہے۔ اور ان کا معمول تھا کہ اپنی پیدل سپاہ کے اُن لوگون کو ہمیشہ سب سے اگلی صفون مین رکھتے جن کے پاس بہت لمبے نیزے ہوتے جن کو وہ زمین مین گاڑ دیا کرتے تھے۔ ابو عبید باجری ان کی نسبت لکھتے ہین کہ ان کے پیدل سپاہی ایسے بہادر اور مستقل مزاج تھے کہ کبھی نہین سُنا گیا کہ میدان جنگ مین انھون نے دشمن کے مقابل ہیبت دکھائی ہو بجائے اس کے کہ دشمن کے مقابلے مین ایک قدم بھی پیچھے ہٹین وہ اپنی جگہ پر کھڑے کھڑے مرجانا گوارا کر لیتے تھے۔ ان کے مقابل دشمن کی چاہے کتنی ہی بڑی جماعت ہو وہ کبھی نہین بھاگتے ان کی اس غیر معمولی بہادری اور استقلال کی وجہ سے دشمنون کے بہت زیادہ لوگ کام آتے اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ہر لڑائی مین سوارون کے مقابلے مین جتنے آدمی مارے جاتے وہ بہ نسبت ان کے بہت کم ہوتے جن کو پیدل سپاہیون نے قتل کیا ہوتا مختصر یہ کہ اس خونریز لڑائی مین بھی دیگر لڑائیون کی طرح قبیلۂ لمتونہ کو فتح حاصل ہوئی۔ مغلوب پہاڑی لوگون کو منتشر ہو کے بھاگنا پڑا۔ فاتحون نے اُن کے خیمون پر قبضہ کر لیا۔ اور ان کے اندر جو کچھ ملا لوگون مین تقسیم کر دیا گیا۔

لیکن اس فتح کے حاصل کرنے مین لمتونیون کے بہت زیادہ آدمی کام آئے۔ اور شیخ عبد اللہ بن یٰسین نے اس لڑائی مین ان کی بہادری اور استقلال کو دیکھ کے اس قبیلۂ لمتونہ کو مرابطین یا مراد وین کا خطاب دیا۔ یعنی خدا کے بندے یا وہ لوگ جنھون نے اپنی خوشی سے اللہ کی خدمت کے لیے اپنی جانین نذر کر دی ہین۔ پھر ان لمتونیون کی بہادری اور مستقل مزاجی پر غور کر کے عبد اللہ نے یہ خیال کیا کہ ان کی مدد سے سارے موری طانیہ اور المغرب کا مالک ہو سکتا ہون۔ لہذا اُن مین جوش پیدا کرنے اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے عبد اللہ بن یٰسین نے اُن سے کہا "اے لمتونہ کے شریف مرادِ دین! خدا نے تمھین وہ استقلال عطا کیا ہے جس پر کوئی فتح نہین پا سکتا۔ اور تم نے اپنے

سب دشمنون کو مغلوب کرلیا ہے۔ اگر تم متانت کے ساتھ اپنی قوت کو خدا کی راہ مین صرف کرنا چاہتے ہو اور اُس کے پاک دین کی اشاعت کرو تو مین سمجھتا ہون کہ اُن سب مشکلون کو تم بہت جلد دور کر دوگے جو راستے مین حائل ہون گی: اور تمھارے اس شان دار اور قابل تعریف کام مین جو دشواریان حائل ہون گی اُن کو بہت جلد پیچھے ڈال کر تم آگے نکل جاؤگے۔ اور بعد ازان اُس جنت کے مستحق ہوگے جو دیندار لوگون کے لیے مناسب صلہ ہے: اور تمھین اپنے اچھے کامون کے معاوضے مین ابدی مسرت نصیب ہوگی۔

ان لوگون کو اس طرح جوش دلا کے اور ان کا دل اپنے ہاتھ مین لے کے شیخ عبداللہ نے اُنھین صحرا مین اور آگے بربر والون کے مقابلے پر بھیجا جو ان کے پڑوسی تھے۔ چند روز مین ان لمتونیون نے سجل ماسہ۔ دارہ اور دیگر صوبہ جات کو جو مغاربہ کے امیرون کے قبضے مین تھے فتح کرلیا۔ یہ سب امیر قبیلۂ زناتہ سے تعلق رکھتے تھے جن پر آجکل مسعود بن بانود بن ہزران بن فلفل الصحرائی حکومت کر رہا تھا۔

لمتونہ والون نے جب اپنے بادشاہ یحیی بن ذکریا کی ماتحتی مین مسعود بن بانود کے مقابلے پر لڑائی شروع کی تو اصافہ اور عرافہ کے لوگ بھی اُن کے شریک ہو گئے اور پہلی ہی مہم مین اُنھون نے سارے علاقۂ مغاربہ پر قبضہ کرلیا۔ اس فتح کے بعد وہ دارہ کے علاقے مین داخل ہوے اور اس پر بھی اُن کا قبضہ ہوگیا۔ لیکن ایک خونریز لڑائی مین جو لمتہ اور جدالہ والون مین ہوئی ابو یحیی ذکریا ایک بہادر سپاہی کی طرح لڑتا ہوا مارا گیا۔ لیکن اس کے مارے جانے پر بھی وہ لوگ بے فتح حاصل کیے نہین رہے۔

بہادر ابو یحیی ذکریا کے قبیلۂ جُدالہ والون کے ہاتھ سے میدان جنگ مین مارے جانے کے بعد شیخ عبداللہ نے اپنے شاہانہ اقتدار سے مقتول سردار کے بھائی ابوبکر بن عمر کو امیر منتخب کیا۔ وہ قبیلۂ صنہاجہ سے تعلق رکھتا تھا جن کی رگون مین قدیم زہیری

خون وہ زر رہا تھا۔ لمتونہ کے لوگون نے اس سرداری کی ماتحتی قبول کی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اسی طرح جبل ماسہ اور دآرہ والون نے بھی اسے اپنا امیر بنالیا۔ اب سنئے امیر ابوبکر نے علاقہ مصامدہ کی طرف رُخ کیا جو کوہستان داترین کے دوسرے دامن مین واقع ہے۔ اور اپنے لوگون کے لیے اغمات۔ قلانہ اور ازنیرہ کی زمینون کو اس نے نہایت مناسب سمجھا۔ چنانچہ وہ لوگ سنہ ۴۵۰ھ مین اس سرزمین مین آباد ہو گئے۔

اس ملک کے خاص خاص لوگون نے بھی اُس کی اطاعت قبول کرلی اور وہ ابوبکر سے ملنے گئے جس نے شہر ورتیہ مین اپنے امام شیخ عبداللہ بن لیسین کے ساتھ سکونت اختیار کرلی تھی۔ یہ شیخ اب بغیر تازہ فتوحات حاصل کیے خاموش نہ بیٹھ سکا اگرچہ سب احکام ابوبکر کی طرف سے جاری ہوتے لیکن حقیقی فائدہ وہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ شاہی اقتدار اور ساری حکومت امام عبداللہ کے ہاتھ مین تھی۔ ابوبکر فقط دکھانے کے لیے بادشاہ تھا۔ اتفاقاً ایک روز عبداللہ نے علاقہ تسینہ مین دورہ کیا اور چاہتا تھا کہ اُس علاقے کے لوگون کو اپنا مطیع بنالے۔ لیکن وہان جاکے دیکھا کہ وہ لوگ اگرچہ مسلمان ہین لیکن عادات و اطوار کے لحاظ سے بالکل الگ ہین چنانچہ اُنھون نے عبداللہ کے ایک نیزہ مارا جس کے صدمے سے وہ مرگیا۔

شاہ ابوبکر کو اپنے امام کی موت کا بڑا صدمہ ہوا۔ لیکن وہ بڑا چالاک شخص تھا چنانچہ اب اُس نے سارا اقتدار حاصل کرلیا جو اس سے پہلے اسکے اُستاد اور امام کے ہاتھ مین تھا۔ پھر اس نے ورتیہ کے شہر اغمات پر قبضہ کرلیا اور رفتہ رفتہ سارے علاقے کی حکومت حاصل کرلی اور اپنے والیون اور حاکمون کو مختلف اضلاع مین حکومت کرنے کو بھیجا جو وہان کے باشندون کو اپنا مطیع بنائے رکھتے۔ اسوجہ سے کہ ریگستان سے مسلسل فوجین آرہی تھین جنھین بادشاہ نے نہایت مناسب مقامات پر بڑے بڑے گروہون مین مامور کردیا تھا۔ آخر کار رنئے آنے والون کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی کہ وہ شمار

مین خاص وہان کے باشندون سے بھی بڑھ گئے اور نتیجہ یہ نظر آیا کہ لوگون کے رہنے کے لیے کوئی جگہ باقی نہین ہے - لہذا ضروری نظر آیا کہ کوئی دوسری جگہ تجویز کی جائے -

اب معزز شیوخ اور خاص خاص باشندے شاہ ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ ہم کیسی تکلیف مین مبتلا ہین - اُنھون نے کہا کہ ہماری تکلیفین روز بروز بڑھتی جاتی ہین - اور اب ناقابل برداشت ہوگئی ہین - بادشاہ نے جواب دیا تمھاری شکایتین بجا ہین چونکہ یہ نہایت محدود ہے اور اُس مین وسعت دینے کی بالکل گنجائش نہین لہذا زیادہ مناسب یہ ہوگا کہ آپ لوگ اب کوئی اور مقام تجویز کرین جہان چل کے ہم اپنا شہر تعمیر کرلین جس مین آزادی اور آرام کے ساتھ بسر ہوسکے -

شیوخ نے خیال کیا کہ بادشاہ کا یہ جواب ناقابل لحاظ نہین ہے - چنانچہ وہ کوئی مقام تجویز کرنے کے لیے نکلے - سبھون نے متفق ہوکر ایک مقام کو پسند کیا جو اَیلانہ یا عیارہ کہلاتا تھا اور ابوبکر کے پاس آکے اس تجویز کو ان الفاظ مین بیان کیا کہ "اے امیر ہم نے ایک نہایت مناسب مقام آپ کی اور اپنی ضرورتون کے مطابق تجویز کرلیا ہے وہ ضلع اغلات مین ہے اور وہین ہم اپنا شہر تعمیر کرین گے "

شاہ ابوبکر بن عمر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان رہبرون کے ساتھ اپنے سب لوگون کو جس مین لمتونی اور مصامدین شریک تھے جلوس مین لے کے اس جانب چلا - جاتے جاتے سب اس جنگل اور میدان کے قریب پہونچے جہان پر اب شہر مراکش آباد ہے - لیکن اس وقت وہان شیر ببر چیتون پہاڑی بکرون شتر مرغون اور دیگر صحرائی جانورون کے سوا کوئی نہ تھا - اور نہ بجز لوتن اور خودرو جھاڑیون کے علاوہ کوئی درخت تھا - بادشاہ نے بھی اس خطے کو بہت پسند کیا - کیونکہ اسے نظر آیا کہ یہان وہ سب چیزین موجود ہین جو ایک شہر کے لیے ضروری ہین - مثلاً مویشیون کے لیے

چراگاہ ہے اور صحت کے لیے فرحت بخش آب وہوا ہے۔

ان لوگون نے فوراً سڑکون۔ بازارون اور بڑی بڑی عمارتون کی بنیاد ڈال دی۔ لوگ نہایت خوشی کے ساتھ اس کام مین مصروف ہوے اور ضروری تیاریان کرنے لگے۔ لیکن اس وقت کسی کو اس بات کا خیال نہ آیا کہ شہر کے گرد فصیل اور برج تعمیر کرین۔ یہ چیزین بعد مین مرابطین کے دوسرے بادشاہ علی حسن نے تعمیر کین جس کا حال ہم آیندہ لکھین گے۔ شاہ ابوبکر اس مقام پر جہان کہ شہر مراکش آباد ہوا پہلے پہل ۴۶۲ھ مین آیا۔

اب ابوبکر اس نئے شہر کی تعمیر مین مصروف تھا کہ خبر آئی کہ قبیلہ لمتونہ والون پر جُدالہ والون نے حملہ کر دیا ہے۔ کیونکہ ان مین نہایت قدیم زمانے سے باہم دشمنی چلی آتی تھی ابوبکر قبیلہ لمتونہ سے تعلق رکھتا تھا اور جُدالہ والون نے اسی پر حملہ کر کے قتل وغارت شروع کر دیا تھا۔ جو قاصد یہ خبر لاے تھے اُنھون نے یہ بھی بیان کیا کہ دونون قبائل مین دشمنی کی اب کوئی حد نہین باقی رہی۔ اور دونون ایک دوسرے سے ایسی سخت نفرت کرنے لگے ہین کہ اس لڑائی کا انجام اس کے سوا اور کچھ نہین نظر آتا کہ دونون قبیلون مین سے ایک ضرور نیست ونابود ہو جائے گا۔

ان واقعات سے شاہ ابوبکر کو بہت صدمہ ہوا۔ اور مجبور ہونا پڑا کہ جس کام مین مصروف ہے اُس کو چھوڑ دے۔ اس نے اپنی جگہ اپنے چچازاد بھائی یوسف بن تاشفین بن ابراہیم بن ترقید بن ورتقطن بن منصور بن مصالہ بن تمیم بن یحالی کو حاکم مقرر کیا۔ وہ قبیلہ حمیری صنہاجہ سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا دادا ابراہیم بن ترقید وہ شخص تھا جس سے پہلے امیر بن ابویحییٰ ذکریا اور ابوبکر کا آغاز ہوا تھا۔

اب امیر ابوبکر نے اپنی ساری فوج کو تین حصون پر تقسیم کیا۔ اُن مین دو حصون کو وہ اپنے ساتھ لے کر قبیلہ لمتونہ کی مدد کو چلا اور بقیہ ثلث حصہ اُس نے سوس الاقصیٰ مین چھوڑا

تاکہ اُس کے چچا زاد بھائی یوسف بن تاشفین ابو یعقوب کی ماتحتی میں سنے شہر کی حفاظت کر سکے۔

دسواں باب

یوسف بن تاشفین کی خلافت

اب یہ مناسب ہو گا کہ ہم اس سنے خلیفہ کا حال بیان کردیں۔ یوسف بن تاشفین بن ابراہیم بن منصور بن مسلہ بن تمیم بن تالمیت حمیری نسل سے تھا اور قبیلہ صنہاجہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس کی ماں قبیلہ لمتونہ کی تھی اور اس کا نام فاطمہ تھا جو عمر بن سیر بن ابی بکر بن یحییٰ بن وہب بن دنقر کی بیٹی تھی۔ یوسف بن تاشفین کا رنگ سانولا تھا لیکن اس کے خط و خال بہت اچھے تھے۔ اور وہ کشیدہ قامت دُبلا پتلا تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی اور روشن تھیں۔ اُس کی بھویں نہایت گھنی تھیں۔ اس کی ڈاڑھی خوشنما تھی اسکی مونچھیں اوپر کی طرف مُڑی ہوئی تھیں جن کے بال ویسے سیاہ نہ تھے جیسے کہ اُس کے سر کے تھے۔ اُس کی آواز نہایت شیریں اور خوش گوار تھی۔ ان ظاہری خوبیوں کے ساتھ وہ نیک نفس اور شریف بھی تھا۔ یوسف بن تاشفین اپنے لوگوں پر انصاف اور دانائی کے ساتھ حکومت کرتا۔ دشمنوں کے مقابلے میں وہ نہایت بہادر اور مستقل مزاج تھا۔ لڑائی کے زمانے میں اسے ہمیشہ اپنے علاقے کے بچانے اور اس میں امن قائم رکھنے کا خیال رہتا۔ سرحدی مقامات میں اس کی پامردی و بہادری کی بڑی شہرت تھی اسے لڑائی کا بیحد شوق تھا۔ اور اس میں نہایت ہوشیاری و شجاعت سے کام لیتا۔ اس کے ساتھ اس میں وہ سب خوبیاں موجود تھیں جو ایک صالح جو حاکم میں ہونی چاہئیں وہ نہایت فیاض تھا۔ مگر اپنی ذات پر بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کر لیتا۔ ہمیشہ بہت سادے کپڑے پہنتا جو بہت ہی معمولی ہوتے۔ اس کے ساتھ صفائی کا بہت زیادہ خیال تھا

عیش وعشرت سے لطف اٹھانے مین ہمیشہ اعتدال سے کام لیتا۔ گفتگو نہایت تہذیب کے ساتھ کرتا۔ یہ بات کہ خدا نے اسے بہت بڑے بڑے کامون کے لیے پیدا کیا ہے اس کی صورت سے نمایان تھی۔ اور معلوم ہوتا کہ یہ دنیا کے اتنے بڑے حصے کو کلیۃً مسلمان بنا دیگا یوسف بن تاشفین ہمیشہ اونی کپڑے پہنتا۔ اس کے سوا اور کسی قسم کے کپڑے کبھی نہین پہنے غذا مین اس کے دسترخوان پر ہمیشہ روٹی ہوتی اور اونٹ یا کسی اور جانور کا گوشت ہوتا۔ اور وہ بھی بہت تھوڑی مقدار مین۔ اس کی زندگی بھر کبھی کسی نے نہین سُنا کہ اُس نے اچھا کھانا نہ پکنے کی شکایت کی ہو۔ اس کی صحت زندگی بھر بہت اچھی رہی۔ وہ کبھی بیمار نہین سُنا گیا بجز اس وقت کے کہ جب اللہ کو یہ منظور ہوا کہ اُسے دوسرے عالم مین بلائے اور وہان کی سرمدی مسرتون سے وہ لطف حاصل کرے۔ دنیا مین اُس نے بہت بڑے بڑے کام کیے اور ہمیشہ اشاعت اسلام کی کوشش کرتا رہا۔ اس کے ذریعے سے اللہ جل شانہ کا نام دور و دراز زمینون تک پہونچ گیا۔ یوسف بن تاشفین کی برکت سے سارے اسپین اور المغرب مین خدا کا نام ایک ہزار ممبرون اور نو سو مینارون پر سے سُنا جانے لگا۔ اس بادشاہ کی مملکت علاقہ ہائے دور و دراز تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا حکم مدینہ فراغہ سے جو فرانس کی سرحد پر واقع ہے اور اسپین کے انتہائی مشرقی حصے سنطارم اور الاسبونہ (لسبن) سے لے کر اس ملک کے مغربی حصے یعنی عظیم الشان سمندر کے ساحلون تک جاری تھا جس مین طولاً تینتیس دن کی مسافت طے کرنا پڑتی اور عرضاً بھی اتنی ہی مسافت تھی۔ مغربی افریقہ مین بھی یوسف بن تاشفین کی حکومت بہت دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ رقبہ جزیرۂ بکمہ مرغاطہ سے لے کر طنجہ بلکہ اس سے بھی آگے جبشیون کے ملک تک تھا جو سونے کے پہاڑون مین واقع ہے۔ اس سارے علاقے مین کوئی حاکم ایسا نہ تھا جو اُس کے مخالف یا اُس کے حکم سے باہر ہو۔ کیونکہ یوسف بن تاشفین نے کسی ایسے حاکم کو نہین چھوڑا تھا جو سرکشی کی جرأت کر سکے۔

اس بادشاہ کے احکام خدا کی مرضی کے مطابق اور شریعت اسلام کی مناسبت سے ہوتے۔ جو روپیہ وہ اپنی رعایا سے لیتا بالکل اسلامی قانون اور رواج شرع کے مطابق ہوتا۔ اور کافرون سے جو رقم لی جاتی وہ بھی اُس معاہدے کے مطابق ہوتی جو اُن سے اطاعت گذاری کے وقت ہو جاتا تھا۔ باوجود سخاوت اور فیاضی کے یوسف بن تاشفین نے سلطنت کا ایسا اچھا انتظام رکھا تھا کہ اس خلیفہ نے جب انتقال کیا ہے تو اُس کے خزانہ مین تین لاکھ عروبہ[ع] چاندی اور پانچ ہزار چالیس عروبہ سونا موجود تھا جو طلائی ڈھلون کی شکل مین تھا۔ اُس نے نہایت انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ مگر انصاف جس مین رحم بھی ملا ہوتا۔ اپنے ماتحتون پر وہ ہمیشہ مہربان رہتا اور فقیہون اور عالمون کی بڑی قدر کرتا۔ علماے اس سے ایسے تعلقات تھے کہ ہر معاملے مین اُن سے مشورہ کر لیتا اور اُنھین کی رائے پر عمل کرتا۔ بلکہ اُن کے الفاظ کا بھی خیال رکھتا اور ان دیندار عالمون کی باتون سے ہمیشہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ وہ ہر معاملے کو بہت جلد سمجھ جاتا۔ اور معلوم ہوتا کہ دُنیا بھر کی خوبیان اس مین جمع ہو گئی ہین۔ مشہور عالم محمد بن حمید نے خوب لکھا ہے کہ "اسکی ہر خوبی مین اس بات کا رجحان تھا کہ انتہائی کمال کے درجے کو پہونچ جائے"۔

یوسف بن تاشفین ۴۱۰ھ مین بلاد صحرا مین پیدا ہوا تھا اور ۵۰۰ھ مین اس کا انتقال ہوا۔ اسطرح اس نے پورے نوّے برس کی عمر پائی۔ اپنی زندگی کا زیادہ حصہ اُس نے المغرب مین بسر کیا اور اس گھڑی سے جب کہ اُس کے چچازاد بھائی امیر ابوبکر بن عمر نے اسکو حاکم بنایا ہے اس وقت تک جب کہ اس امیر کا انتقال ہوا یعنی ۴۳ سال تک مسلسل وہین رہا۔ اس کے بعد اندلس چلا گیا اور اس وقت سے جب کہ اُس نے اسپین کے امیرون خصوصاً شاہ غرناطہ عبداللہ بن بلکین کو حکومت سے معزول کیا ہے وفات کی گھڑی تک

[ع] عروبہ ایک وزن تھا جو دو پاؤنڈ سے کسی قدر زیادہ ہوتا (کانڈی)

اسپین مین رہا۔ یہ سترہ برس کا زمانہ تھا جس کا حال ہم آیندہ بیان کرین گے۔ اس کا وزیر اور حاجب اس کا داماد سیر بن ابی بکر تھا اور اس کے بیٹے جو اس کے بعد حکمران ہوے اُن کے نام تمیم۔ ابوبکر۔ سلیمان۔ ابراہیم۔ قوبہ اور رقیہ تھے۔

جس وقت سے یوسف بن تاشفین مغربی افریقہ اور مراکش کی خلافت پر بطور اپنے چچازاد بھائی ابوبکر کے نائب کے چھوڑ دیا گیا اس نے نہایت ہوشیاری و عقلمندی کے ساتھ حکومت شروع کر دی۔ سب لوگ بہت ہی جلد اُس کے معترف ہو گئے اور فوج والے بھی اس کے طرفدار تھے۔ اُسے نظر آیا کہ مین بہت جلد حکومت کے اعلیٰ اقتدار تک پہونچ جاؤن گا۔ لیکن یہ نہین معلوم کہ اس کے چچازاد بھائی کا اس کی نسبت کیا خیال تھا۔

نئے شہر کی تعمیر مین وہ خاص طور پر متوجہ ہوا۔ اُسی کے قریب اُس نے زمین کا ایک قطعہ خرید لیا اور وہان اپنا کھاؤن کا خیمہ نصب کرا دیا تاکہ کام کرنے والون کی بخوبی نگرانی کر سکے۔ یہان اسکی پہلی فکر یہ ہوئی کہ ایک مسجد تعمیر کرائے۔ اُس کے بعد اس نے القصبہ یعنی ایک چھوٹا سا قلعہ تعمیر کیا جو قصر الصخرہ کہلاتا تھا۔ یہان اس نے اسلحہ اور خزانہ کو جمع کیا۔ مسجد کی تعمیر مین یوسف بن تاشفین اور لوگون کے ساتھ خود بھی شریک ہوا اور اینٹون کے جوڑنے کے لیے مصالحہ اپنے ہاتھ سے تیار کرتا تھا۔ اس طریقے سے وہ ان لوگون کے لیے جو اس کے گرد جمع تھے دینداری اور یکجہتی کی مثال قائم کرتا۔ اللہ ان لوگون کو اجر دے جو اس قسم کے کامون مین اس کی تقلید کرین۔

یہی شہر جو اس طرح شروع کیا گیا عظیم الشان بلدہ مراکش ہے جس کے قریب ہی بہت سے زرخیز مرغزار ہین یہان کی زمین مین ہر قسم کے میوے پیدا ہوتے ہین اور پانی ایسی افراط کے ساتھ پایا جاتا ہے کہ جس کسی کو کوئی ضرورت ہوتی ہے تھوڑا سا کھود لیتا ہے۔ فوراً نہایت شیرین اور صاف پانی نکل آتا ہے۔ ابتدا ہی اس شہر مین بہت

سے لوگ آکے آباد ہوگئے اور انھون نے اس خوشگوار سرزمین مین اپنے مکان نہایت خوشی کے ساتھ بنا لیے۔ پھر انھون نے شہر کی فصیلین بھی شروع کین۔ لیکن وہ یوسف بن تاشفین کی زندگی مین پوری نہ ہوسکین اور انھین اُس کے بیٹے نے آٹھ مہینے مین مکمل کیا۔ یہ واقعہ ۵۲۶ھ کا ہے۔ لیکن اس کے بعد ان فصیلون کو اس کے جانشینون نے اور زیادہ وسعت دی خصوصاً امیر المومنین ابو یوسف یعقوب المنصور بن یوسف بن عبد المومن بن عبد القمی نے انھین خاص طور پر مستحکم کیا اور وسعت دی۔ یہ بادشاہ خاندان المہدی سے تعلق رکھتا تھا لہذا جب اس نسل نے المغرب مین غلبہ حاصل کر لیا تو یہ شہر بھی اس کے قبضے مین آگیا۔ مراکش مراودین کے زمانے مین ہمیشہ انکی سلطنت کا دارالحکومت رہا بلکہ مہدوی اقتدار کے زمانے مین بھی اس کی وہ وقعت قائم رہی لیکن آخر زمانے مین اس خاندان کے ایک بادشاہ نے اپنا دربار قدیم شہر فارس مین قائم کیا اس کا حال ہم تاریخ کے اس حصے مین پائین گے جو کہ ابھی بہت آگے ہے۔

ابوبکر بن عمر کے اس سرزمین سے چلے جانے کے ایک سال بعد یوسف بن تاشفین نے اپنی قوت اسقدر بڑھائی کہ جب اُس نے اپنی فوجون کا جائزہ لیا تو نظر آیا کہ چالیس ہزار جنگجو بہادر اُس کے زیر حکومت ہین۔ اس جماعت کو لے کے وہ وادی مولایہ مین گیا اور اپنی فوج کے پانچ حصے کیے۔ ان مین سے چار اُس نے اپنے چار سپہ سالارون کے سپرد کیے جن کے نام محمد بن تمیم عمران بن سلیمان المازوقی مدیر اللمطی اور سیر بن ابی بکر اللمتونی تھے۔ ان مین سے ہر ایک کو اس نے اپنے قبیلے کے پانچ ہزار آدمی دیے اور نہایت تفصیل کے ساتھ احکام دے دیے اور انھین بتا دیا کہ المغرب اور مغاربہ والون کے مقابلے مین کس طرح لڑائی جاری کی جائے کیونکہ ان علاقون کے لوگ بنی یفران اور دیگر قبائل بربر کے بھڑکانے سے اس کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے تھے بقیہ فوج کو وہ اپنی ماتحتی مین لے کے چلا اور چند روز مین علاقہ المغرب کو اپنا مطیع

دارالقضا بنا لیا۔ کیونکہ ہر قبیلہ اور ہر صوبہ بغیر کسی مدافعت کے اُس کے اقتدار کو تسلیم کر لیتا تھا۔ اس طرح قریب قریب سارے قبائل اس کے تابع فرمان ہو گئے اور وہ پھر اغمات میں آیا اور وہاں پہونچ کے اُس نے ایک حسین لڑکی زینب کے ساتھ نکاح کر لیا۔

یوسف بن تاشفین کی نسبت سنا جاتا ہے کہ اس نے ایک دفعہ بہت سے غلام مول لیے جو گیانہ کے رہنے والے تھے اور بعض تاجر جو گیانہ کے شہر غزنہ سے تجارت کیا کرتے تھے انھیں لائے تھے۔ یہ شہر ریگستان کے بیچون بیچ میں بہت دور واقع ہوا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ غلام پہلے عیسائی تھے لیکن بربر کے لوگوں سے میل جول پیدا کرنے کے بعد یا دیگر وجوہ سے جو کہ صاف طور پر نہ معلوم ہو سکے انھوں نے اپنا مذہب چھوڑ دیا تھا۔ اپنا مقصد حاصل کرنے اور بعض تجاویز میں کامیاب ہونے کے لیے اس نے ان حبشی غلاموں کو اندلس کے ساحلوں پر بھیجدیا اور ان کے معاوضے میں بہت سے مسیحی لڑکے اندلس والوں سے لے لیے۔ ان لڑکوں کو اس نے شریعت اسلام کے مطابق تعلیم دلائی اور انھیں اسلحہ دیے پھر فنون جنگ سکھائے اور انھیں گھوڑے کی سواری میں مشاق کر دیا۔ اس طرح سے یوسف بن تاشفین کے پاس ڈھائی سو سوار ہر وقت موجود رہتے۔ لیکن ان سواروں کا انتخاب نہایت احتیاط کے ساتھ کیا جاتا تھا کیونکہ جو لوگ گھوڑے کی سواری میں اور اپنے اسلحہ کے استعمال میں اعلیٰ مہارت کا ثبوت دیتے وہی اس جماعت میں شریک کیے جاتے۔ یونہین اس نے حبشی نوجوانوں کی بھی ایک فوج قائم کی جو اُسی طرح غلاموں کی حیثیت سے مول لیے جاتے۔ اور انھیں بھی گھوڑے اور اسلحہ دیے گئے تھے۔ اُن میں کے بھی دو ہزار سوار اُس کے ہمراہ رہتے اور اُن میں بھی صرف وہی لوگ شریک کیے جاتے جو بہادری اور اسلحہ کے استعمال میں کافی شہرت رکھتے ہوتے تھے۔

یوسف بن تاشفین کے علاقے مین یہودی کثرت سے آباد تھے اور وہ بہت مالدار تھے۔ اُن سے یوسف نے بہت سا روپیہ لے کر اپنی فوج مین صرف کیا۔ آخرکار اتنے قبائل نے اس کی ماتحتی قبول کر لی کہ ۴۵۴ھ مین اس نے ایک بہت بڑی جمع کر لی۔ اپنا جھنڈا بلند کیا اور فوجون کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ اس کے پاس ایک لاکھ لیسے سوار ہین جو لڑائیون مین تجربہ حاصل کر چکے ہین۔ یہ سب ناشہ سوار قبائل جنہاجہ۔ جدالہ۔ مصامدہ۔ اور زناتہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انھین مین البزاس اور آزامتی لوگ بھی تھے جو انھین کے سے بہادر اور میدان جنگ کی ویسی ہی سختیان برداشت کرنے کے عادی تھے۔

اس فوج کو لے کے وہ مراکش سے چلا اور شہر فاس کی طرف روانہ ہوا۔ اس سرزمین کے قبائل یعنی زوجہ۔ لمیت۔ لونیت۔ سادینہ۔ سدرانہ مغلیہ۔ بہلولہ اور مدیونہ کے لوگون نے اس کا مقابلہ کیا۔ اور غیر معمولی پامردی کے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہو گئے یہ لڑائی نہایت خونریز اور سخت تھی۔ لیکن یوسف بن تاشفین نے ان قبائل کے بہت سے لوگ قتل کر ڈالے اور آخرکار انھین شکست کھا کے بھاگنا پڑا۔ پیچھے ہٹ کر انھون نے مدینہ مدیونہ مین پناہ لی۔ لیکن اُس شہر مین بھی مرادوین بزور شمشیر داخل ہو گئے۔ اس مقام کو اُنھون نے لوٹا۔ چار ہزار آدمیون کو قتل کر ڈالا۔ اور وہان کے حاکمون کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد مرادوین کی فتحمند فوجین مدینۂ فاس کی جانب بڑھین۔ یوسف بن تاشفین وہان پہونچکے ٹھہر گیا۔ اور ان قبائل کو اپنا مطیع و فرمان بردار بنایا جو اس علاقے مین آباد تھے۔

اب یوسف بن تاشفین کے چچازاد بھائی امیر ابوبکر نے قبیلہ جدالہ والون سے انتقام لے لیا تھا اور وہ غلط فہمیان جو اس کے طرفدار قبیلہ لمتونہ کے دلون مین پیدا ہو گئی تھین اُن کو دور کر دیا تھا۔ اس کارروائی کے بعد وہ ۴۶۵ھ مین موری طانیہ مین واپس آیا اور شہر اغمات مین نہین داخل ہونے پایا تھا کہ سنا یوسف بن تاشفین نے کیسا

اقتدار حاصل کر لیا ہے۔ اور تمام قبائل کس طرح دل و جان سے اُس کے طرفدار ہین۔ اس کے بعد امیر ابوبکر کو اس بات کی خبر ہوئی کہ یوسف نے ملک کو خوب محفوظ کر لیا ہے اور نہین چاہتا کہ کسی کو بھی اپنی سلطنت مین شریک کرے۔

چند شہسوار جو ابوبکر کے ساتھ آئے تھے شہر مراکش کی تعمیر اور اس کی عمارتون کے دیکھنے کو گئے۔ اُنھون نے بھی واپس آکے یوسف بن تاشفین کی تعریف کی کہ اس نے وہان نہایت اچھا انتظام کیا ہے۔ اور اس بادشاہ کی دوراندیشی اور اقتدار بھی اُن پر ظاہر ہوگیا اُنھون نے یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ یوسف اپنے شہسوارون کے ساتھ کس طرح سفر کرتا ہے اور کیسی فیاضی کے ساتھ اُن سے پیش آتا ہے۔ اپنے لوگون کو وہ اکثر گھوڑے۔ اسلحہ قیمتی کپڑے اور غلام انعام مین دیا کرتا ہے۔ اور جو لوگ اس کی ملازمت مین داخل ہوتے ہین بڑے بڑے انعامات کے متوقع ہو جاتے ہین۔ یہ واقعات سارے ملک مین مشہور ہین اور ہر شخص یوسف بن تاشفین کی اعلیٰ صفات کی تعریف مین رطب اللسان ہے اور اسے بڑھا کے آسمان تک پہونچا رہا ہے۔

ان حالات کو سن کے ابوبکر کو یقین ہو گیا کہ اب یوسف بن تاشفین کو معزول کرنا امکان سے باہر ہے۔ اس کے دل مین حکومت کی اُمیدین جو پہلے قائم تھین زائل ہوگئین لیکن اُس نے اپنے دلی جذبات کو چھپایا اور یوسف بن تاشفین کو خط لکھا۔ جس مین ملاقات کے لیے ایک وقت مقرر کیا اور اپنے دلی رنج والم کو ظاہر نہ ہونے دیا۔

مقررہ دن آپہونچا تو یوسف بن تاشفین اپنے غلامون۔ ہمراہیون اور بے شمار فوج کے جلوس کے ساتھ نکلا۔ اور اپنے چچازاد بھائی سے اغمات اور مراکش کے بیچون بیچ مین ملا۔ دونون سردار ساڑھے چار میل زمین چل کے آئے تھے کیونکہ ان دونون شہرون کا فاصلہ نو میل ہے۔ ابوبکر اور یوسف دونون گھوڑون پر سوار تھے۔ جیسے ہی یوسف نے چچازاد بھائی کو دیکھا اس قدر جھک کے سلام کیا کہ اس سے پہلے کسی کے

سامنے نہیں جھکا تھا۔ دونوں گھوڑوں پر سے اترے اور ایک البرنز یعنی ایک اون کے بڑے چوغے پر بیٹھ گئے جو ان کے بیٹھنے ہی کے لیے زمین پر پھیلا دیا گیا تھا۔ اسی واقعہ کی وجہ سے وہ جھاڑی جہاں یہ ملاقات ہوئی تھی اس کا نام ہی البرنز کی جھاڑی مشہور ہو گیا ہے۔

ابوبکر کو یوسف بن تاشفین کی شان وشوکت۔ اس کی فوجوں کی ترتیب اس کے سواروں کی تعداد اور پیدلوں کی تقسیم دیکھ کے بہت تعجب ہوا۔ اسی قدر نہیں بلکہ یوسف کی شکل وشباہت میں بھی اسے بہت فرق نظر آیا۔ ملاقات کے خاتمے پر ابوبکر کی زبان سے الفاظ نکلے (گو کہ اس کے دل میں کچھ اور ہی خیال تھا) "بھائی یوسف میں تمہیں اپنے سگے بھائی کے برابر سمجھتا ہوں کیونکہ تم میرے سگے چچا کے بیٹے ہو اور تم سے زیادہ میرا کوئی قریبی رشتہ دار نہیں ہے میں دیکھتا ہوں کہ المغرب میں حکومت قائم رکھنے کی کوئی شخص تم سے زیادہ قابلیت نہیں رکھتا۔ اور تم سے زیادہ کوئی شخص یہاں کی حکومت کے لیے موزوں بھی نہیں ہے۔ کیونکہ سب سے زیادہ تمہارا ہی حق ہے۔ خود میں بھی یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ میرے لیے ضروری ہے کہ اپنے صحرا میں واپس جاؤں اور وہیں جا کے رہوں۔ اسوقت میرے آنے کا بجز اس کے اور کوئی مقصد نہ تھا کہ تمہیں اپنے ارادے سے مطلع کر دوں اور تم کو بتا دوں کہ تم ہی اس علاقے کے مالک اور خودمختار بادشاہ ہو۔ میں اب اپنے ریگستان میں واپس جاؤں گا۔ کیونکہ وہی ہمارے بھائیوں اور آبا واجداد کا نہایت مناسب و موزوں مسکن ہے۔"

اس کے جواب میں یوسف بن تاشفین نے چچازاد بھائی کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ اب دونوں بادشاہوں نے لمتونہ اور اپنی سلطنت کے والیوں کو اپنے سامنے بلایا۔ قبیلہ مصامدہ کے والی اور شیوخ بھی بلائے گئے اور بہت سے معزز کاتبوں اور شہود کے سامنے ایک دستاویز مرتب کی گئی جس میں ابوبکر

ع یعنی متقین لوگ تھے۔

سے نے ملا دمراکش اور بقیہ حصہ جات المغرب کو اپنی خوشی سے اپنے چچازاد بھائی یوسف بن تاشفین کے حوالے کر دیا۔ اس کارروائی کے بعد سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے اور شہود رخصت کر دیے گئے۔ لیکن ابوبکر اپنے دل میں رنجیدہ اور ملول تھا۔ اس لیے کہ یہ کارروائی اس نے ظاہر میں دکھانے کے لیے مجبوراً اپنی مرضی کے خلاف کی تھی۔ اس نے اپنے ہمراہیوں کو بلایا اور بھرے ہوئے دل سے اپنے خیمے میں واپس آیا جو اغمات میں نصب کیا گیا تھا۔

یوسف بن تاشفین بھی روانہ ہوا اور اپنی فوج اور ہمراہیوں کے ساتھ مراکش میں واپس آیا۔ وہاں پہونچ کے اُس نے ایک نہایت قیمتی اور بڑی نمود کا نذرانہ اپنے چچازاد بھائی کے لیے تیار کیا۔ اس میں بہت سی قیمتی اور نادر چیزیں تھیں جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ ایک لاکھ تیس ہزار ڈبلون تھے جو خالص سونے کے تھے۔ ستر نہایت اعلیٰ شریف نسل گھوڑے تھے۔ ان میں سے پچیس کی پیٹھوں پر نہایت ہی قیمتی پاکھریں کسی ہوئی تھیں۔ اور ان کی زینوں کے حاشیہ میں اور درمیان میں بھی کارچوبی کام بنا ہوا تھا ستر تلواریں تھیں جن میں سے بیس کے قبضے ٹھوس سونے کے تھے اور ان پر نہایت اعلیٰ درجے کا کام بنا تھا۔ باقی تلواروں کے قبضے چاندی کے تھے اور وہ بھی بڑی صنعت کے ساتھ بنائے گئے تھے۔ ڈیڑھ سو باربرداری کے جانور تھے۔ ایک سو قیمتی عمامے۔ اور چار سو عمامے اس کپڑے کے جو سوس میں بنایا جاتا تھا۔ ایک سو پوستین جن میں حلوان کی نرم اور اعلیٰ درجے کی کھال کی گوٹ لگی ہوئی تھی۔ دو سو سفید چوغے جن میں مختلف رنگوں کی گوٹیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک سو تھان نہایت نفیس سوتی کپڑوں کے جو سروں میں باندھے جاتے۔ اور دو سو ٹکڑے نہایت نادر سوتی کپڑے کے سات سو لبادے اس قسم کے جو قبیلہ لمتونہ والے اپنے کپڑوں کے اوپر پہنتے تھے۔ اُن میں سے کچھ سفید اور کچھ مختلف رنگوں کے۔ ڈھائی سو چوغے سرخ رنگ کے اور ستر موٹے کپڑے کے جن کو پہن کر انسان

بارش مین محفوظ رہ سکے۔ اس کے علاوہ اس تحفے مین بیس نہایت عمدہ حبشی بردے تھین اور ڈیڑھ سو حبشی لونڈیان تھین لیکن اُن کے خط وخال نہایت ہی دلفریب تھے دس پونڈ عود و لوبان جو جزائر ہند سے آیا تھا اور نہایت اچھی خوشبو رکھتا تھا۔ پانچ نافے اعلیٰ درجے کے مشک کے۔ دو پونڈ عنبر۔ پندرہ پونڈ کافور اور مشک بلاؤ۔ ایک بڑا گلہ گاؤن کا اور ایک گلہ بھیڑون کا اور اس شاہانہ تحفے مین بہت سے بار گیہون اور جو کے تھے۔ کہتے ہین کہ ابوبکر اس قیمتی نذرانے سے بہت خوش ہوا لیکن یہ سب چیزین اُسی وقت اپنے ہمراہیون مین تقسیم کر دین۔ بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ اس کے بعد وہ صحرا مین چلا گیا اور حبشی قبائل سے ایک جنگ مین مصروف ہو گیا جس مین جانے کے تین برس بعد مار ڈالا گیا۔ وہی مورخ یہ بھی لکھتے ہین کہ اس کا چچازاد بھائی یوسف بن تاشفین ہر سال اسی قیمت کا نذرانہ اس کے مرتے دم تک بھیجتا رہا۔ لیکن دوسرے مورخ اس واقعہ کو دوسرے انداز سے بیان کرتے ہین وہ لکھتے ہین کہ ابوبکر کو اپنی سلطنت چھوڑ دینے پر بعد مین بہت افسوس ہوا اور کوشش کرنے لگا کہ یوسف کو مغلوب کر کے سلطنت سے محروم کر دے۔ لیکن یوسف ہی نے اسے مغلوب کر کے اس کے شہر پر قبضہ کر لیا اور اسے قتل کرا ڈالا۔ اس کے بعد وہ بیان کرتے ہین کہ اس کی فوج پیچھے ہٹ کر مدینۂ صفر مین چلی آئی اور چند روز تک مقابلہ کرتی رہی۔ لیکن انجام مین یوسف نے اُس شہر پر قبضہ کر لیا اور کونسل کے سردارون کو جو مسعود المغاربی کے بیٹے تھے اور جو اس شہر اور اس کے اطراف پر قابض ہو گئے تھے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد اُن کا بیان ہے کہ یوسف بن تاشفین شہر فاس کی جانب بڑھا لیکن شہر والون نے ایسی سخت مدافعت کی کہ اسے کامل ایک سال تک محاصرہ کیے پڑا رہنا پڑا آخر کار ۴۵۵ھ مین وہ دھاوا کر کے شہر مین داخل ہو گیا اور قبیلہ لمتونہ کے ایک شخص کو اپنی جانب سے والی بنا کے اس شہر پر حکومت کرنے کے لیے مقرر کیا۔

ان انتظامات کے بعد یوسف بن تاشفین بلاد غمارہ کی جانب چلا کیونکہ وہان کا والی باغی اور سرکش ہو گیا تھا اس والی کا نام منصور بن حماد تھا اور اُس نے بھی کوشش کی کہ فاس والون کی طرح اپنے شہر کو بچائے۔ لیکن یوسف نے حملہ کر کے اس پر بھی قبضہ کر لیا اور حکم دیا کہ منصور اور اس کے طرف دار فوراً قتل کر ڈالے جائین۔

اسی ۴۵۵ھ مین امیر المہدی بن یوسف القرناتی بلاد مکناسہ کا حاکم تسلیم کیا گیا لیکن اس نے فوراً یوسف بن تاشفین کی اطاعت قبول کر لی اور بادشاہ مذکور اس کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آیا۔ اسے اپنے علاقے پر حکومت کرنے کی اجازت دی۔ اور اس سے فقط اس بات کی خواہش کی کہ ایک مقررہ تعداد سپاہ سے یوسف بن تاشفین کی مدد کرے کیونکہ وہ ان دنون بلاد المغرب اور ان کے گرد نواح مین مصروف پیکار رہتا۔

اس معاہدے کے مطابق امیر المہدی بن یوسف نے اپنے لوگون کو جمع کیا اور یوسف بن تاشفین کے حکم کے مطابق مدینہ آدشہ پر حملہ کرنے کو روانہ ہوا لیکن جب یہ حال مغاربی سردار تمیم بن منصور کو معلوم ہوا جو شہر فاس کا ایک باغی سردار تھا تو اس کے دل مین یوسف بن تاشفین اور المرادین کی روز افزون قوت سے خوف پیدا ہوا۔ اسے اپنی جان کی بھی فکر تھی۔ لہذا علاقہ مغاربہ کی فوجین جمع کین۔ قبیلہ زناتہ والے بھی اس کے شریک ہو گئے اور اس ساری فوج کو لے کے وہ امیر المہدی کے مقابلے کو چلا۔

دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئین اور بہت جلد ایک نہایت خونریز اور گھمسان لڑائی شروع ہو گئی۔ اس لڑائی مین المہدی بن یوسف کو شکست ہوئی اور اس نے اپنی جان دی۔ کیونکہ ایک اچھے سپاہی کے مانند شمشیر بکف شیر ببر کی طرح لڑتا ہوا مارا گیا اس کے بعد اُس کی فوجون کو کامل شکست ہوئی اور وہ منتشر ہو گئین تمیم بن منصور نے المہدی کا سر کٹوا لیا اور سبطہ کے سردار ابرقانی کے پاس بھیجا جو اُس کا خسر تھا مکناسہ والون نے اپنے امیر کی شکست اور اُس کے مارے جانے کا حال سُنا تو

ان کو بڑا صدمہ ہوا - اور اپنی تباہی کا حال اُنھوں نے شاہ یوسف بن تاشفین کو لکھا اور اس کے سامنے اپنا ملک پیش کرکے عرض کیا کہ اب آپ ہی ہمارے سردار اور بادشاہ ہیں یوسف نے اُن کی درخواست قبول کی اور فوراً فاس کے سردار مغاربی تمیم بن منصور کے مقابلے میں ایک فوج بھیجی جس نے اُس کے علاقے پر حملہ کیا۔ اُس کے کھیتوں کو کاٹ ڈالا اور متواتر حملوں سے اُس کی رعایا کو پریشان کرنے لگے۔

چند ہی روز میں فاس کے سردار کو نظر آگیا کہ ہمارے لوگ ان متواتر حملوں سے کس قدر پریشان ہو گئے ہیں اور ان کو کیسی مصیبتوں کا سامنا ہے۔ اُسے معلوم ہوا کہ لوگوں میں اتنی قدر پریشانی بڑھتی جاتی ہے جتنی کہ اس کے لوگ چھوٹی چھوٹی مختلف لڑائیوں میں مارے جاتے ہیں۔ اُنھیں پانی کی بھی بڑی تکلیف تھی ان سب باتوں کا لحاظ کرکے ان کے سردار نے ارادہ کر لیا کہ ایک عظیم الشان کوشش کی جائے تاکہ ملک کو ان مصیبتوں سے نجات ملے۔ آخر اُس نے مغاربہ اور بنی یفران کے لوگوں کو جمع کرکے ایک بہت بڑی فوج مرتب کی اور اُس کو ساتھ لے کر نکلا تاکہ مرادوین کے کوکب اقبال کے مقابلے میں دوبارہ قسمت آزمائی کرے۔ لڑائی شروع ہوئی جس میں بہت سخت خونریزی ہوئی اور تمیم بن منصور اور اس کی فوج کا ایک بہت بڑا حصہ نامور لوگوں کی طرح بہادری سے لڑتا ہوا مارا گیا۔

تمیم بن منصور کے مارے جاتے ہی القاسم بن عبدالرحمٰن بن ابراہیم بن موسیٰ بن ابی العافیہ الزناتی نے فوج کی سرداری اور فاس کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور وادی صفر کے کنارے ایک دوسری لڑائی ہوئی۔ یہ جنگ بھی نہایت خوفناک تھی۔ لیکن اس میں المرادوین کو کامل شکست ہو گئی۔ جانوں کا نقصان دونوں جانب بہت ہوا خصوصاً رسالے کے سوار زیادہ مارے گئے اس شکست کی فوراً یوسف بن تاشفین کو خبر کی گئی جو اس زمانے میں حصن[1] مہدی کے

---

[1] حصن مہدی یعنی قلعہ مغربی

محاصرے مین مصروف تھا۔ یہ سنتے ہی اُس نے محاصرہ اوراس قلعے پر حملہ کرنا اپنے سپہ سالارون کے سپرد کیا۔ مرآودین کا ایک لشکر اس کام کے لیے اُن کے پاس چھوڑ دیا۔ یہ محاصرہ ایک نہایت طویل مدت تک قائم رہا۔ کیونکہ نو برس کے بعد مرآودی فوجین شہر مین داخل ہوسکین اور اس وقت بھی یعنے ۴۶۵ھ مین وہ لوگ شہر مین داخل ہوے تو فتح کرکے نہین بلکہ معاہدے کے روسے۔

الغرض یوسف وہان سے روانہ ہوگیا اور سب سے پہلے بنی مراثان کے مقابلے پر چلا۔ کیونکہ ان کا والی سرکش ہوگیا تھا اوراس کے سب لوگ مرآودین کے مخالف ہوگئے تھے۔ یہ والی چند روز تک مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن یوسف نے اسے شکست دیدی۔ اس کے بہت سے طرفدارون کو قتل کرڈالا۔ یون اس علاقے مین امن وامان قائم کرکے بادشاہ تندالیہ کی جانب چلا اوراس سرزمین کو بھی فتح کرلیا۔ یہ واقعہ ۴۵۶ھ کا ہے۔ اس کے بعد یوسف بن تاشفین بلاد برجہ کی جانب چلا اور ۴۵۸ھ مین اس مین بھی داخل ہوگیا۔ ۴۶۰ھ مین اس بادشاہ نے عریف سے طنجہ تک بلاد غمارہ کو فتح کرلیا۔ اور ۴۶۲ھ مین وہ مدینہ فاس کی جانب چلا اور شہر کے قریب پہونچکر مع ساری فوج کے ٹھہر گیا۔ اس شہر کا محاصرہ بڑی سختی کے ساتھ کرلیا گیا۔ آخرکار مرآودین تلوار کے زور سے شہر مین داخل ہوگئے اور شاہ یوسف نے مغاربہ مکناسہ بنی یفران اور قبائل زناتہ والون کو جو جو اس کے اندر ملے سب کو قتل کرڈالا۔ ان مین سے ایک شخص کی بھی نہ جان بچ سکی۔ سطرح بے شمار لوگ مدینہ فاس مین قتل ہوے۔ سڑکین اور عام گذرگاہین مقتولون کی لاشون سے پٹی ہوئی تھین۔ یونہین بادشاہ نے فاس کے گردنواح کے تین ہزار سے زیادہ آدمی قتل کرڈالے۔ قیروانی علاقے کے بھی بہت سے لوگ کام آئے۔ اور اندلس کے لوگ بھی نہ بچ سکے۔ کیونکہ وہ بھی اس شہر کی حمایت مین لڑرہے تھے۔ جو لوگ محاصرے کے شروع ہی مین نکل کے تلمسان کی طرف بھاگ گئے تھے وہ بڑے خوش قسمت تھے۔

اس طرح یوسف بن تاشفین نے دوسری عظیم الشان فتح حاصل کی اور پوری شان شوکت کے ساتھ ۲ جمادی الثانی ۴۶۲ھ کو جمعرات کے روز شہر فاس مین داخل ہوا۔ جیسے ہی اُس نے شہر پر قبضہ کر لیا حکم دیا کہ یہ مقام محفوظ کر لیا جائے اور وہ دیوار منہدم کرا دی جو اندلسی اور قیروانی محلون کو جدا کرتی تھین جس کا اس سے پہلے ذکر آ چکا ہے۔ اب ان دونون شہرون کو ملا کے ایک بڑا شہر بنا دیا گیا۔ یوسف نے حکم دیا کہ شہر کے ہر حصے مین مسجدین تعمیر کی جائین۔ اگر کسی بڑی سڑک پر یا محلے مین کوئی مسجد نہ تھی تو اُس نے اس محلے کے لوگون کو مجبور کیا کہ اپنے لیے ایک مسجد بنائین۔ یوسف بن تاشفین نے یہان جامع مسجدون کو بھی درست کرایا اور تاجرون کے لیے دوکانین اور بڑی بڑی کاروان سرائین بنوائین۔ اور ان لوگون کے لیے جو فاس مین رہتے تھے بازار بنوا دیے۔ اپنے احکام کی تعمیل ہونے یعنے صفر ۴۶۳ھ تک وہ فاس مین ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد روانہ ہو کے بلاد مولایہ مین آیا جہان سے بڑھ کر اُس نے قلعۂ فلات پر قبضہ کر لیا۔ ۴۶۴ھ مین فاتح بادشاہ اس عظیم الشان کوشش کی تیاریون مین مصروف تھا کہ بقیہ علاقۂ المغرب کو بہ زور اسلحہ فتح کر لے کہ قبائل زناتہ مصامدہ غمارہ اور دیگر علاقہ جات بربر کے شیوخ خود ہی اُس کی خدمت مین آئے اور بغیر کسی جھگڑے کے اُنھون نے یوسف بن تاشفین کو اپنا سردار قبول کر لیا۔

گیارھوان باب

یوسف بن تاشفین نے کسطرح اپنی فتوحات کو جاری رکھا

یون جن قبائل نے اطاعت قبول کر لی فاتح بادشاہ نے ان کے گناہون کو معاف کر دیا اور ان کی زمینین اُنھین کے قبضے مین چھوڑ دین۔ اب اس نے المغرب کے سارے علاقے مین ایک دورہ کیا۔ ایک بہت بڑی فوج اس کے ساتھ تھی۔ اور جس علاقے مین

جاتا وہان کے لوگون کے حالات دریافت کرتا اور ایسی تدابیر اختیار کرتا جو ان کی بہبودی کے لیے ضروری نظر آتین۔ بہبودی رعایا کے ذرایع پیدا کرنے کا یوسف بن تاشفین اپنی ساری جھتون مین خیال رکھتا۔ اور سمجھتا کہ بادشاہ کا یہی سب سے پہلا اور ضروری فرض ہے ۴۶۵ھ مین یوسف نے شہر ادانہ پر قبضہ کر لیا جو طنجہ کے علاقے مین واقع ہے۔ اس شہر کو اس نے بزور اسلحہ فتح کیا اور حملہ کر کے اس مین داخل ہو گیا۔ اسی طرح اسی زمانے مین اس نے جبل العدن پر بھی قبضہ کر لیا ۴۶۶ھ مین بادشاہ نے جبل غیغطہ۔ بنی مقعود اور بنی راحنہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان مقامات مین بہت سے لوگ قتل ہوے۔ اور اسی سال اس کے حکم سے سرزمین المغرب مختلف حصہ جات مین تقسیم کی گئی۔

اسی ۴۶۶ھ کے ماہ ذالحجہ مین ستارہ المقاق بلاد المغرب اور اسپین مین نظر آیا۔

اب یوسف بن تاشفین نے بلاد المغرب کا حاکم یزید بن ابی بکر کو مقرر کیا اور مدائن کناسہ بلاد مکلارا اور فازران کا حاکم عمر بن سلیمان کو مقرر کیا۔ مدینہ فاس اور اس کے نواح کی حکومت داؤد بن عیشہ کو دی۔ سجل ماسہ اور دورعہ پر اپنے بیٹے تمیم کو حاکم مقرر کیا۔ پھر چند روز بعد مدینہ اغمات۔ مراکش۔ بلاد سوس اور بلاد مصامدہ اور بلاد تسامنہ کی حکومت بھی اسی شہزادے کے سپرد کر دی۔

اسی زمانے مین شاہ اشبیلیہ محمد بن عباد المعتمد نے یوسف بن تاشفین کا حال سنا جس نے افریقہ مین بڑی قوت حاصل کر لی تھی اور فتوحات حاصل کرتا چلا جاتا تھا۔ اس لیے شاہ اشبیلیہ نے چاہا کہ اس سے دوستی پیدا کرے۔ اس کا یہ خیال اس وجہ سے زیادہ قوی ہو گیا تھا کہ اگر اس افریقی نے سبطہ کے حاکم محمد سرقاتی اور طنجہ کے حاکمون کو مغلوب کر لیا تو نہایت ہی آسانی کے ساتھ اندلس مین پہونچ جائے گا اس خیال سے شاہ اشبیلیہ نے یوسف بن تاشفین سے مراسلت کی اس سے دوستی کی خواہش کی اور وعدہ کیا کہ مین اسلام کی حفاظت مین اپنی ساری قوت کے ساتھ آپکی مدد کرون گا۔ لیکن شاہ یوسف نے

جواب دیا کہ جب تک مین سبطہ اور طنجہ پر قبضہ نہ کرلون اسپین مین نہین آسکتا" ابن عباد خود ہی چاہتا تھا کہ یوسف بن تاشفین ان شہرون کے حاکمون کے مقابلے مین لڑائی چھیڑ دے لہذا اُس نے دوبارہ خط بھیجا اور اُس مین وعدہ کیا کہ اِس لڑائی مین مین آپ کی مدد کرون گا اور محمد البرقاقی پر ساحل کی جانب سے حملہ کرون گا۔ بشرطیکہ ریگستان کی طرف سے اُس پر آپ حملہ کرین۔ یون دونون فرمان روایان سبطہ و طنجہ دو جانب سے محصور ہو جائین گے۔

اس تجویز پر عمل کیا گیا۔ شاہ اشبیلیہ ابن عباد کے لوگ جہازون پر روانہ ہو گئے اور مدد دینے لگے تاکہ یوسف بن تاشفین بلاد سبطہ و طنجہ پر قبضہ کرے۔ اور آخر ۷۴ھ مین اُس نے ان شہرون پر قبضہ کر لیا۔

اس جنگ کے لیے یوسف بن تاشفین نے اپنی کمک پر صالح بن عمران کی فوجون کو بلایا تھا۔ وہ بارہ ہزار منتخب مرابطی سوارون کے ساتھ آگیا۔ اُس کے ہمراہ بیس ہزار پیدل سپاہی بھی تھے جو قبائل المغرب اور زناتہ سے لیے گئے تھے۔ جب یہ فوجین طنجہ کی سرحد پر پہونچین۔ حاجب سقرہ البرقاقی نے اپنی فوجون کے ساتھ نکل کر مقابلہ کیا۔ یہ سپہ سالار نہایت بوڑھا تھا اور اس کی عمر ایک سو برس سے زیادہ ہو چکی تھی۔ تاہم اس نے جوش و خروش کے ساتھ کہا "خدا کی قسم جب تک میری جان مین جان باقی ہے مرابطین کے فوجی باجے سبطہ کے اندر کبھی نہ سنے جائین گے"۔

دونون فوجین وادی مینا کے کنارے مقابل ہوئین اور ایک نہایت خونریز لڑائی جاری ہو گئی۔ جس مین دونون جانب کے لوگون نے ناقابل بیان بہادری سے کام لیا۔ لیکن انجام یہ ہوا کہ جانباز بوڑھا سپہ سالار سقرہ تلوار ہاتھ مین لیے ہوے لڑتا مارا گیا۔ اُس کی فوجین منتشر ہو کے میدان جنگ سے بھاگین۔ اور مرابطین نے طنجہ کی جانب بڑھ کر اُس شہر پر قبضہ کر لیا۔ لیکن سقرہ کا بیٹا حاجب ضیاء الدولہ یحیٰی سبطہ پر

قابض رہا۔ یہ فتح جو وادی مینا کے کنارے صالح بن عمران کی فوج کو حاصل ہوئی تھی اسکی خبر یوسف بن تاشفین کو پہونچائی گئی جس کو سن کے وہ بہت خوش ہوا۔

۴۷۲ھ میں یوسف نے اپنے سپہ سالار مزدالی کو مدینہ تلمسان کے فتح کرنے کے لیے بھیجا اور وہ مراو دین کی بیس ہزار سپاہ کو لے کے اس جانب روانہ ہوگیا۔ وہاں پہونچتے ہی اس نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ او تلمسان کے امیر یعلی بن یعلی کو شکست دے کے قتل کیا۔ اس کے بعد مزدالی مراکش میں واپس آیا اس لیے کہ شاہ یوسف اس زمانے میں وہین مقیم تھا۔ چنانچہ وہ فتمند سپہ سالار اپنی کامیاب فوج کے ساتھ ۴۷۳ھ میں شہر مراکش مین داخل ہوا۔

اسی سال نیا سکہ جاری کیا گیا اور یوسف بن تاشفین نے اس مین اپنا نام درج کرایا۔ اسی سنہ مین بلاد اجرسف۔ ملیلہ اور ریف پر اس کا قبضہ ہوگیا مدینہ نکور پر بھی قبضہ ہوا۔ اور اس کی دیوارین منہدم کرادی گئین جن کے بعد پھر کبھی وہ نہین بنائی گئین۔

۴۷۴ھ کے آغاز مین شہر وجدہ نے یوسف بن تاشفین کے خلاف بغاوت کی لیکن اس پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا گیا۔ اسی سال بادشاہ نے قبیلۂ بنی برنطین کے علاقے پر قبضہ کیا اور حکم دیا کہ اس مفتوح قبیلے کے شیوخ قتل کر ڈالے جائین۔ اس کے بعد یوسف تلمسان کی جانب روانہ ہوا اور اس پر دوبارہ قبضہ کیا۔ اس فتح کے بعد مدینہ تونس اور مدینہ وہران اور جبال یغسرس اوران کا شرقی علاقہ جزائر تک اس کے قبضے مین آگیا اس کے بعد شاہ یوسف بن تاشفین مراکش مین واپس آیا اور ماہ ربیع الثانی ۴۷۵ھ مین شہر کے اندر داخل ہواؑ۔

ع ۱۰۸۲ء لیکن بعض مورخین لکھتے ہین کہ یہ واقعہ ۱۰۸۱ء کا ہے (کانڈی)

اسی سال یوسف بن تاشفین کو ابن عباد المعتمد شاہ اشبیلیہ کا ایک اور خط ملا جس میں اس بادشاہ نے یوسف سے مدد چاہی اور اس سے دوستی کا خواستگار ہوا اس کے جواب میں یوسف نے وعدہ کیا کہ سبطہ کی لڑائی سے فراغت حاصل کرتے ہی جسقدر جلد ممکن ہوا میں اسپین آجاؤں گا۔

اسی زمانے میں الفانسو بن فردیند نے اندلوسیہ کی جانب کوچ کیا اور اس علاقے میں جنگجو کافروں کی بہت سی فوجیں جمع کر دیں یہ مسیحی فوجیں فرانس کے لوگوں سے مرتب کی گئی تھیں جن میں جلیقیہ اور قسطلہ کے لوگ بھی شامل تھے۔ اس کی فوج میں ایشکنش کے جھنڈے بھی موجود تھے جو ان پہاڑوں کے دامن میں رہتے ہیں جو کہ اسپین اور فرانس کے بیچ میں واقع ہیں۔ ان فوجوں کے ساتھ الفانسو نے سرقسطہ کی جانب کوچ کیا۔ اس نے دیہاتوں میں آگ لگا دی۔ مزروعہ کھیتوں کو کاٹ ڈالا اور باشندوں کو تہ تیغ کیا لوگ اس کی فوجوں کے آگے آگے دہشت زدہ ہو کے بھاگتے جاتے اور ہر جگہ آہ و زاری کی پُرسوز آواز بلند ہوتی۔ کیونکہ الفانسو بن فردیند نے کسی ایسے شخص کو زندہ نہ چھوڑا جو مدافعت کر سکتا۔ بہادر شاہ سرقسطہ اس عظیم الشان تلاطم کو نہ روک سکا اور سارے اسپین میں خونخوار و وحشی کافروں کی جماعتیں پھیل گئیں جن پر ظالم اور بیرحم لوگ افسر تھے۔ جو اس سرزمین کے ہر صوبے میں بدقسمت مسلمانوں کو بہت بری طرح تباہ و برباد کر رہے تھے۔

جب اسپین کے امیروں نے یہ تماشہ دیکھا تو ان کی آنکھیں کھلیں اور اصلی واقعات نظر آنے لگے۔ انھوں نے دیکھا کہ اب الفانسو بن فردیند بہت جلد اپنا مقصد حاصل کرے گا اور اگر کوئی خاص مدافعت نہ کی گئی جو اس وقت تک کے تمام گذشتہ حملوں سے زیادہ قوی ہو تو سارا ملک اس کے قبضے میں ہو جائے گا۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ قرطبہ کے قاضی ابوالولید الباجی نے جو ابن عباد شاہ اشبیلیہ کی جانب سے اس شہر پر حکومت کر رہے تھے تمام امیروں کے پاس کہلا بھیجا کہ سارے

اسپین کی جامعون کے عالمون فقیہون اور قاضیون کو ابن عباد کے دارالسلطنت مین بھیجدین تاکہ باہم مشورہ کیا جاسکے. لہذا یہ سب سفیر قاضی قرطبہ کے بلانے پر شہر اشبیلیہ مین جمع ہوسے یہ دعوت شاہ ابن عباد کی رائے کے مطابق دی گئی تھی۔

ان سنجیدہ اور متین لوگون کی مجلس مین اس عام تباہی کا مسئلہ پیش ہوا۔سب کی یہ رائے ہوئی کہ اسپین کے ہر امیر کے پاس لکھا جائے کہ وہ عیسائیون کے مقابلے مین اپنے ملک کو بچائے اور اپنے شہرون قلعون اور سرحد کے والیون اور قائدون کو اس بارۂ خاص مین ہدایت کردی جائے.سب نے اس کا یہ جواب دیا کہ الفانسو بن فردنند کے مقابلے مین ایک مقدس لڑائی یعنی جہاد کا اعلان کردیا جائے.لیکن اسپین کے امیرون کو اپنی قوت پر بہت کم اطمینان تھا لہذا تجویز قرار پائی کہ مراودی بادشاہ یوسف بن تاشفین کے پاس قاصد بھیجے جائین اور اُس سے درخواست کی جائے کہ اُس جہاد مین شریک ہونے کے لیے جو شروع ہونے والا ہے آپ ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ اسپین مین اُتر آئین۔

ملاغہ کے والی عبداللہ بن یاقوت کے سوا جو شاہ اشبیلیہ کی جانب سے ملاغہ پر حکومت کر رہا تھا سب نے اس رائے سے اتفاق کیا۔لیکن والی مذکور نے بڑے زور وشور سے اس کی مخالفت کی اور کہا مراودین مسلمانون کو اسپین کے اندر بلانا کسی طرح مناسب نہین۔کیونکہ وہ لوگ افریقہ کے ریگزارون اور صحراؤن مین رہنے کے عادی ہین۔اس نے کہا کہ اس سرزمین مین ان کو بلانا ویسا ہی ہے جیسے اپنے ملک مین خونخوار شیرون اور چیتون کو چھوڑ دین۔اس نے کہا ان افریقی مسلمانون پر مجھے بالکل بھروسہ نہین ہے۔اور اُن کا بادشاہ یوسف بن تاشفین اگر اس مین کامیاب ہوگیا کہ اُن بیڑیون کو جو الفانسو بن فردنند نے ہمارے پاؤن مین ڈال دی ہین کاٹ ڈالے تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ ہمارے پیرون مین دوسری بیڑیان ڈال دے گا جو ان سے بھی زیادہ سخت اور بھاری ہون گی۔اور اُن سے ہم کسی طرح اپنے پاؤن نہ چھڑا سکین گے پھر عبداللہ بن یاقوت نے کہا کہ دیکھیے یوسف بن تاشفین نے کیسے

تھوڑے زمانے میں سارے ملک المغرب کو فتح کر لیا ہے اور اس سرزمین اور القبلہ[ع] اور سوس الاقصیٰ کے بے شمار طاقتور قبائل کو ان کی آزادی سے محروم کر دیا ہے۔

پھر اُس نے بتایا کہ بہترین تدابیر یہ ہے کہ اسپین ہی کے تمام بادشاہ سچائی اور ایمانداری کے ساتھ متحد ہو جائیں اور اپنی باہمی نااتفاقیون کو بھلا دین جو اُن کی پامالی و تباہی کا سب سے بڑا اور حقیقی باعث ہیں سب کے سب اپنی فوجون کو جمع کر کے الفانسو بن فردنند کا مقابلہ کرین اور اگر انھون نے اپنے باہمی جھگڑون اور ذاتی فائدون کو چھوڑ کے مسلمانون کی عام بہبودی کا خیال رکھا تو یہ بات یقینی ہو کہ وہ مسیحیون پر فتح پائین گے جو آجکل ان پر غالب ہین۔ اسی قدر نہین بلکہ وہ کبھی مغلوب نہ ہو سکین گے۔ بشرطیکہ ہر امیر سچائی کے ساتھ دوسرون کی مدد کرتا رہے۔ آخر مین عقلمند اور راست باز عبداللہ نے سبھون کو سمجھایا کہ ہماری خانہ جنگیون نے ہی ہمین اس تباہی کے درجے کو پہونچا دیا ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ان باہمی لڑائیون کی وجہ سے اسلامی طاقت مین کیسی کمزوری آگئی ہے۔ خدا کرے یہ بات آپ کے دلون پر اثر کرے اور آپ متحد ہو جائین۔

لیکن اس عاقلانہ مشورے کو لوگون نے خوشی کے ساتھ سنا اور کسی نے اس کی تائید نہ کی۔ عبداللہ بن یاقوت پر یہ الزام لگایا گیا کہ اُس نے الفانسو بن فردنند کے ساتھ سازش کی ہے۔ عالمون اور فقیہون نے فتویٰ دیا کہ یہ بہت بُرا مسلمان اور دین کا دشمن ہے۔ لہذا سب نے اس راست باز شخص کو دین سے خارج کر کے مستوجب قتل قرار دیا۔

الغرض اسپین کے امیرون کا خط بغیر کسی مزید مخالفت کے یوسف بن تاشفین کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابن عباد نے اس پر اپنی مہر اشبیلیہ کی جانب سے کی۔ بادلس جوس ابن بلکین نے غرناطہ کی جانب سے عمر بن الافطس نے باد جوس کی جانب سے یحییٰ المامون بن اسمٰعیل بن ذوالنون

ع القبلہ یعنی جنوب (کانڈی)

نے بلنسیہ کی جانب سے معز الدولہ نے المیریہ کی جانب سے ابن زیدون والی تدمیر نے اپنے شہر کی جانب سے اور ابن طاہر اور دیگر والیون نے باقی صوبہ جات کی جانب سے اپنی اپنی مہرین ثبت کین مختصر یہ کہ اس خط پر تیرہ امیرون کے دستخط تھے اور ان سبھون نے نہایت عاجزی کے ساتھ یوسف بن تاشفین سے درخواست کی تھی کہ آپ براہ کرم اسپین مین اُترائین اور اپنی قوت کے زور سے ہمین اس مغرور دشمن سے نجات دلائین جو ہمین تباہ کیے ڈالتا ہے اس خط مین ملک کی حالت بھی بتائی گئی تھی کہ شہر جلا دیے گئے ہین۔ کھیت کاٹ ڈالے گئے ہین۔ اور قلعون پر مسیحی دشمن کا قبضہ ہے۔ لکھا گیا کہ یہ عیسائی دشمن ہمارے نوجوان بچون کو ہماری آنکھون کے سامنے پکڑے جاتے ہین اور یہ مدد کی درخواست اُن لوگون کی جانب سے ہے جو قرآن کے ماننے والے ہین۔ آخر مین یوسف بن تاشفین سے نہایت عاجزانہ الفاظ مین التجا کی گئی کہ ہم بدقسمت لوگون کے حال پر ترس کھائیے اور اپنی فتحمند فوجون کے ساتھ آکے جن پر خدا مہربان ہے ہماری جانین بچائیے۔ کیونکہ اب ہمین آپکے سوا کسی کے دامن مین پناہ نہین مل سکتی۔

جب یہ خط یوسف بن تاشفین کے پاس پہونچا تو وہ مدینۂ فاس مین تھا اُسی وقت اسے اپنے بیٹے سلطان کے پاس سے یہ خبر بھی ملی تھی کہ چند روز قبل اُس نے مدینۂ سبطہ پر قبضہ کر لیا ہے اور ماہ ربیع الاول ۴۷۷ھ مین حملہ کر کے اس مین داخل ہو گیا۔

ان خبرون سے شاہ یوسف کو بڑی خوشی ہوئی۔ لہذا اس نے ہسپانی امیرون کی درخواستونکو بڑی مسرت کے ساتھ قبول کیا۔ اور اول مین ارادہ کر لیا کہ اس نئے مفتوحہ شہر سبطہ مین سے ہو کر اسپین مین اتر جاؤن گا۔ فی الحال اس کے سارے علاقے مین امن وامان تھا لہذا اس نے چاہا کہ چند روز مین اپنی فوجون کو از سر نو مرتب کر لون۔ اپنے محل کا اندرونی انتظام کر دون اور دربار کے لیے اعلیٰ عہدہ دار مقرر کر دون۔

ان وجوہ سے یوسف بن تاشفین نے اسپین کے امیرون کو فوراً کوئی جواب نہین دیا اگرچہ

دل میں مستقل ارادہ کر لیا تھا کہ اس جہاد یعنی مقدس لڑائی میں ضرور شریک ہونگا۔ لیکن وہ موقع کا منتظر تھا۔

سب سے پہلے اس نے یہ کارروائی کی کہ ریگستان کے مختلف قبیلوں یعنی لمتونہ مصطفیٰ جدالہ وغیرہ کے پاس خط لکھے اور اپنے سفیر بھیجے جن کے ذریعے سے اُن کے پاس کہلا بھیجا کہ خدا نے المغرب میں مجھے کیسی عظیم الشان سلطنت عطا کی ہے اور اس علاقے کے لوگ کس خوبی سے میری اطاعت و فرمان برداری کر رہے ہیں پھر اس نے ان افریقی قبائل کو بتایا کہ یہ ملک کیسا زرخیز اور آباد ہے۔ اور ان سے خواہش کی کہ میرے شہر اور محل میں چلے آؤ کیونکہ میں تمھیں اپنا دوست سمجھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم میں سے جو لوگ سردار ہوں ان کو عزت دوں جسطرح اپنے عزیزوں اور خاندان والوں کے ساتھ کرتا رہا ہوں تاکہ ان کی طرح تم بھی طاقت ور اور مالدار ہو جاؤ۔ اسی خیال سے میں نے اپنے دربار کی نہایت معزز جگہیں تمھارے لیے خالی کر رکھی ہیں اور چاہتا ہوں کہ اب اپنی سلطنت کے صوبہ جات کے مختلف شہروں میں اور فوج کے عہدوں پر تم کو مقرر کروں تاکہ تم جو کہ میرے خاص لوگ ہو اُس سلطنت کی حکومت میں میرے مددومعاون رہو جو خدا نے میرے سپرد کی ہے۔

اس دعوت کی بنا پر بہت سے لوگ اس کے پاس آ گئے کیونکہ انھیں بیشمار فائدوں کی اُمید دلائی گئی تھی۔ زیادہ زمانہ نہیں گذرنے پایا کہ صحرا کے ہر قبیلے کی پوری پوری فوجیں یوسف بن تاشفین کے دربار میں آ کے جمع ہو گئیں جنھیں بادشاہ نے نہایت اخلاق اور مہربانی کے ساتھ ٹھہرایا۔ اُن کے معزز اور شریف لوگوں کو اعلیٰ عہدے دیے۔ اور سب کو مطمئن کر دیا۔ کیونکہ یوسف بن تاشفین ہر شخص کو اُس کے رتبے، علم، قابلیت اور شرافت نسل کے لحاظ سے مقرر کرتا۔ بادشاہ نے ان نئے آنے والوں کو مختلف صوبہ جات کے شہروں میں مقرر کیا جیسا کہ اُس نے پہلے ہی وعدہ کیا تھا۔ المغرب کا یہ علاقہ لڑائیوں کی وجہ سے اُجڑ گیا تھا نصف سے زیادہ لوگ قتل ہو گئے تھے یا بھاگ گئے تھے۔ ان کی جگہہ ان لوگوں نے پوری کر دی جو بدوی

قبائل لمتونہ وغیرہ میں سے آ گئے تھے۔

مرادوین کا یہ نہایت شاندار اور انتہائی عروج کا زمانہ تھا۔ شاہ یوسف بن تاشفین کی فوجین تعداد مین اب بہت زیادہ ہو گئی تھین اس کا اقتدار دور و دراز ملکون تک پھیل گیا تھا۔ اُسکی شہرت خود افریقہ ہی مین نہ تھی بلکہ اسپین مین اور اُس کے آگے تک پہونچ چکی تھی۔ اب یہ واقعہ پیش آیا کہ فاس تلمسان مکناسہ اور دیگر سلطنتون کے فتح کر لینے کے بعد جو اس سے پہلے زناتی امیرون کے قبضے مین تھین۔ یوسف بن تاشفین کے شیوخ۔ والی صوبہ جات کے حاکم اور اُس کے دربار کے امرا سب ایک ساتھ اُسکے پاس جمع ہوے اور سب نے یک زبان ہو کے کہا "اگرچہ آپ کی اعتدال پسندی نے اس وقت تک امیر کے سوا اور کوئی لقب اپنے لیے نہین پسند کیا ہے لیکن اب ہم آپ سے درخواست کرتے ہین کہ اپنے اس لقب کو بدل کے اپنے لیے اس سے زیادہ مناسب لقب "خلیفہ ارض الغرب" کا اور اس کے ساتھ دیگر معزز خطابون کو جو آپ کے اعلی قوت واقتدار کے لیے مناسب ہون قبول کرین۔ امیر کا لقب جو پہلے فقط خلفاء کے لیے استعمال کیا جاتا تھا اب اس قدر عام ہو گیا ہے کہ افریقہ اور اسپین کے چھوٹے چھوٹے سردار بھی اپنے نامون کے ساتھ استعمال کرنے لگے ہین لہذا ہم نہایت عاجزی کے ساتھ درخواست کرتے ہین کہ آپ ہمین اجازت دین کہ آیندہ ہم آپ کو "امیر المومنین" یعنی دینداروں کے اعلی حاکم اور بادشاہ کے لقب سے یاد کیا کرین۔

یوسف بن تاشفین نے جواب دیا کہ "تمھارے اس مجوزہ خطاب کو مین نہین قبول کر سکتا۔ کیونکہ ایسا کرنا خدا کی مرضی کے مطابق نہ ہو گا۔ یہ لقب جو تم تجویز کرتے ہو خلفائے مشرق کے لیے مخصوص ہے۔ کیونکہ وہی رسول کریم (صلعم) کے حقیقی وارث اور حرمین شریفین کے محافظ ہین مین اس سے زیادہ وقعت نہین رکھتا کہ اُنھین خلفاے مشرق کا ایک ادنی خادم تصور کیا جاؤن"

یہ سن کے شیوخ نے پھر کہا کہ "اچھا تو کم سے کم ہمین ضرور اجازت دیجیے کہ ہم آپ کے

کوئی ایسا خطاب تجویز کریں جو دوسرے امیرون سے آپ کو مستثنیٰ اور ممتاز ثابت کرے اور یہ امر نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے شاندار کارنامون کی وجہ سے جو رتبہ حاصل کر لیا ہے وہ سب سے اعلیٰ ہے"۔ اس کے بعد ان لوگون نے جو وہان موجود تھے تجویز کیا کہ اُس کا لقب "امیر المسلمین" یعنی مسلمانون کا سردار رکھا جائے۔ پھر اس کے بعد ناصر الدین کا خطاب بھی اضافہ کیا گیا۔ اور اس غرض کے لیے تاکہ یہ دونون خطاب سب لوگون کو معلوم ہو جائیں ہر جمعے کی نماز مین ممبرون پر یہ خطاب زبان پر لائے جانے لگے۔

اب شیوخ اور دربار کے امرا نے جو جمع ہوے تھے یہ فیصلہ کیا کہ سب فرمانون۔ عرضیون اور دیگر کاغذات مین جو بادشاہ کے ملاحظے مین پیش ہوا کرین یہ خطاب ضرور استعمال کیے جایا کرین۔ چنانچہ یہ حکم مندرجہ ذیل طریقے پر جاری کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منجانب امیر المسلمین ناصر الدین یوسف بن تاشفین بنام ان معززین اور امرا کے جو ہمارے علاقے اور سلطنت کے اندر رہتے ہین اور ان کل قبائل کے نام جن پر خدا مہربان ہے اور اس کی نظر عنایت ہے تم پر سلام ہو اور تم خوش حال رہو۔

خدا کی حمد و ثنا کے بعد جو ہمین فتح عنایت کرتا ہے اور سب تعریفین اُسی کے لیے ہین ہم تمھارے پاس یہ خط بھیجتے ہین جو ہمارے دربار مدینۂ مراکش مین ماہ محرم ۴۶۶ھ کے وسط مین لکھا گیا۔ خدا اس شہر کی حفاظت کرے اس خط کے ذریعے سے یہ لکھا جاتا ہے۔

چونکہ خدا نے اپنی مہربانی سے ہمین عظیم الشان فتحین عنایت کی ہین جو نہایت شاندار اور مشہور و معروف ہین اور وہ ہم پر مہربان ہے اور اس نے ہمین وہ دین عطا فرمایا ہے جو کہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ ہم اس بات کی اجازت دیتے ہین کہ آیندہ تم لوگ جب کبھی ہمین مخاطب کرو یا لکھو تو اپنی عرضیون مین اس خطاب سے

ہم کو یاد کیا کرو جو کہ اوپر لکھدیا گیا ہے یعنی امیر المسلمین ناصر الدین تاکہ دیگر حاکمون اور بادشاہون سے جو کہ قبائل افریقہ اور دیگر علاقہ جات پر حکومت کر رہے ہین امتیاز ہو سکے۔

ہم اس بات کی بھی اجازت دیتے ہین کہ جو کوئی ہم سے باتین کرے یا لکھکر کسی بات کی درخواست کرے تو وہ ہمین اسی خطاب سے جو کہ اوپر بتادیا گیا ہے یاد کرے۔ بشرطیکہ خدا اس بات کو پسند کرے کیونکہ حقیقت مین وہی ہمارا اصلی مالک اور بادشاہ ہے۔ والسلام۔

بارہوان باب

مسیحی بادشاہ الفانسو بن فردنند کے خلاف سلطانان اسپین اور امیر المسلمین یوسف بن تاشفین مین معاہدہ۔ الفانسو کے فتوحات۔ اور طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اُس کا ابن عباد شاہ اشبیلیہ کے پاس خط لکھنا

یوسف بن تاشفین نے ہسپانی سفیرون کو نہایت مطمئن کر کے رخصت کیا اور وعدہ کیا کہ مین تمھاری مدد کرون گا تاکہ تم کو ان پریشانیون سے جن مین تم مبتلا ہو نجات ملے اور وہ خطرے جن کی تم شکایت کرتے ہو رفع ہو جائین۔ حقیقت یہ ہے کہ اسپین والون کی مصیبتین روز بروز بڑہتی جاتی تھین۔ کیونکہ الفانسو بن فردنند نے ملک مین ایک طوفان برپا کر رکھا تھا۔ وہان تمام چیزون پر جن کا مسلمانون سے کچھ بھی تعلق ہوتا تباہی و بربادی کی بجلیان گر رہی تھین معلوم ہوتا تھا اب اُسے اس کے سوا اور کسی بات کا خیال نہین ہے کہ اسپین کے ہر ایک امیر کو اس کے علاقے سے محروم کر دے اور اس ملک کے ہر حاکم کو اپنا ماتحت خراج گذار بنالے۔ جو لوگ اس سے گفتگو کرتے وہ اُن سے نہایت غرور اور متکبرانہ لہجے مین باتین کرتا۔ یہ بات اس خط سے ظاہر ہو گئی جو شاہ الفرب محمد بن الافطس نے اس کے پاس بھیجا تھا۔

یہ امیر اس سے بہت قریب واقع ہوا تھا کیونکہ اُس کا علاقہ طلیطلہ کی سرحد سے ملا ہوا تھا۔ لہذا دشمن خدا الفانسو بن فردنند کے غصے کا اثر دیگر مسلمان والیون کے مقابلے مین اس پر

سب سے زیادہ پڑتا تھا۔ اس خط میں اس نے شکایت کی کہ الفانسو اپنے غرور اور قوت کی وجہ سے ان سب والیون کو جو اس کے قریب واقع ہین اپنا ماتحت اور اطاعت گذار بنانا چاہتا ہے۔ الفانسو یہ سمجھ رہا تھا کہ ایک ضلع کو جو میری سلطنت کی سرحد سے اس قدر قریب واقع ہے فتح کر لینا کوئی مشکل امر نہین ہے۔ اسی اثنا مین عمر بن الافطس نے الفانسو بن فردنند کی بعض ناجائز خواہشون اور مطالبات کے جواب مین لکھا۔

"منجانب عمر بن الافطس المظفر شاہ الغرب بنام الفانسو شاہ جلیقیہ۔

طاقت ور مسیحی بادشاہ کے پاس سے ہمارے پاس ایک خط آیا جس مین دلیری کے ساتھ اور اُس عروج پر جو خدا نے اُسے عنایت کیا ہے اطمینان کر کے وہ ہم پر قہر کی بجلیان گرا رہا ہے۔ اور بغیر کسی واقعی سبب کے اپنی ساری فوجون۔ قوت اور فتحمند اسلحہ سے ہمین ڈرا رہا ہے۔

لیکن معلوم ہوتا ہے الفانسو بن فردنند اس بات کو نہین جانتا اور نہین سمجھتا کہ خدا کے پاس اب بھی فوجین ہین جن کو وہ اُن لوگون کی مدد پر بھیجتا ہے جنھین اپنے حقیقی دین کی اپنے رسول محمد صلعم کے ذریعے سے تعلیم دی ہے۔ اور ان دیندار مسلمانون کی وہ مدد کرتا ہے جو مسیحیون کے مقابلے مین لڑتے ہین یا بغیر کسی خوف کے اُس کے راستے پر چلتے ہین۔ اور خدا کو جانتے ہین۔ اُس سے ڈرتے ہین اور اس کے آگے اپنے گناہون سے توبہ کرتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے شاہ الفانسو کو ان باتون کی خبر نہین ہے اور ان کو نہین سمجھتا۔ ورنہ ایسا خط جو اس نے لکھا ہے ہر گز نہ لکھتا۔ کیونکہ اگر آجکل عیسائیون کا چہرہ چمک رہا ہے تو یہ خدا کی مرضی سے ہے اور اس غرض کے لیے تاکہ دینداروں کو اپنی گمراہی کی خبر ہو جائے۔ اور وہ اپنی آنکھین کھول کر دیکھین۔ اور بھلائی اور بُرائی مین تمیز کر سکین۔ اسی ذریعے سے خدا نے اس بات کی بھی اجازت دے دی ہے کہ کافر اس سے سبق حاصل کرین اور آگاہ ہو جائین۔

اُس طعن و تشنیع کے جواب میں جو مسیحی بادشاہ نے مسلمانون پر کی ہے کہ انھین شکست ہو گئی اور تباہ و برباد ہین اُسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ مسلمان سمجھتے ہین کہ یہ باتین ہمارے اعمال اور آپس کے جھگڑون کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہین۔ کیونکہ وہ اتفاق جو ہماری قوم مین ہونا چاہیے تھا باقی نہین رہا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اب بھی اگر ہم متفق ہو جائین اور اپنی فوجون کو ایک جگہ جمع کر لین تو اے شاہ الفانسو ہم تمھین اور تمھارے مسیحیون کو پھر وہی سبق دے دین جو ہمارے ابا و اجداد نے کسی زمانے مین تمھارے باپ دادا کو دیا تھا۔ لہذا سمجھ لو کہ ہم خدا سے نا اُمید نہین ہین اور اسی کی مدد سے یہ اُمید بھی ہمارے دل سے کبھی نہ زائل ہو گی کہ الفانسو تیرے لیے بہت سخت جام تلخ تیار ہے۔ جو ایسا سخت ہو گا کہ نہ تو نے دیکھا ہو اور نہ سُنا ہو۔ لیکن وہ جام ہم تجھکو زبردستی پلائین گے بلکہ تلچھٹ تک تیرے حلق مین انڈیل دین گے۔

ہم اُسی وقت کا انتظار کر رہے ہین۔ لیکن تمھین محمد المنصور کا زمانہ یاد ہے؟ اور وہ سنا ہدے بھی یاد ہین جن مین تمھارے ابا و اجداد نے اطاعت قبول کی تھی؟ بلکہ اپنی بیٹیان بھی نذرانے کے طور پر ہماری سرزمین مین بھیجدی تھین۔ ہماری تعداد اگرچہ آجکل کم ہو گئی ہے اور کوئی ہماری مدد کرنے والا نہین ہے لیکن تمھارے اور ہمارے درمیان مین کوئی سمندر نہین حائل ہے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جو ہمین تم سے جُدا کرتی ہو۔ بلکہ تم دیکھو گے کہ بہت سے میدان جنگ برپا ہون گے جن مین ہماری تلوار دن کے جوہر دن مین تمھارے سینون کا خون ایسی تیزی کے ساتھ چمک رہا ہو گا جس سے تمھاری آنکھین خیرہ ہو جائین گی اور تمھین ہمارے خونخوار اسلحہ کے سوا اور کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔

مجھے خدا پر بھروسہ ہے اور اس کے فرشتون کے ذریعے سے جو انسانی شکل مین آکے مدد دیا کرتے ہین مجھے اُمید ہے کہ تیرے ظلم سے نجات ملے گی۔ مجھے فقط خدا پر بھروسہ ہے اور خدا کے سوا کسی سے پناہ نہین مل سکتی۔ مختصر یہ کہ ہم ان دو باتون مین سے ایک بات چاہتے ہین۔ یا تو تیرے مقابلے مین ہمین شاندار فتح حاصل ہو یا اس سے زیادہ آرام

دہ مسرت یعنی موت نصیب ہو جس کا خدا کی راہ مین حاصل ہونا مسلمان کے لیے بہترین نعمت
ہے۔ آہ اس شہادت کے خیال سے کون شخص ہے جو خوش نہ ہوتا ہو۔ اسکے معاوضے مین
خدا ہمین وہ جنت عطا کرے گا جہان ہمین تیری دہکیون اور طعن وتشنیع سے ہمیشہ کے لیے
نجات حاصل ہو جاے گی۔ لیکن ایسا نہین ہو گا اور اس وقت سے پہلے ہی خدا ہمین
ایک ایسی فتح تجھپر عطا کرے گا کہ ہم اپنی گذشتہ مصیبتون اور تکلیفون کو بھول جائین گے
اور شاہ الفانسو خدا تعالے تجھے ویسی ہی تباہی اور بربادی نصیب کرے جیسی تو ہمارے
سرون پر لانا چاہتا ہے "

باوجود اس اطمینان کے شاہ عمر بن الافطس کو جو ایک شریف اور بہادر سپہ سالار
تھا اس کا یقین ہو گیا کہ میری فوجین شاہ الفانسو کی قوت کو کیطرح نہین روک سکتی ہین
اور چونکہ اُس مسیحی بادشاہ کا ملک اس کی سرحد سے ملا ہوا تھا لہذا اُسے ہر وقت موقع
حاصل تھا کہ جب جی چاہے اس کے علاقے مین داخل ہو جاے۔ جیسا کہ اس نے طلیطلہ
کے علاقے مین کیا تھا۔ ان باتون پر خیال کر کے شاہ عمر نے یوسف بن تاشفین کو ایک
خط لکھا جس مین اُس بادشاہ سے نہایت عاجزی کے ساتھ درخواست کی کہ جس قدر
جلد ممکن ہو اسپین مین آجاے۔ کیونکہ اس زمانے مین مسیحیون کی پیش قدمی کو روکنے کے
لیے اُس کی مدد کی سخت ضرورت تھی۔ یہ خط عمر بن الافطس نے شاہ یوسف کے نام خود
اپنے قلم سے لکھا اس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

منجانب ابن الافطس جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے بخدمت امیر المسلمین یوسف بن تاشفین
جس طرح ایک روشن اور چمکتا تارہ نظر آتا ہے اسی طرح اے امیر المسلمین تو ہے۔ خدا تجھے
بچاے اور شان وشوکت نصیب کرے۔ کیونکہ وہی خدا تیرے قدمون کو حرکت دیتا اور
ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جاتا ہے۔ تو نے اپنے لیے عقلمندی کا راستہ
اختیار کیا۔ ہمیشہ اس بات کی فکر مین لگا رہتا ہے کہ دوسرون کی بہبودی چاہے اور

اس بات کا آرزومند ہو کہ کافرون کے مقابلے مین جہاد کرے۔

ہمین تیرے ان سب کارنامون کی خبر ملتی رہی لہذا ہم جانتے ہین کہ تو نے دین کی حمایت اور اس کو ترقی دینے کی کوشش کی ہے۔ لہذا ہم تجھسے مدد چاہتے ہین کیونکہ تو سب سے بڑا فاتح ہے جس نے کافرون کو مغلوب کیا۔ تو مشہور سپہ سالار اور ہمارے دین کا سب سے بڑا شہنشاہ ہے۔ اس وجہ سے ہم تجھسے اور تیری فوجون سے مدد چاہتے ہین تاکہ تو ہمین اور ہمارے دین کو بچائے۔

ہمارے مصائب کی اب کوئی حد نہین رہی۔ اسپین کے ہر حصے مین ہم پر ظلم ہوا رہے ہین اور نظر آتا ہے کہ اس سے بھی زیادہ سخت مصیبتون کا سامنا ہوگا جن کے خیال سے ہمارا دل کانپ رہا ہے ملعون کافرون نے ہمین ہر طرف سے گھیر لیا ہے اور یہ اس زمانے سے ہو رہا ہے جب سے کہ ہم لوگون مین اتفاق نہین رہا۔ اور وہ یک جہتی جو کہ ہم مین ہونی چاہیے تھی زائل ہو گئی۔ ہمارے دشمن ہمارے مقابلے مین قوی ہو گئے ہین۔ انھون نے پاؤن پھیلائے ہین اور چونکہ وہ ہمیشہ ہم کو نفرت کی نظر سے دیکھتے رہے لہذا اب غلبہ حاصل کرتے ہی اُن کتون نے ہم پر ظلم شروع کر دیا ہے اس وقتی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کے اُنھون نے ہمین اس قدر خوف زدہ کر دیا ہے کہ ہم مڑ مڑ کے دیکھتے ہین کہ کہان پناہ ملے گی۔ ہم مین اتنی طاقت نہین رہی کہ اپنی مدد کر سکین۔ کیونکہ ہم لوگون نے بعض شرمناک معاہدے کر لیے جن سے کسی طرح نجات نہین مل سکتی اور ہماری اطاعت قبول کر لی جس کی وجہ سے ہمارے دل بےچین ہین اور ہمیشہ اس بات کا خوف اور خطرہ لگا رہتا ہے کہ دیکھیے آیندہ کیا ہوتا ہے۔

یہ خوف ہمارے دل سے کسی طرح نہین نکلتا کیونکہ ہمین روزانہ ان کافرون کے پاس قیمتی تحائف بھیجنا پڑتے ہین جس کی وجہ سے ہمارا ملک تباہ و برباد ہوا جاتا ہے۔ لیکن ان باتون سے بھی ہمارے خطرے کم نہین ہوتے۔ کاش یہ مصائب جنھین

ہم برداشت کر رہے ہین اسی حد تک رہتے۔ اور اس صورت مین ہم اُنھین خوشی کے ساتھ برداشت کرتے اور اپنی مصیبت زدہ حالت پر قناعت کر لیتے لیکن وہ روز بروز بڑھتے جاتے ہین۔ کیونکہ ہمارے دشمنون کی ہوس کسی طرح کم نہین ہوتی۔ اور وہ ہر روز ہم سے کچھ نہ کچھ چھین لیا کرتے ہین اور ہم خاموشی کے ساتھ ان باتون کو دیکھتے رہتے ہین اسی قدر نہین بلکہ ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہین جب کہ وہ ہمارا مال واسباب چھین لینے کے سوا اور کوئی نقصان نہین پہونچاتے۔ اور ہر وقت ہمارے دل مین اس کی فکر رہتی ہے کہ آیندہ جب وہ آئین گے تو ہم کون سی چیز نذر کر کے اُنھین خوش کرین گے۔

لیکن میرے آقا وہ لوگ تو یہ چاہتے ہین کہ ہماری آنکھین تک نکال لین۔ اُنھون نے ہمین ایسے نقصانات پہونچا دیے ہین کہ اب ان کا کوئی علاج نہین ہو سکتا ہمارے دشمنون کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ اب ہمارے پاس دینے کے لیے کوئی چیز نہین باقی رہی لیکن اُن کی حرص کی کوئی انتہا نہین چنانچہ وہ اس بات پر تیار ہو گئے ہین کہ ہمارے شہر اور قلعے ہم سے چھین کے لوٹ لین مختصر یہ کہ مسیحیون نے سارے اسپین مین آگ اور تلوار کا ایک طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اُن کے نیزے اور تلوارین مسلمانون کے خون کی ندیان بہا چکی ہین اور بہا رہی ہین اور وہ لوگ جو ان خونریز معرکون مین قتل ہونے سے بچ رہے وہ اب اُن ظالم اور بیرحم دشمنون کی سخت ترین غلامی کر رہے ہین۔ کیونکہ ان کافرون کا اس کے سوا اور کوئی مقصد نہین ہے کہ ہمین تباہ و برباد کر کے اپنا غلام بنا لین۔

فی الحال معلوم ہوتا ہے کہ وہ پھر ہم پر ایک آخری حملہ کرنے والے ہین اور اُنھین یقین ہے کہ یقینی فتح حاصل ہو گی جس کی وجہ سے ہم بالکل تباہ و برباد ہو جائین گے لیکن اسلام کا کیا حال ہو گا؟ کیا مسلمانون نے اپنی اُس ہمت اور بہادری کو خیرباد کہہ دی جس کی بدولت وہ اب تک اپنے دین کی حفاظت کرتے رہے تھے۔ کیا وہ دن آ گیا

جب کفر کو چیچے دین پر فتح حاصل ہو گی؟ اور تثلیث کی پرستش کرنے والے اُن لوگون پر
فتح پا جائین گے جو خدا کی وحدانیت کے قائل ہین۔ وکیا کوئی شخص نہ پیدا ہو گا جو ان
ناالمون سے نجات دلائے۔ اور کیا کوئی ایسا مصلح نہ پیدا ہو گا جو ہمارے دین کو پھر رونق
پہونچا دے جو پامال ہوا جاتا ہے۔ ہمین سوا خدا کے نہ کسی سے مدد مل سکتی ہے اور نہ
کسی کے پاس پناہ۔ وہ ہماری مصیبتون کو دیکھتا ہے اور ہماری آہین اُس تک پہونچتی
ہین۔ اور اس نے ہر ذلیل اور بدکار شخص کو بھی پناہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ دنیا مین اب
ہمین کسی قسم کی تسلی نہین مل سکتی کیونکہ ہماری مصیبتون کی کوئی انتہا نہین رہی ہے۔
اے امیر المسلمین مین اس سے پہلے آپ کو نہ لکھ سکا کیونکہ ملک کو دشمنون کے ہاتھ سے
بچانے کی کوشش مین مصروف تھا۔ کافرون نے مدینۂ قوریہ کا محاصرہ کر لیا تھا خدا
اس شہر کو پھر ہمین واپس دلائے۔ اس محاصرے کی وجہ سے اس علاقے کے مسلمان
بالکل تباہ و برباد ہو گئے کیونکہ وہ دشمن کی سرحد پر واقع ہے۔ مجھے اس بات کا بہت
اندیشہ تھا کہ کہین یہ شہر ہمیشہ کے لیے ہمارے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ اور یہی ہوا۔ دشمن
کی فوجین روز بروز بڑھتی گئین۔ آخر کار اس شہر پر اُن کا قبضہ ہو گیا۔ اور اس کی وجہ سے
ہم لوگ تازہ مصیبتون مین مبتلا ہو گئے ہین۔ مدینۂ قوریہ کے بیچ مین ایک قصر ہے جو ایسی
مضبوطی کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہے کہ اس کی قوت کا مقابلہ نہین کیا جا سکتا۔ یہ شہر کے بیچون
بیچ مین واقع ہے جس کی وجہ سے سارے شہر پر اس کا اثر پڑتا ہے اور اس سارے
علاقے مین جو اس کے چارون طرف واقع ہے دشمن نہین آ سکتا۔ کیونکہ جو کوئی اس
قصر پر قابض ہو گرد و جوار کی سب چیزون کو خواہ دور ہون یا نزدیک بخوبی دیکھ سکتا
ہے۔ لیکن دشمنون نے ایسی تیزی اور سُرعت کے ساتھ اس کا محاصرہ کر لیا کہ اس کے
اندر کی فوج قلعہ بند ہو کے لڑنے لگی۔ آخر کار ایک ذلیل دغابازی سے دشمن نے اس
پر قبضہ کر لیا اور اب اس سے برج مغرور کافر کے ہاتھ مین ہین۔ لہذا اے بادشاہ اگر آپ

اپنی پیدل اور سوار فوجوں کے ساتھ ان مظلوم مسلمانوں کی مدد کو نہ آئے تو یہ سارا علاقہ بہت ہی جلد تباہ اور برباد ہو جائے گا۔ اے امیر المسلمین میں آپ کو قرآن کے الفاظ یا رسول مقبول کے قول نہیں یاد دلاتا کیونکہ آپ کی سرزمین میں بھی عقلمند عالم موجود ہیں جنھیں اپنے والوں سے زیادہ علم کا شوق ہے۔

اپنے اس خط کو میں اپنے شریف شیخ اور کاتب کے ذریعے سے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں تاکہ اگر آپ کے دل میں اس کے کسی مضمون کے متعلق شبہ پیدا ہو تو وہ اُسے وضاحت کے ساتھ بتا دیں۔ اور یہ خدمت اس نے خاص طور پر قبول کی ہے۔ کیونکہ یہ بڑا اہم کام تھا اور اُمید ہے کہ آپ سے یہ مدد جس کی ہمیں ضرورت ہے مل جائے گی۔ میں نے اپنے سب ارادے اس پر ظاہر کر دیے ہیں کیونکہ مجھے اس کی ایمانداری پر کامل اطمینان ہے اور اس کی بھی اُمید ہے کہ وہ ان سب باتوں کو صفائی کے ساتھ آپ کے سامنے بیان کر دے گا اور اب میں آپ سے رخصت ہوں والسلام''

طلیطلہ کو فتح کر کے شاہ الفانسو بہت خوش ہوا۔ کیونکہ وہ اسپین کا ایک عظیم الشان شہر تھا اور شاہان قدیم کا دارالسلطنت رہ چکا تھا۔ لیکن اب اس کے دل میں تازہ فتوحات کی ہوس پیدا ہوئی اور اُن معاہدوں کو جو ابن عباد شاہ اشبیلیہ اور اس کے درمیان میں ہو چکے تھے اس نے پس پشت ڈال دیا۔ اور اب اس کی اس کے سوا اور کوئی خواہش نہ تھی کہ اسے بھی اپنا خراج گذار بنائے جیسا کہ اس نے یحییٰ القادر بن المامون شاہ بلنسیہ کے ساتھ کیا تھا۔ یہ خیال قائم کرتے ہی مسیحی بادشاہ نے اس صلح کو جو اس میں اور شاہ اشبیلیہ میں چلی آتی تھی توڑ دیا۔ کیونکہ بغیر اس کے وہ علاقہ اندلوسیہ پر حملہ نہیں کر سکتا تھا۔ اب اس نے ابن عباد کو لکھا اور اس سے خواہش کی کہ چند قلعے جن کے نام اس نے اپنے خط میں بتا دیے تھے میرے سفیروں کے حوالے کر دیے جائیں۔ ساتھ ہی الفانسو نے ایک معتدبہ فوج بھی بھیجدی تاکہ وہ ان قلعوں پر قبضہ کرے۔ انکار کرنے کی صورت

ہیں اس نے لکھا کہ کم سے کم ابن عباد کو اس بات کا ضرور اقرار کرنا چاہیے کہ یہ قلعے میرے نہیں بلکہ دراصل الفانسو بن فردنند شاہ جلیقیہ کے ہیں۔ ان فتوحات کی وجہ سے خوش ہوکر بادشاہ سے نہایت متکبرانہ الفاظ میں خواہش کی کہ یہ باتیں فوراً منظور کرلی جائیں۔ بادشاہ مذکور کے خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"منجانب ملاقات ورشاہ ڈان الفانسو بن شانجہ جو دو قوموں اور دو دینوں کا حاکم اور محافظ ہے بنام شاہ المعتمد باللہ ابن عباد۔ خدا اس کو سمجھ دے اور اس کے دل میں روشنی پیدا کرے تاکہ وہ اس سچے راستے کو پہچان سکے جس میں اس کی اور اس کے لوگوں کی سلامتی ہے۔ ایک بادشاہ سے اسی صورت میں نجات مل سکتی ہے جب کہ وہ خوش رکھا جائے۔ وہ بادشاہ جو اپنی سلطنت کو بڑھانے والا اور قوموں کا محافظ ہے۔ جس کے سر کے بال تجربہ حاصل کرنے۔ دنیا کو دیکھنے اسلحہ سے کام لینے۔ اور ہمیشہ تازہ فتوحات حاصل کرنے میں سفید ہوئے ہیں۔ اس کے گھرانے میں خواہشوں کے پورے ہونے اور اس کے حکم کی تعمیل میں کبھی کمی نہیں ہوئی۔ اس کا جھنڈا فتح کا نشین ہے۔ اس کے ہاتھ کے اشارے پر نیزے اور تلواریں خم ہو جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلمان عورتیں ماتمی لباس پہنے ہوئے ہیں۔ جس کے حکم کے مطابق جنگجو بہادر اپنی کمر میں تلوار لٹکائے ہوئے ہیں تاکہ تمہاری سرزمین میں آہ و زاری کے پُرسوز نوحے سُنے جائیں۔ آہ وہ کیسا بدقسمت شخص ہے جو اس بادشاہ کو غصہ دلائے!

تم اچھی طرح جانتے ہو کہ شہر طلیطلہ میں کیا ہوا جو سارے اسپین کا دارالسلطنت اور وہاں کا ایک عظیم الشان دربار تھا۔ اور وہ واقعات جو وہاں کے اور اس کے گرد و نواح کے باشندوں پر پیش آئے وہ بھی ضرور تمہارے کانوں تک پہونچے ہوں گے۔ تم نے دیکھ لیا کہ وہ شہر کس طرح فتح کرلیا گیا۔ اور اگر تم اس وقت تک بچ گئے تو سمجھ لو کہ اب تمہارا وقت آگیا ہے۔ اس تاخیر کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہ تھی کہ میں اس وقت تک نہیں

جاتا تھا کہ تم پر حملہ کردوں۔ لہذا اگر تم اسوقت امن اور اطمینان کی حالت میں ہو تو اس دانائی وہوشیاری سے کام لو جس کا موقع نہایت غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ آیندہ تم مصائب مین مبتلا ہو جاؤ اور مین وقت پر تمھین جان بچانے کا کوئی ذریعہ نہ مل سکے۔ اصل یہ ہے کہ اگر تم نے ان سب شرطون کو پورا نہ کیا اور اس وعدے کا ایفا نہ کیا جو ہم دونون کے درمیان مین ہو چکا ہے تو مین تمھارے علاقے پر حملہ کر دون گا۔ میرے دل مین اس کے سوا اور کوئی بات نہین ہے جو میرے لفظون سے ظاہر ہوتی ہو اور مین نہایت ایمانداری کے ساتھ یہ باتین لکھ رہا ہون۔ بیشک مین بہت جلد تمھارے ملک پر حملہ کر دون گا اور بغیر اس کے کہ تم کو کسی سوال وجواب کا موقع دون تمھین آگ اور تلوار کے زور سے اسپین کے باہر کر دون گا۔ اس کے بعد ہم دونون کے درمیان مین اس کے سوا اور کوئی قاصد نہ ہو گا کہ اسلحہ کی جھنکار سنی جائے گی۔ خونخوار فوجی گھوڑے ہنہنائین گے اور جنگ وحرب کی آواز میدان جنگ مین گونجے گی۔ مین تم کو پہلے سے آگاہ کیے دیتا ہون تاکہ تمھین اس بات کا عذر نہ رہے کہ تم کو اس کی خبر نہ ملی تھی۔ اور مین تمھین یہ بھی بتائے دیتا ہون کہ جس شخص کو اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ ممکن ہے پھر ایسا موقع ہاتھ نہ آئے گا وہ ہمیشہ کام مین جلدی کیا کرتا ہے۔

یہ خط کرامت البرہان کے ہاتھ سے تمھارے پاس بھیجتا ہون کیونکہ مجھے اس پر بھروسہ ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ معاملات کو اچھی طرح انجام دے سکے گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ معزز درباروں مین اچھی طرح گفتگو کر سکے گا۔ تم بھی اس پر اطمینان رکھو کیونکہ یہ شخص عقلمند ہے اور وہ اپنے اور اپنی رعایا کے متعلق جو کچھ کہنا ہو اس کے ذریعے سے کہہ سکتے ہو۔ اب اس معاملے مین جیسا تمھارا طرز عمل دیکھا جائے گا اسی کے مطابق کارروائی ہوگی۔ والسلام۔"

یہ خط تھا جو شاہ ڈان الفانسو بن فرڈیننڈ نے ابن عباد شاہ اشبیلیہ کو لکھا۔ اور اُسے اپنے سفیر کرامت البرہان کے ذریعے سے اُس کے پاس بھیجا۔

تیرہواں باب

ابن عباد کا جواب شاہ ڈان الفانسو کو اور شاہ اشبیلیہ کا اپنے بیٹے کو نصیحت کرنا

مغرور شاہ اشبیلیہ ابن عباد کو شاہ ڈان الفانسو کا خط اور وہ تجویزیں جو اس بادشاہ نے اپنے قاصد البرہان کے ذریعے سے پیش کیں بہت ناپسند ہوئیں۔ لیکن ابن عباد کے دربار میں چند ایسے وزرا بھی تھے جنھوں نے مشورہ دیا کہ آفت سے بچنے کا طریقہ اختیار کیا جائے اور الفانسو سے معاہدہ کر کے خراج دینا بھی قبول کر لیا جائے۔ لیکن ابن عباد نہایت مستقل مزاج بادشاہ تھا اس کے دل پر ان مشوروں کا کچھ اثر نہ ہوا۔ الفانسو کے خط کو اس نے نہایت غیر مہذب اور بیہودہ خیال کیا۔ اور نظم میں اس کا جواب لکھا کیونکہ ابن عباد بڑا قابل شاعر تھا اور دوسرا خط اس نے نثر میں لکھا جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"منجانب فاتح اور اعظم بادشاہ محمد ابن عباد جس پر خدا کا سایہ ہے اور جو اُسکے رحم پر بھروسہ رکھتا ہے۔ بنام دشمن خدا مغرور الفانسو بن شانجہ جو اپنے کو شہنشاہ اور دونوں قوموں اور دینوں کا مالک بتاتا ہے۔ خدا اس کے فضول خطابوں کو تباہ و برباد کرے اور ان لوگوں کو نجات دے جو سیدھے راستے پر چلتے ہیں۔ تو نے جو خود کو دونوں قوموں کا مالک بتایا ہے تو اس کی اصلیت یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس بات پر فخر کرنے کا تجھسے زیادہ حق حاصل ہے کیونکہ اُنھوں نے مسیحی ممالک پر قبضہ کر لیا تھا اور ان پر اب بھی قابض ہیں۔ اور اس وجہ سے بھی کہ ان کی رعایا۔ ان کی قوت اور دولت بیشمار ہے۔ اور تو کبھی اس قابل نہ ہوگا کہ اپنی قوت کو ہمارے برابر پہونچا سکے۔ اور تیرا دین اور تیری ساری رعایا کبھی تیرے اس مقصد کو حاصل نہ کر سکیں گے۔ ایک سال جو تیری قسمت کے موافق ہو گیا تو تو نے اتنی بڑی جرأت کی ہے اور اب اس سے زیادہ تجھے کسی بہتری اور فائدے کی اُمید نہ رکھنا چاہیے

اب سمجھ لے کہ ہم اُس نیند سے جاگنے والے ہیں جس میں چند روز سے نہایت بے پروائی کے ساتھ مبتلا ہو گئے تھے۔ اب تک ہمارے دل میں اس بات کا خیال تھا کہ تجھے کچھ خراج دینا قبول کر لیں۔ لیکن اس پر قناعت نہ کر کے تو اب یہ چاہتا ہے کہ ہمارے شہر قلت اور قلعون پر قبضہ کرے۔ تجھے ایسی خواہش کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ تو ہم سے خواہش کرتا ہے کہ اپنے شہر تیرے آدمیون کے حوالے کر دین اور اس بات کا ہمین اس طرح حکم دیتا ہے۔ گویا ہم تیرے رعایا ہین۔ مجھے تیری اس جلد بازی اور تیزی پر بڑی حیرت ہوتی ہے۔ طلیطلہ کو فتح کر لینے کی وجہ سے تو بہت مغرور ہو گیا ہے۔ لیکن اس بات پر نہین غور کرتا کہ یہ فائدہ تجھے اپنی قوت بازو سے نہین حاصل ہوا ہے بلکہ خدا کی مرضی یہی تھی۔ اور اس نے قسمت مین یہی لکھدیا تھا۔ اسی وجہ سے تو ایک بڑے دھوکے مین مبتلا ہو گیا ہے۔ تجھے جان لینا چاہیے کہ ہمارے پاس بھی اسلحہ اور گھوڑے موجود ہین۔ اور ہمارے سپاہی بھی جو میدان جنگ کی خوف ناک ہنگامے سے نہین ڈرتے اور خوف ناک موت کا سامنا کرنے سے مُنھ نہین پھیرتے۔ لڑائی کا تجھے تجربہ ہو چکا ہے اور تو جانتا ہے کہ اس کام کو وہ کیسی عزت و مردانگی کے ساتھ انجام دیتے ہین۔ ہمارے سپہ سالار فوجون کے تقسیم کرنے۔ سپاہیون کو لڑانے اور کمین گاہ تجویز کرنے سے ناواقف نہین ہین۔ وہ تیری تلوارون کی صفون مین گھس پڑنے سے کبھی نہین ڈرتے۔ اور دشمن کے نیزون کے سامنے وہ خوف زدہ ہو کے نہین بھاگتے۔ خود ہم نے سخت زمین پر بچھونا بچھا کے لیٹ رہنے کو کبھی برا نہین سمجھا۔ اسی قدر نہین بلکہ اُس حالت مین بھی جب کہ ہمارے پاس بچھونا نہ تھا۔ فقط ایک لبادہ زمین پر ڈال کے پڑ رہے تھے۔ اور ہم رات کو پہرہ دینے یا لشکر گاہ کی نگہبانی کرنے سے بھی نہین ڈرتے۔ غصہ ور شیطانون کے حملے ہمین ایک دائمی زندگی بخشتے ہین۔

اب اس غرض سے تاکہ تجھے میرے جواب کا اصلی مطلب معلوم ہو جائے مین تجھے حکم دیتا ہون کہ تیرے کہنے کے مطابق مین نئے آبدار تلوارین اور تیز نیزے اپنے ہاتھون

مین لے لیے ہین۔ یہ ضرور ہے کہ دنیا مین کوئی برائی نہین جس سے کوئی نہ کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہو اور جو شخص بغیر سوچے سمجھے فوری طور پر ایک بات کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ اسے آخر مین پچھتانا پڑتا ہے۔ تیرے ابا و اجداد نے ہمارے مقابلے مین کبھی فتح نہین پائی بجز اس صورت کے جب کہ اُنھون نے کسی ذلیل دغابازی یا مکاری سے کام لیا ہو۔ وہی سب چالاکیان تجھ مین بھی موجود ہین لیکن یہ باتین بھی جب بار بار کی جاتی ہین تو ان سے کوئی فائدہ نہین حاصل ہو سکتا۔

مین دیکھ رہا ہون کہ تیرے مشیر وحشی درندے ہین جنھین کسی قسم کی سمجھ نہین۔ تیری رعایا ایسی ذلیل ہے کہ اُسے وہ مقصد کبھی نہین حاصل ہو سکتا جس کا وہ ارادہ کرتی ہے۔ کیونکہ وہ کبھی نکل کے مقابلہ نہین کرتی۔ ہم کو اُن سے کھلے میدانون مین لڑنے کا موقع نہین ملتا بلکہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ انھین برجون کے اندر سے کھینچ کے زبردستی باہر نکالین یا چٹانون کے پیچھے غارون مین یا شہر کی فصیلون کے پیچھے چھپا ہوا پاتے ہین۔ کیا تیرے مشیر یہ سمجھتے ہین کہ ہم مین کسی قسم کی عقل باقی نہین رہی ہے اور ہم ان باتون کو نہین سمجھ سکتے جن کے ذریعے سے ملک اور رعایا اور سلطنتین اپنے قبضے مین رکھی جاتی ہین۔ یہ سچ ہے کہ ہم نے بعض معاہدے کر لیے تھے کہ ایک دوسرے کے مقابلے مین نہ لڑین گے اور اسی سبب سے مین نے اپنی فوجون اور مشورے سے طلیطلہ والون کی مدد نہین کی لیکن خدا میری اس غلطی کو معاف کرے۔ نیز اس بات کو کہ مین اس سے پہلے ہی تیری ان ظالمانہ کارروائیون کے مقابلے مین کیون نہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ تاہم مین خدا کا شکر ادا کرتا ہون کہ تیرے ان توہین آمیز الفاظ سے جو تو نے میری نسبت استعمال کیے ہین مجھے اس غلطی کی پوری سزا مل گئی۔ چونکہ تیری ان لفظون سے زندگی کا خاتمہ نہین ہوا لہٰذا مجھے خدا پر بھروسہ ہے کہ وہ مجھے تجھ سے محفوظ رکھے گا اور بہت زمانہ نہین گذرنے پائے گا کہ تو میرے جنگجو بہادرون کو اپنے ملک کے اندر دیکھے گا۔ کیونکہ خدا سچے دین کی حمایت

کرتا ہے اور ان لوگون کو نجات دیتا ہے جو حق پر چلتے ہین لیکن ان لوگون کی طرف سے منھ موڑ لیتا ہے جو جھوٹے اور دغاباز ہوتے ہین"

نظم مین شاہ اشبیلیہ سنے یہ لکھا تھا۔

(۱) شریف کے دل مین کسی قسم کے خوف اور خطرے نہین پیدا ہوتے اور ایک بہادر شخص تیرے ان الفاظ کو کسی طرح نہین برداشت کر سکتا۔ اُس سے پہلے چاہے کیسی ہی گہری دوستی دلون مین موجود ہو۔

(۲) مجھے تیرے غرور اور دھمکیون سے اس طرح خائف ہونے کی کیا وجہ کہ جس طرح ایک بزدل غلام اپنے غضب آلود آقا کے سامنے کانپتا ہو۔ خوف نہایت ذلیل اور بری چیز ہے اور سوا ادنی درجے کے لوگون کے وہ اور کسی کے لیے زیبا نہین۔

(۳) اگر بدقسمتی سے مین نے کبھی تجھسے کوئی وعدہ کیا بھی تھا تو آیندہ میرے ہاتھون بجز لڑائی اور جنگ کے اور کسی بات کی اُمید نہ رکھ۔

(۴) رات دن لڑائی جاری رہے گی اور تیری تباہی اور بربادی کبھی کم نہ ہو گی۔ آگ اور تلوار تیری قسمت مین لکھی ہے۔

(۵) بیشک یہی تحفہ مین تیرے پاس بھیجون گا اور یہی خراج مین تجھے دون گا۔ اور چاندی سونا تیرے ہاتھون کو زینت نہین دے سکتے لہذا فولادی تلوارین لیے ہوے ہم تیرے پاس آتے ہین۔ خدا جس نے اس عالم کو پیدا کیا بہت بڑا اور قوی ہے۔ وہی ہم سب کا مالک ہے اور اسی پر میرا بھروسہ ہے بیشک مین کہتا ہون کہ وہ تیری صلیب سے جس کی تو پرستش کرتا ہی جس کی تصویر تیرے جھنڈون مین لہراتی اور تیرے علمون پر کھچی ہی بہت اعلے وارفع ہی۔

(۶) لہذا اٹھ اور لڑائی کے لیے تیار ہو جا۔ اپنے اسلحہ باندھ لے مین تجھے لڑائی کے لیے بلاتا ہون۔ آج کے دن سے ہمارے اور تیرے درمیان سوا لڑائی اور کشت و خون

کے کچھ نہ ہوگا۔ اسپین کی حالت پر افسوس۔

(۷) آفتاب تیرہ و تار بادلون مین چھپا ہوا جا رہا ہے۔ خون کے آنسو اُس کے چہرے کو چھپائے دیتے ہین لیکن سخت فولادی اسلحہ دردناک آوازون کے ساتھ آپس مین لڑ کے اتنی چنگاریان پیدا کردین گے کہ کافی روشنی ہو جائے گی۔

(۸) دیکھ ہماری تلوارین تیری آنکھون کو خیرہ کر رہی ہین اور تو ہر طرح پریشان اور منتشر نظر آتا ہے۔

(۹) بہت دن نہین گذرنے پائین گے کہ تجھے پچھتانا پڑے گا جب کہ ہمارے جنگجو بہادرون کے نیزے تیرے آدمیون کے خون سے سُرخ ہو رہے ہون گے اور تیری فوج والے زمین مین پڑے ہون گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمانے مین شاہ الفانسو نے ایک سفارت اشبیلیہ مین بھیجی اس مین ایک یہودی تھا جس کا نام ابن غالب تھا۔ اور جو شاہ جلیقیہ کا خزانچی تھا یہ ایک نہایت اعلیٰ خدمت تھی لہذا بادشاہ کو اُس شخص پر بھروسہ تھا۔ اب یہی شخص اشبیلیہ کے دربار مین اس غرض سے بھیجا گیا کہ ابن عباد سے وہ طلائی ڈبلون وصول کرے جن کے ادا کرنے کا اس نے شاہ الفانسو سے وعدہ کیا تھا۔ سفیر اور یہودی شہر کے اندر نہین داخل ہوے بلکہ شہر پناہ کے باہر تھوڑے فاصلے پر اُنھون نے اپنے خیمے نصب کر لیے اور وہین ابن عباد کا خزانچی ابن زیدون دیگر وزرا کے ساتھ وہ طلائی ڈبلون لے کے آیا۔

لیکن شاہ الفانسو کے یہودی نائب نے اُن سکون کو قبول نہ کیا اور کہا یہ کھرے سونے کے نہین ہین لہذا آگ مین اور کسوٹی پر کس لیے جاہین۔ اس پر بڑا جھگڑا ہوا اور اس مین بڑی دیر لگی۔ انجام مین اس یہودی نے یہ تجویز پیش کی کہ ابن عباد ان ڈبلونون کے معاوضے مین اپنے چند جہاز جو ساحل پر موجود ہین دیدے۔ ان سکون کو لینے سے

اس نے قطعی انکار کر دیا۔

یہودی کی اس تجویز پر شاہ اشبیلیہ کو غصہ آگیا اور اس نے اپنے خزانچی کو حکم دے دیا کہ کارروائی ملتوی کر دی جائے اور اب اس رقم کے دینے سے قطعی انکار کر دیا اور کہا "ڈان الفانسو کے ان ذلیل لوگوں کی گستاخی ناقابل برداشت ہے"۔ اسی رات کو اس نے اپنے چند غلام ان سفیروں اور یہودی کے خیمے میں بھیجے جنھوں نے اپنے خنجروں سے اس یہودی اور مسیحیوں کو جو اس کے ہمراہ آئے تھے قتل کر ڈالا۔ یہ بات صاف طریقے پر ظاہر ہوئی کہ غلاموں نے یہ زیادتی خود سے کی یا ان وزیروں کے حکم سے جو ابن عباد کو خوش کرنا چاہتے تھے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ دوسرے دن ایک مسیحی سفیر نے جب ابن عباد سے اس واقعے کی شکایت کی تو اس نے کسی قسم کا افسوس یا رنج نہیں ظاہر کیا۔ اب الفانسو کی سفارت اشبیلیہ سے واپس گئی اور جاتے وقت وہ لوگ سخت ترین انتقام کی دھمکیاں دیتے گئے۔

ابن عباد بھی اس بات سے غافل نہ تھا کہ ان لوگوں کے ساتھ نہایت نامناسب برتاؤ کیا گیا ہے۔ بعض وزیروں نے مشورہ دیا کہ اس واقعے کے متعلق شاہ الفانسو سے معافی مانگی جائے اور کہا جائے کہ اس یہودی کو اس کی گستاخی کی وجہ سے لوگوں نے جوش میں آکر قتل کر ڈالا۔ لیکن اب ابن عباد فیصلہ کر چکا تھا کہ الفانسو سے اپنے تعلقات منقطع کرے گا لہذا اس جنگ کی تیاریاں کرنے لگا جو عنقریب شروع ہونے والی تھی۔ اس نے اپنے بیٹے الرشید کو جو ولیعہد قرار پا چکا تھا اور اب سلطنت کی بعض اہم خدمتیں انجام دینے لگا تھا اپنے پاس بلایا اور یہ نصیحتیں کیں۔

"میرے بیٹے ہم لوگ اندلس میں ایک یتیم کی حیثیت سے ہیں۔ ہمارے ایک جانب تلاطم خیز سمندر ہے۔ اور دوسری جانب قوی دشمن۔ اور بجز خدائے تعالے کے کوئی ہماری امداد کرنے والا نہیں۔ تم جانتے ہو کہ اسپین کے امیروں سے ہیں بہت ہی کم ایسے

رکھنی چاہیے کیونکہ وہ نہ ہماری مدد کر سکتے ہین اور نہ ہمین بچا سکتے ہین۔ بخلاف اس کے
دشمن خدا الفانسو کی قوت اور فتوحات کا حال بھی تم سے چھپا نہین ہے۔ تم نے دیکھ لیا
کہ اس نے کیسی اقبال مندی اور استقلال کے ساتھ مسلسل سات برس تک طلیطلہ پر حملہ کیا
اور آخر کار اس شہر اور اس کے نواح پر قبضہ کر لیا اور اب ان ممالک مین نہایت ذلیل
کافرون کو لا کے آباد کیا ہے۔ اس دشمن خدا کا بہت دنون سے ارادہ ہے کہ ہم پر حملہ
کرے اور ہمارے ملک پر بھی قبضہ کرے۔ اب چونکہ اس نے اپنا سر بلند کیا ہے لہذا مجھے
اندیشہ ہے کہ اپنے استقلال و خوش اقبالی کی بدولت وہ ہمارے علاقے پر بھی نہ قبضہ کرے
اسی قدر نہین۔ مجھے نظر آتا ہے کہ بہت جلد وہ ہمارے اس خاص شہر تک پہونچ جائے گا۔
اور اگر اس کی مشہور و معروف فوجین یہان پہونچ گئین اور انھون نے ہماری دیوارون
کے سامنے خیمے ڈال دیے تو ہمین اس کے مقابلے مین فتح پانا بہت مشکل ہو گا۔

اس مصیبت مین اگر مجھے فلاح کی کوئی صورت نظر آتی ہے تو وہ یہ ہے کہ ہم اس نئے
فاتح افریقہ یوسف بن تاشفین سے مدد کی درخواست کرین۔ اگرچہ یہ بات بھی خطرے
سے خالی نہین جیسا کہ پہلے ہی ظاہر کر دیا گیا ہے۔ لیکن اس گستاخ اور ملعون الفانسو کے مقابلے
مین مجھے اس مسلمان بادشاہ سے بہت کم اندیشہ ہے۔ مسلسل لڑائیون کی وجہ سے ہمارا
خزانہ خالی ہو گیا ہے۔ اور آمدنی بہت کم رہ گئی ہے۔ کیونکہ کاشتکارون کو بونے جوتنے کا
بہت کم موقع ملا اور ان کے کھیت حملون اور فوجون کی آمد و رفت کی وجہ سے پامال
و برباد ہو گئے۔ ہماری فوجی قوت مین بھی بہت کمزوری آ گئی ہے اور اب لوگون کو بلاتے
ہین تو وہ پیشتر کی طرح نہین جمع ہوتے۔ اور جو لوگ آتے ہین تو وہ سست کاہل اور
کمزور طبیعت کے ہوتے ہین پہلے ہی سے نظر آتا ہے کہ اُن کے دلون پر خوف و ناامیدی
چھائی ہوتی ہے۔ لیکن ایک بات اس سے بھی زیادہ خراب ہے اور اس کو مین تم سے
چھپانا نہین چاہتا۔ وہ یہ کہ ہماری رعایا اب ہمارے ساتھ محبت نہین رکھتی۔ بلکہ بجائے اس کے

وہ لوگ ہم سے نفرت کرنے لگے ہین۔ ہمارے امرا کی بھی یہی حالت ہے۔ لہذا اب مجھے اپنی سلامتی بجز یوسف بن تاشفین کے دامن مین پناہ لینے کے جسے لوگ امیر المسلمین کہتے ہین اور کسی بات مین نہین نظر آتی۔

بادشاہ کے ان الفاظ کے جواب مین الرشید عبداللہ نے کہا "میرے والد اور آقا معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس حوصلہ مند سردار کو جس نے جنوبی ریگستان سے نکل کے قبائل المغرب اور موری تانیہ کو فتح کر لیا ہے۔ اسپین مین بلانے کا ارادہ کر رہے ہین۔ لیکن دھوکہ نہ کھائیے یہ یوسف اور اُس کے وحشی لوگ اُسی طرح ہم پر حملہ کرین گے اور ہمین اپنی مملکتون سے محروم کر دین گے جسطرح کہ اُنھون نے افریقہ کے امیرون کے ساتھ کیا تھا۔ وہ ہماری فوجین منتشر کر دین گے۔ اسپین کے امیرون کے جتھے کو جو ایک دوسرے کے موافق ہین توڑ دین گے اور آخر مین ہمین اپنے عزیز وطن سے نکال باہر کرین گے۔

ابن عباد نے جواب دیا "بیٹا! خدا مجھے اس الزام سے محفوظ رکھے کہ مین نے اندلس کو تباہ و برباد کیا یا یہ کہا جائے کہ ابن عباد نے اپنا ملک عیسائیون کے حوالے کر دیا اور وہ کافرون کا مسکن بن گیا۔ یہ مین کسی طرح نہین دیکھ سکتا کہ میرا نام ان برائیون کے ساتھ مسجدون کے ممبر پر لیا جائے۔ اور مسلمان میرے نام سے نفرت کرنے لگین جیسا کہ اور بہت سے بدقسمت بادشاہون کے ساتھ ہوا ہے۔ نہین میرے بیٹے مین خدا کی قسم اس بات کو ترجیح دیتا ہون کہ اس مراکش کے بادشاہ کا غلام بن جاؤن اسکے اونٹ اور بھیڑین چرایا کرون۔ ایک خراج گذار امیر اور ان سچی کتون کا ماتحت بننے سے یہ بدرجہا بہتر ہے۔

یہ سُن کے شہزادہ الرشید عبداللہ نے کہا "تو وہی کیجیے جو بات خدا نے آپ کے دل مین ڈال دی ہے"۔ اور شاہ ابن عباد نے جواب دیا "بیشک مجھے خداوند تعالیٰ پہ کامل بھروسہ ہے اور اطمینان ہے کہ جو کچھ وہ مجھ سے کرائے گا اس مین ہماری اور رعایا

مسلمانوں کی بہبودی ہوگی،،

چودھوان باب

ابن عباد کی سفارت امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین کے پاس

اس رائے پر مستقل ہوکے ابن عباد نے اپنی سفارت تیار کی اور ایک خط خاص اپنے قلم سے لکھا اور دوسرا خط اپنے کاتب سے لکھوایا۔ بادشاہ کے خط کا مضمون یہ تھا "بخدمت امیرالمسلمین ناصرالدین امام المومنین ابویعقوب یوسف بن تاشفین جو اپنے امرا کی کثرت تعداد کی وجہ سے مشہور ومعروف ہے۔ جس پر خدا مہربان ہے اور جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے اور جس نے اپنی بڑائی اور عزت کی وجہ سے غرور نہین اختیار کیا بلکہ ان عادتون پر دوائم ہے جو خدا نے اسے مرحمت کی ہین۔ محمد ابن عباد سلام بھیجتا ہے اسی طرح جس طرح کہ ایک عظیم الشان مسلمان بادشاہ کے پاس بھیجنا چاہیے خدا امیرالمسلمین پر رحم کرے اور اسے اپنی عنایت سے سرفراز کرے۔

یہ خط مین آپ کے پاس بھیجتا ہون اور اس کا مضمون خاص آپ کے لیے مدینۂ اشبیلیہ مین ۳۰۳ھ کے ماہ جمادی الاول کے وسط مین لکھا گیا۔

اے امیرالمسلمین خدا آپ کو اس سے زیادہ ترقی دے اور آپ کے دین کو قائم رکھے یہ سچ ہے کہ ہم عربون نے جو اندلس مین آگئے تھے اسپین مین آنے کے بعد اپنی مشہور ومعروف نسلون کو اس طرح قائم نہین رکھا جس طرح کہ رکھنا چاہیے تھا۔ بلکہ ایک دوسرے مین مل گئے۔ اس طرح مل جل کے ہمارے خاندان سارے اسپین مین پھیل گئے اور اپنے اُن قبائل سے جو افریقہ مین رہ گئے تھے بہت کم تعلقات باقی رہے۔ اس نااتفاقی کی وجہ سے ہمارے مقاصد بھی جداگانہ ہوگئے۔ اور اسی وجہ سے آپس مین جھگڑے اور نااتفاقیان پیدا ہوئین۔ انجام یہ ہوا کہ ہماری سلطنت کمزور ہوگئی اور ہمارے دشمن ہمارے مقابلے مین

کامیاب ہونے لگے۔ اب ہم اس حالت کو پہونچ گئے ہین کہ کوئی ہماری مدد کرنے والا یا بچانے والا نہین رہا ہے۔ اور دشمنون کی یہ حالت ہے کہ ہمین تباہ کرنے اور ہمارے ملک کو پامال کرنے پر تلے ہوے ہین۔ روز بروز ہمارے دشمن الفانسو شاہ جلیقیہ کی گستاخیان اور بیہودگیان ناقابل برداشت ہوتی جاتی ہین۔ ایک دیوانے کتے کی طرح وہ ہماری مملکتون مین گھس آیا ہے۔ ہمارے قلعون پر قبضہ کر لیا ہے۔ ان کے مسلمان بچانے والون کو قید کر لیا ہے۔ اور اب ہمین ڈرا رہا ہے کہ اس کے مقابلے کی جو کوئی جرأت کرے گا کسی طرح نہ بچ سکے گا۔

امراے اپین ابھی تک اپنی غفلت سے بیدار نہین ہوئے ہین۔ اور ان حکومتون کے بچانے کے لیے نہین اٹھے جنھین یہ شخص تباہ کر رہا ہے۔ وہ بے پروائی کے ساتھ اپنے عزیزون۔ دوستون اور پڑوسیون کی تباہی کو دیکھتے رہے۔ اور اپنے دین کی حمایت مین اُنھون نے جھنڈے نہین بلند کیے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انھین چاہیے تھا کہ ایک دوسرے کی مدد کے لیے متحد ہو جاتے اور ہر شخص اس خدمت کو انجام دیتا۔

لیکن یہ لوگ ویسے نہین رہے ہین جیسے کہ اس سے پہلے تھے۔ کیونکہ عیش و عشرت کی زندگی اندلس کی فرحت بخش آب و ہوا۔ خوشبودار پانی کے حمام۔ کمزور کرنے والی عیش و عشرت کی دلچسپیان۔ مزہ دار غذائین۔ تر و تازہ کرنے والی نہرین جن سے وہ لطف اُٹھاتے ہین۔ ان سب چیزون نے ہم لوگون کو ویسا قوی نہین رکھا جیسے کہ ہم پہلے تھے اور اب ہم تکلیف اُٹھانے اور مصیبتین برداشت کرنے کے عادی نہین رہے ہین جیسا کہ جنگجو لوگون کو ہونا چاہیے۔ حتیٰ کہ اب کوئی بڑی سے بڑی مصیبت یا سخت ترین ضرورت بھی ہمین بیدار نہین کر سکتی۔

اب ہم ایک ایسے راستے پر چلنے لگے ہین جس مین کسی طرح سر اُٹھانے کی جرأت نہین ہوتی۔ میرے آقا آپ بھی چونکہ ہماری ہی نسل حمیر سے تعلق رکھتے ہین۔ یک طاقت ور

حکمران ہین اور بڑی وسیع مملکت پر قابض ہین لہذا ہم اپنے کو آپ کی حفاظت مین دیتے ہین اور آپ پر کامل اطمینان رکھتے ہین۔ ہم اپنے خالق سے مدد چاہتے ہین اور آپ سے درخواست کرتے ہین کہ بغیر کسی تاخیر کے اسپین مین اتر آئیے اور ہمارے دشمن سے لڑیے جو کافر اور بیدین ہے جس نے بہت قوت حاصل کرلی ہے اور ارادہ کر رہا ہے کہ ہمارے دین ومذہب کو تباہ و برباد کردے۔ لہذا اے بادشاہ بغیر کسی تاخیر کے آجائیے اور اندلس والون مین اس سچے طریقے کا جوش پیدا کر دیجیے جس پر چلنے کا خدا نے ہمین حکم دیا ہے اور جو ہم مین بظاہر سرد پڑگیا ہے۔ ہمارے دین اور رسول مقبول کی شریعت کو بچائیے جس کے معاوضے مین خدا کے فیاض ہاتھون سے آپ کو دائمی اجر ضرور حاصل ہوگا۔ خدا بہت بڑا اور طاقتور ہے اور وہ آپ کی عزت اور اقبال کو بڑہائے گا اور آپ کو اپنے رحم سے نجات دے گا۔"

یہ خط تھا جو بادشاہ نے لکھا۔ دوسرا خط جو اس کی جانب سے الکاتب ابو بکر بن جدی نے لکھا حسب ذیل تھا۔ "بخدمت بادشاہ اعظم امیرالمسلمین ناصرالدین امیرالمرادین ابو یعقوب یوسف بن تاشفین جس کے نور سے اللہ نے کل ممالک ارض کو منور کیا اور جس پر خدا نے اپنی تمام مخلوق کو فخر کرنے کا موقع دیا۔ جس کی وجہ سے ہم بھی خوش ہین جو اسی مذہب کے پابند ہین جو اس عظیم الشان بادشاہ کا ہے جس پہ خدا مہربان ہے اور اپنی عنایتین مبذول کرتا رہتا ہے منجانب محمد بن عباد جسے خدا پر بھروسہ ہے اور جو اس کی مدد کرتا ہے خدا اس شخص کو نجات دے جو اس کی الوہیت کو تسلیم کرتا ہے اور اس کے دین پر چلتا ہے۔ بادشاہ کی دینداری اور مستقل مزاجی سارے عالم پر ظاہر ہے۔ خدا نے اپنے دین کو اتفاق اور یک جہتی کی برکت سے مضبوط کیا اور ان غلط اور جھوٹے طریقون پر چلنے سے منع کیا جو اس کے مخالف ہین۔ اور اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے بندے اس کے دین کی اشاعت کرین اور ایک مہذب اور متین زندگی بسر کرین۔ اے بادشاہ آپ کا استقلال و شرافت نسل۔ اور آپ کا بہادری وایمانداری کا جوش جس کی وجہ سے آپ نے ساری دنیا مین شہرت حاصل کی ہے ہماری

نظروں سے پوشیدہ نہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ خدا نے آپ کو رحم عطا فرمایا ہے جو فائدہ بخش شبنم کی طرح انسانی جوش کو تروتازہ کرتا رہتا ہے تاکہ وہ سیدھے راستے پر چلیں۔ انصاف کریں اور اپنی رعایا کے ساتھ مساوات کا برتاو کریں۔ اور حق کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

بخلاف اس کے ہم لوگوں پر ایک ایسی مصیبت نازل ہوئی ہے جس کی وجہ سے ان تمام افسوس ناک واقعات کو جو اس سے پہلے ہم پر گذرے تھے ہم بھول گئے ہیں۔ اور ہر شخص اس نئی مصیبت سے گھبرایا ہوا اور پریشان ہے۔ ہماری اس تباہی کا باعث ایک ظالم دشمن کی حرص و ہوس ہے جس نے ہمارے خلاف آتش جدال وقتال بھڑکا کے مسلسل جنگ جاری کر رکھی ہے۔ اس کا دل ہم لوگوں سے اور ہمارے دین سے اس قدر نفرت کرنے لگا ہے کہ اس سے کسی بہتری کی امید نہیں۔ اور کوئی تدبیر اس کے جوش وخروش سے بچنے کی نہیں نظر آتی۔ اس دشمن کی طاقت اور حوصلہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور اسی نسبت سے ہم گرتے اور ذلیل ہوتے جاتے ہیں۔ مسیحی دشمن اپنی فوجیں اور اپنے دوستوں کو ہماری تباہی کے لیے جمع کر لیتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ہم کسی بات پر متفق نہیں ہوتے۔ سوائے اس کے کہ سب سو رہے ہیں اور دشمن کی کارروائیوں کو بے پروائی کے ساتھ دیکھتے ہیں جو ہمارے بھائیوں اور ہمارے دین کو تباہ و برباد کر رہا ہے۔ ایک دفعہ بھی ہم اس غرض سے نہیں جمع ہوتے کہ اپنی طرف سے اس پر حملہ کریں یا مدافعت کی متفقہ کوشش کریں ہم ایک نہایت غفلت کی نیند میں مبتلا ہیں نہ ہماری بدقسمتی اور مسلسل نقصانات بھی ہمیں نہیں جگاتے۔ اور یہ شدید نقصانات جو ان واقعات کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں وہ بھی ہمیں ہوشیار نہیں کرتے۔

اس وقت بھی ہمارے مسیحی دشمن نے ہمارے پاس ایک خط بھیجا ہے جس میں وہ اپنے غصے کی بجلیاں گرا رہا ہے اور دغابازی کے ساتھ وعدے کرتا اور دھوکہ دیتا

والے الفاظ لکھتا ہے تاکہ ہم گمراہی مین مبتلا ہو کے اپنے شہر اور قلعے اس کے حوالے کردین وہ عبادت کرنے کے لیے ہماری مسجدون کو بھی نہین چھوڑتا اور کہتا ہے کہ ان کو بھی اس کے حوالے کر دین تاکہ اُن مین وہ اپنے راہبون کو بھر دے اور ان کے اونچے برجون پر صلیب نصب کرے اور وہان گھنٹے بجائے جائین اور گیت گائے جائین جہان کہ آجکل ہماری مقدس نماز ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ ہماری زمین پر قبضہ کرلے اور اس مین عیسائیون کو آباد کرے۔

لیکن اے بادشاہ اسلام خدا نے آپ کو پیدا کیا اور ایک ایسی سلطنت عطا کی جو اسکی مہربانی سے عروج حاصل کر رہی ہے۔ اور اس نے آپ کو دنیا مین اس لیے بھیجا ہے کہ آپ اس کے دین کو قائم رکھین جس کا موقع اس وقت بھی آپ کو حاصل ہے۔

آپ کے ساتھ وہ لوگ بھی موجود ہین جنھین آپ اپنے ہمراہ لا سکتے ہین۔ یعنی وہ لوگ جو اپنی جان اور خون کے معاوضے مین جنت کی مشتاق ہین اور آپ کے پاس ان لوگون کی کمی نہین جو اس مقدس لڑائی مین اپنی تلوارین چمکانے کے مشتاق ہین۔

اگر آپ کو دنیاوی مال و دولت کی ضرورت ہو تو اس کی بھی یہان کمی نہین سونا۔ چاندی، جواہرات اور قیمتی زیور سب یہان بکثرت موجود ہین۔ اس کے علاوہ ہمارے یہان نہرین ہین جو پُرفضا باغون کی سایہ دار جھاڑیون مین چشمون کے صاف اور شفاف پانی سے لبریز ہین۔ جن کی مثال جنت کے سوا اور کہین نہین مل سکتی۔ لیکن ہماری اُمید کے مطابق اے بادشاہ اگر آپ کے دل مین خدا کی سچی خدمت کا خیال موجود ہے اور آپ اُس عالم آخرت کے فائدون کو ڈھونڈھتے ہین تو اس کا بھی یہان بہترین موقع حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ ان ممالک مین خونریز لڑائیان کبھی ختم نہ ہون گی۔ اور آپ کے جنگجو بہادرون کو ہر وقت اس بات کا موقع حاصل رہے گا کہ اپنے نیزون سے کام لین اور اپنی چمکتی ہوئی تلوارین چلائین۔ یہ مقدس جنت اور

پاک جھاڑیاں خدا نے یہاں پیدا کی ہیں تاکہ جب وقت آئے تو انہیں کے سایے کے نیچے سے خدا اس مسرت بخش عالم میں پہونچا دے جو آپ کی اعلیٰ خدمتوں کا بہترین معاوضہ ہو سکتا ہے۔

ہم آپ سے مدد چاہتے ہیں اور یہ کہ اپنے قوی بازو سے ہمیں پناہ دیجیے جس میں خدا اور اس کے فرشتے بھی آپ کی مدد کریں گے اور وہ آپ کی طرف سے ان کافروں کے مقابلے میں لڑیں گے جو ہمیں پریشان کر رہے ہیں۔ اے امیرالمسلمین ہم پر رحم کیجیے اور خدا کے اُن الفاظ کا خیال کیجیے جن میں یہ لکھا ہے کہ "انھیں قتل کرو کیونکہ تمھارے ہاتھوں سے خدا انھیں سخت تکلیف اور مصیبت میں مبتلا کرے گا۔ اس نے ان پر تباہی نازل کی ہے اور ان کی فوجوں پر تمھیں فتح دے گا اور وہ نجات جو فیاضی کے ساتھ ان لوگوں کو دی جائے گی جن کے دلوں میں شرافت اور ایمان ہے"۔

آخر میں ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں متحد کرے تاکہ ہم اس کی قوت سے اپنی محافظت کر سکیں اور اتفاق کے ساتھ بسر کریں۔ اور ان مسرتوں سے فائدہ اُٹھائیں جو اپنے دین کے مطابق ہمیں حاصل ہیں اور ہم خدا کا شکر ادا کریں اور اس کے پاک نام کو پھیلائیں۔

خدا امیرالمسلمین کو نجات دے اور اس پر رحم نازل کرے جو اس کے دین کا محافظ اور ترقی دینے والا ہے"۔

ابن عباد شاہ اشبیلیہ کے قاصدوں نے یہ خطوط امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین کو جا کے دیے۔ اور اپنی زبان سے اسپین کی تباہی اور بربادی کا حال بیان کیا اور کہا کہ "شاہ ڈان الفانسو کے کبر و نخوت کی کوئی انتہا نہیں رہی ہے۔ اور اس نے ہمیں مغلوب کر لیا ہے۔ یوسف بن تاشفین نے ابن عباد کے خطوں کو پڑھنے اور اس کے قاصدوں کی گفتگو سننے کے بعد وہ خط اپنے دربار کے شیوخ اور بعض اعزا کو جو

موجود تھے دکھائے اور پوچھا "اندلس والون کی اس درخواست کے متعلق کیا رائے ہے؟"

اس کے جواب مین اس کے اُن امرا نے جو ابھی صحرا سے آئے تھے اور جنھون نے عیسائیون کا نام اس وقت پہلی مرتبہ سُنا تھا کہا "اے امیرالمسلمین ہمارے نزدیک یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائیون کی جو خدا پر ایمان رکھتے ہین اور اس کے رسول کو مانتے ہین مدد کرے۔ اور یہ بات ہمارے لیے نہایت شرمناک ہوگی کہ ہم نے اپنے بھائیون اور پڑوسیون کی جو ہمارے ہی مذہب کے ہین اور ہین سے اور ہمارے درمیان مین سوا ایک تنگ آبنائے کے اور کوئی حد فاصل نہین ہے مدد نہ کی اور دشمن کے ہاتھون سے اُن کے تباہ و برباد ہونے کو خاموشی کے ساتھ دیکھا کیے۔ لیکن اے امیر آپ کو جو مناسب معلوم ہو وہی کیجیے کیونکہ اصلی حکومت اور بادشاہی خدا کے بعد آپ کے ہاتھ مین ہے اور آپ کے مقابلے مین ہماری رائے کوئی وقعت نہین رکھتی"

اس کے بعد شاہ یوسف نے اپنے کاتب یعنی معتمد عبدالرحمن بن اثبات کو علیحدہ لے جا کر اُس سے مشورہ کیا۔ یہ کاتب اندلس کے شہر المیریا کا رہنے والا تھا۔ اس عقلمند عالم سے بادشاہ نے رائے لی۔ تو اس نے جواب دیا کہ "اے بادشاہ ہمارے لیے یہ مناسب نہین کہ ہم آپ کو کسی قسم کا مشورہ دین۔ کیونکہ ہم آپ کے ادنیٰ غلام ہین اور آپ ہمارے آقا" بادشاہ نے پھر کہا "مگر مین معلوم کرنا چاہتا ہون کہ تمھاری رائے کیا ہے۔ اور ہمین اس بارے مین کیا کارروائی کرنی چاہیے" کاتب نے جواب دیا "اس مین کوئی شک نہین کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے بھائی مسلمانون کی مدد کے لیے تیار ہو جائے لیکن میرے خیال مین چند وجوہ ایسے ہین جن کی وجہ سے فی الحال مین آپ کو اسپین کے معاملات مین دخل دینے سے باز رکھنا چاہتا ہون" بادشاہ نے پوچھا "جلدی بتاؤ کہ وہ ایسے کون سے وجوہ ہین"

کاتب نے کہا اے امیرالمسلمین خدا آپ کو ترقی دے۔ یہ سمجھ لیجیے کہ اسپین ایک جزیرہ ہے جو بر اعظم سے بالکل جدا ہے۔ مشرق کے سوا اور ہر جانب سمندر سے گھرا ہوا ہے۔ مشرق میں پہاڑ ہیں جو بہت اونچے ہیں اور اس جزیرے کو بقیہ سرزمین سے جدا کرتے ہیں۔ اس جزیرے کا زیادہ تر حصہ مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا لیکن اب وہ اُن کے ہاتھ سے نکلتا جاتا ہے اور مسیحی جو اس سرزمین کے رہنے والے ہیں اپنی سرحدوں کو بڑھاتے جاتے ہیں۔ یہ جزیرہ بہت تنگ ہے اور اس میں بےشمار پہاڑیاں ہیں گویا وہ ایک قسم کا قیدخانہ ہے کہ جو اس میں آ جاتا ہے پھنس جاتا ہے۔ اور بہت کم ایسا اتفاق ہوا کہ کوئی اس میں داخل ہونے کے بعد نکل سکا ہو۔ لہذا مجبوراً اسے ان لوگوں کی اطاعت قبول کرنا پڑتی ہے جو اس ملک کے مالک ہیں۔ اگر آپ نے اس سرزمین پر قدم رکھا تو واپس آنا آپ کے اختیار سے باہر ہوگا۔ پھر اس امیر میں جو آپ کو اپنی مدد کے لیے بلاتا ہے اور آپ میں کون سی دوستی ہے۔ وہ آپ کو کون سی ضمانت دیتا ہے؟ اور کون سے قدیم تعلقات آپ کو اس کی مدد کرنے پر مجبور کر رہے ہیں؟ مجھے تو اس بات کا بھی اندیشہ ہے کہ اگر خدا نے اُس کے دشمنوں کو کامیاب کیا تو یہی شاہ اشبیلیہ آپ کو یہاں واپس نہ آنے دے گا بلکہ آپ کا افریقہ میں آنے کا راستہ بند کر دے گا جو اس کے لیے نہایت آسان ہے۔ اس وجہ سے اگر آپ کو مناسب معلوم ہو تو اس شاہ اشبیلیہ کو لکھیے کہ میں اس وقت تک اندلس میں نہیں آ سکتا جب تک جزیرۃ الخضرا میرے حوالے نہ کر دیا جائے تاکہ میں اطمینان کے ساتھ اپنی فوجیں وہاں جمع کر سکوں۔ اس جزیرے کی وجہ سے آپ کا راستہ ہر وقت کھلا رہے گا اور جب آپ کا جی چاہے واپس آ سکتے ہیں۔

ع ب چند چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ساحل اسپین کے قریب واقع ہوئے ہیں۔ اب اُن کا نام بالم باس ہے۔

بادشاہ نے جواب دیا اب تو عبدالرحمن تم نے مجھے ایک ایسی بات یاد دلائی جو اس وقت تک میرے خیال میں نہیں آئی تھی۔ تمھاری رائے بہت ٹھیک ہے۔ لہذا جاؤ اور اسی مضمون کا خط لکھو۔ کیونکہ اس معاملے میں تمھاری رائے مجھے بہت پسند آئی۔ چنانچہ عبدالرحمن نے یوسف بن تاشفین کی جانب سے خط لکھا جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

ھو بسم اللہ الرحمن الرحیم

منجانب امیر المسلمین ناصر الدین بخدمت شریف بادشاہ ابوالقاسم محمد بن عباد جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے اور جس پر خدا مہربان ہے خدا اسے ہمیشہ با اقبال رکھے اور اس پر اپنی رحمتیں نازل کرے۔

اس کے بعد ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں تمھارا خط ملا تمھاری شریفانہ درخواست ہمارے ہاتھوں میں پہونچی اور ہم نے اسے اچھی طرح پڑھا جس میں تم ہمیں اپنی مدد اور محافظت کے لیے بلاتے ہو تاکہ تمھاری مصیبتیں رفع ہو جائیں۔ تمھارے خط سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہان اندلس میں اتفاق اور یک جہتی نہیں باقی رہی ہے اور تم ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکتے لہذا میں اپنی جانب سے تیار ہوں کہ خود اور اپنے لوگوں کے ذریعے سے تمھاری مدد کروں اور در اصل مجھے ایسا کرنا چاہیے کیونکہ خدا نے قرآن پاک میں ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے

لیکن میرا اندلس میں پہونچنا اس وقت تک غیر ممکن ہے جب تک کہ تم جزیرۂ الخضرا کو میرے حوالے نہ کر دو اور وہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں رہے جن پر مجھے کامل اطمینان اور بھروسہ ہو تاکہ جب کبھی ہم واپس آنا چاہیں تو ہمارا راستہ کھلا ہوا اور صاف رہے۔ اگر میری یہ خواہش آپ کے خیال میں مناسب ہو تو میں آپ کی مدد کے لیے تیار ہوں اور انشاء اللہ تعالے فوراً آپ کی مدد کے لیے آجاؤں گا۔ السلام علیکم۔

جب ابن عباد کے سفیر اشبیلیہ مین واپس آئے اور انھون نے یوسف بن تاشفین کی اس خواہش کا حال ظاہر کیا تو کونسل مشیران سلطنت مین بحث ہونے لگی شہزادہ عبداللہ الرشید نے اپنے باپ سے کہا "میرے آقا دیکھیے اب آپ کو کیا نظر آتا ہے اور یہ شخص کیسی خواہش کرتا ہے۔ میرے نزدیک شاہ افریقہ کی درخواست بالکل ناجائز اور گستاخانہ ہے۔ اور اسکی وجہ سے مجھے اس کے اوپر بھروسہ نہین ہوتا۔ اور روز بروز میرے دل مین اس کی جانب سے شبہے پیدا ہوتے جاتے ہین"

شاہ ابن عباد نے جواب دیا "میرے بیٹے جب ہم ان فائدون کا خیال کرتے ہین جو اس کے ذریعے سے ہمین ہمارے لوگون کو اور ہمارے دین کو حاصل ہون گے تو اس مسلمان بادشاہ کا مطالبہ کچھ زیادہ اہمیت نہین رکھتا"

یہ سن کے شہزادہ عبیداللہ نے اپنے قاضیون کو جمع کیا اور جزیرۃ الخضرا امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین اور اس کے وارثون کے حوالے کر دیا گیا۔ ایک دستاویز مرتب کی گئی جس مین شاہ ابن عباد نے اس جزیرے کے کل اختیارات یوسف کو دیدیے اور اپنے یا کسی مخلوق کے لیے کوئی حق محفوظ نہ رکھا۔ یہ دستاویز مہر اور دستخط ثبت ہونے کے بعد فوراً امیرالمسلمین کے پاس بھیجدی گئی اور نہایت عاجزانہ الفاظ مین درخواست کی گئی کہ اب آپ فوراً چلے آئیے۔

الجزیرہ کا حاکم اس زمانے مین المعتمد بن عباد شاہ اشبیلیہ کا چھوٹا بیٹا یزید رعداللہ تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین۔ اس کو ابن عباد نے حکم دیا کہ قلعۂ مذکور افریقہ والون کے حوالے کر دے جو شاہ یوسف بن تاشفین کی جانب سے آئین گے اور جب اُس کی فوجین آجائین تو تم فوراً اپنے لوگون کو لے کے اُس شہر اور علاقے سے چلے آؤ۔ اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اسی کے مطابق عمل ہوا۔

پندرہواں باب

یوسف بن تاشفین کا اسپین مین اترنا اور مسیحی بادشاہ ڈان الفانسو کے خلاف امیرون کا جمع ہونا

جب شاہ یوسف نے دیکھا کہ جزیرہ بھی حوالے کر دیا گیا تو وہ اسپین مین جانے کی تیاریان کرنے لگا۔ اس نے اپنے قائدون اور سپہ سالارون کو حکم دیا کہ شہر مراکش مین جمع ہون اور ظاہر کیا میرا ارادہ ہے کہ مسیحیون کے مقابلے کو جاؤن۔ اس کے چند روز بعد ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ وہ سبطہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

شاہ اشبیلیہ المعتمد ابن عباد نے جو اپنی تجاویز مین کامیابی حاصل کرنا اور یوسف کو اپنا خاص طور پر طرفدار بنانا چاہتا تھا ارادہ کیا کہ اس افریقی بادشاہ سے جا کے ملے اور اس کا استقبال کرے۔ اور اس کا باعث یہ ہوا کہ اب معاملات بہت نازک ہو گئے تھے اور قاصدون کے ذریعے سے جو اس کے پاس ہر قسط سے آئے تھے اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ مسیحی بادشاہ الفانسو نے شہر مذکور کا نہایت سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا ہے اور وہان والون مین مدافعت کی تاب نہین ہے۔ اس نے سُنا کہ یوسف مراکش سے سبطہ کی جانب روانہ ہوا ہے لہذا خیال کیا کہ یہ موقع نہایت مناسب ہے۔ اُس نے اندلس کے امراء کو اپنے ساتھ لیا اور ایک جہاز کے ذریعے سے ابنائے کے اُس پار آیا تاکہ امیر المسلمین سے ملے۔ اور وہ علاقہ طنجہ کے مقام ولیانہ مین ملا جو سبطہ سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے۔

یوسف شاہ اشبیلیہ سے بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آیا اور ابن عباد نے اندلس کے حالات بیان کرنا شروع کیے اور کہا "اس ملک کے مسلمانون نے اب اپنی آزادی اور حفاظت کی ساری اُمیدین آپ پر اُٹھا رکھی ہین" اس کے بعد اس نے یوسف

سے درخواست کی کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ ہمین اس دائمی خطرے اور عظیم الشان مصیبت سے نجات دلائیے۔ پھر شاہ اشبیلیہ نے مسیحی الفانسو کے غرور و نخوت کا حال بیان کیا اور کہا کہ اس نے ملکون کو فتح کر لیا ہے۔ زمینون کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ محاصرہ کر کے شہرون کو غارت کر رہا ہے اور آجکل بھی وہ کافر سرقسطہ کا محاصرہ کیے ہوئے ہے جس میں اب مدافعت کی تاب نہین باقی ہے "

اس کے بعد امیر المسلمین سے اسپین کے مختلف امیرون کا حال بیان کیا۔ اور کہا کہ ان کی آپس کی لڑائیون اور باہمی جھگڑون ہی کی وجہ سے ملک تباہ و برباد ہو رہا ہے اور اسلامی سلطنتون کی کمزوری کا اصلی سبب یہی ہے۔

یہ سب باتین سن کے یوسف بن تاشفین نے جواب دیا "تم فوراً اپنے ملک مین واپس جاؤ اور اپنے معاملات کو دیکھو۔ خدا نے چاہا تو مین بہت جلد وہان آ کے تم سے ملون گا۔ مین تمھاری سرداری اور سپہ سالاری قبول کرتا ہون۔ انشاء اللہ ہمین کو فتح حاصل ہوگی۔ لہذا تم جاؤ اور مین تمھارے پیچھے ہی آتا ہون "

ابن عباد اسپین مین واپس آیا اور یوسف سبطہ کی جانب روانہ ہو گیا اور وہان پہونچتے ہی ابنائے سے اترنے کی تیاریان کرنے لگا۔ اس نے جہاز مہیا کیے۔ اپنے جھنڈے بلند کیے اور لوگون کو ان کے نیچے جمع کیا۔ پھر صوبہ جات یعنی بلاد صحرا۔ القبلہ۔ زاب اور المغرب کی حکومتون کا مناسب انتظام کر کے حکم دیا کہ یہ فوج اسپین مین اتر جائے۔ اس فوج کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ ان کی پلٹنون اور رسالون کو سوا اس خدا کے جس نے انھین پیدا کیا اور کوئی نہین گن سکتا۔

یہ بے شمار فوج جہازون کے ذریعے سے جزیرۃ الخضرا مین آئی اور اس کے میدانون مین خیمہ زن ہو گئی۔ یوسف بن تاشفین بھی اس جزیرے مین اترا۔ اس کے ہمراہ ابراہیم اور دوسرے مرادوی سپہ سالار تھے جو قبیلہ لمتونہ سے تعلق رکھتے تھے اور [illegible]

بہت بھروسہ تھا اور ہر معاملے مین اُن کی خاص عزت اور قدر کرتا۔

جس وقت امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین جہاز پر سوار ہوا اور کھلے سمندر مین آیا اُس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور یہ دُعا مانگی کہ "بارالٰہا اگر میرے سمندر کے پار جانے مین مسلمانون کے لیے کوئی بھلائی ہے جس کا حال تو ہی فقط سمجھ سکتا ہے تو اس پانی کے تلاطم کو رفع کر دے۔ لیکن اگر میرا یہ فعل ان کے لیے فائدہ بخش نہ ہو تو اپنی قدرت سے سمندر کو زیادہ متلاطم کر دے تاکہ مین اُس پار نہ جا سکون"۔ فوراً خدا نے موجون کا تلاطم دور کر دیا۔ اور سمندر ایسا صاف اور شفاف ہو گیا کہ یوسف بن تاشفین کا جہاز غیر معمولی تیزی کے ساتھ اس پار پہونچ گیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۴۷۹ھ کے ایک پنجشنبہ کو پیش آیا جو اس ماہ کے اُس زمانے مین واقع ہوا جب کہ چاند غائب تھا۔

امیرالمسلمین بڑی خوشی سے جزیرۃ الخضرا مین اُترا اور اُسی دن وہان اُس نے ظہر کی نماز پڑھی۔ الجزیرہ کا حاکم ابو خالد یزید جو ابن عباد شاہ اشبیلیہ کا چھوٹا بیٹا تھا اپنے سپہ سالارون کے ساتھ اُس کے استقبال کو نکلا اور شاہ المعتمد ابن عباد خود بھی دیگر امرائے اسپین کے ساتھ شہر کے پھاٹک پر موجود تھا۔ بہت سے قائد اور سردار اس کے ہمراہ تھے۔ یوسف بن تاشفین کے پہونچنے کے بعد اسی دن شام کو ایک مجلس منعقد ہوئی۔ اور اس مین ان معاملات پر غور کیا گیا جو عنقریب پیش آنے والے تھے۔

چند روز جب تک کہ یوسف بن تاشفین اپنی فوج کے ہمراہ جزیرۃ الخضرا مین رہا اُس نے شہر کی دیوارون کو مضبوط کرایا اور جہان جہان برج اور فصیلین منہدم ہو گئی تھین اُنھین ازسرنو تعمیر کرایا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ شہر کے گرد ایک بہت گہری خندق کھودی جائے اور بیشمار سامان جنگ اور غلہ قلعے کے اندر جمع کر دیا جائے۔ پھر اس شہر کے اندر یوسف نے ایک فوج مقرر کی جو نہایت احتیاط کے ساتھ منتخب کی گئی تھی۔ اور اُسے حکم دیا کہ نہایت ہوشیاری سے کام لے۔ افسرون کو حکم دیا کہ ہر وقت نگرانی کرتے رہین۔ اور

سپاہیون کو مقرر کرین کہ ہر وقت پہرہ دیتے رہین۔

امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے اسپین مین یہ پہلی دفعہ سفر کیا تھا۔ اگرچہ زندگی بھر مین وہ چار دفعہ یہان آیا جیسا کہ ہم آیندہ بیان کرین گے۔

اب شاہ ابن عباد اشبیلیہ کی جانب روانہ ہو گیا تاکہ مرادوین کے لیے جو اُسکی مدد کو آئے تھے سامان رسد فراہم کرے اور وہ تحائف تیار کرے جو وہ امیر المسلمین اور اس کے معزز سردارون کے لیے پیش کرنے والا تھا۔ یوسف نے بھی جب یہ دیکھا کہ جزیرۃ الخضرا کے متعلق مناسب انتظام ہو گیا ہے اور اس طرف سے اُسے پورا اطمینان حاصل ہے تو وہ بھی اپنی فوج کے ساتھ اشبیلیہ کی جانب روانہ ہوا۔ بعض مورخون کا بیان ہے کہ شاہ ابن عباد امیر المسلمین یوسف بن تاشفین سے اس وقت ملا جب کہ وہ الجزیرہ سے روانہ ہو کے ایک منزل طے کر چکا تھا۔ اُن کا بیان ہے کہ امیر المسلمین کو دیکھتے ہی ابن عباد نے گھوڑے سے اُترنے کا ارادہ کیا تاکہ اُس کے ہاتھون کو بوسہ دے۔ لیکن یوسف نے اُسے اس بات کی اجازت نہ دی اور فوراً گھوڑا بڑھا کے خود اُس کے سامنے آ گیا اور اسکو سلام کیا۔ اس کے بعد دونون بادشاہ باتون مین مشغول ہو گئے اور مجوزہ لڑائی کے متعلق غور کرنے لگے۔ اسی طرح راستے بھر وہ لطف کی باتین کرتے رہے۔ فوج والون کے لیے سفر مین بھی نہایت اعلی درجے کا انتظام کیا گیا انھین ٹھہرنے کو اچھی جگہین دی گئین اور افراط کے ساتھ سامان رسد بہم پہونچایا گیا۔ ان باتون کا انتظام شاہ ابن عباد نے بذات خود کیا اور ہر شخص کی عزت اور مرتبے کے مطابق خاطر و مدارات کی جس کی وجہ سے سب مطمئن اور خوش تھے۔ شاہ اشبیلیہ نے دیکھا کہ یہ منتخب فوج جو یوسف بن تاشفین اپنے ساتھ لایا ہے بہت اچھی اور ضرورت کے لیے بخوبی کافی ہے۔ اُسے یقین ہو گیا کہ اب ہم شاہ ڈان الفانسو کے مقابلے مین کامیابی کے ساتھ لڑ سکین گے۔

مرادوی فوج کے آنے کا حال جلیقیہ کے بادشاہ کو بھی معلوم ہو گیا جو اس زمانے

مین شہر قسطلہ کا محاصرہ کیے ہوے تھا۔اب اُس نے فوراً محاصرہ اُٹھا لیا اور افریقی بادشاہ کے مقابلے کو چل کھڑا ہوا۔اس نے اپنے سپہ سالارون سے مشورہ کیا اور اُن مشورے کے مطابق الفانسو نے دوسرے مسیحی بادشاہ ابن رادمیر (اللہ اُسے تباہ کرے) اور اُس بادشاہ کو جو برہانس کہلاتا تھا لکھا۔رادمیر آجکل مدینہ طرطوشہ کا محاصرہ کیے ہوے تھا۔اور برہانس علاقہ بلنسیہ کو تباہ و برباد کر رہا تھا۔لیکن یہ دونون فوراً اپنی فوجون کے ساتھ شاہ الفانسو کی مدد کو آے اور اُس کی فوج مین شریک ہو گئے۔الفانسو نے اپنے قاصد جلیقیہ قسطلہ اور ربا ونہ مین بھیجے اور اُن صوبہ جات سے بھی بیشمار فوج اس کے پاس آ گئی۔اور جب یہ سب کافر شاہ الفانسو کے گرد جمع ہو گئے تو اب اس ان بادشاہ نے اپنے سردارون کو بلایا اور اُن سے راے لی۔سب اس بات پر متفق تھے کہ اب اس بات کا موقع ہے کہ ہم ابن عباد المعتمد کے مقابلے کو نکلین اور مرادون کے بادشاہ یوسف بن تاشفین سے لڑین۔

اس اثنا مین مرادون کی فوج مدینہ اشبیلہ تک آ پہونچی اور یہان آٹھ دن ٹھہری رہی۔آرام لینے کے لیے نہین بلکہ جو لڑائی درپیش تھی اُس کے متعلق ضروری تیاریان کرنے کی غرض سے۔اندلس کے امیرون نے بھی اپنے لوگون کو جمع کیا اور انھین حکم دیا کہ باجوس کی راہ مین مرادون کی فوج سے مل جائین۔اس طرح ہر صوبۂ اسپین کے مسلمان جمع ہونے لگے۔فقط المیریہ کا امیر نہ آ سکا۔کیونکہ اس کی سرحد مسیحیون سے ملی ہوئی تھی جو اُسے ہمیشہ مصروف اور پریشان رکھتے۔

المغرب کے بادشاہ عمر بن الافطس نے اپنے بھائی المستنفر کو فوج کے آگے آگے بھیجا اور حکم دیا کہ لوگون اور گھوڑون کے لیے ضروری سامان فراہم کرتا جاے۔جب سب امیر اور سپہ سالار اس فوج مین آ کے شریک ہو گئے تو ایسے لوگ جو جنگ کے لیے ناقابل خیال کیے گئے اپنے مکانون کو واپس کر دیے گئے۔اس کے بعد یہ ساری فوج اشبیلیہ

کی جانب روانہ ہوئی۔

مقدمۃ الجیش کی سپہ سالاری امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے خود اپنے ہاتھ مین رکھی اس کے بعد دوسرا سردار ابو سلیمان داؤد بن عایشہ تھا جو دس ہزار مرادوی سوار دن کے ساتھ کوچ کر رہا تھا۔ اس کے بعد اسپین کے امیر المعتمد محمد بن عباد شاہ اشبیلیہ۔ بلکین بن بادیس شاہ غرناطہ۔ ابن مسیلمہ جو المدغر کے پہاڑی علاقے کا مالک تھا۔ ابن ذوالنون یحیی حاکم بلنسیہ۔ عمر بن الافطس شاہ الغرب اور والی ابن آذون۔ والی ابن جادون اور والی ابن زیدون تھے۔

اب امیر المسلمین نے حکم دیا کہ اسپین کے بادشاہ اور امیر اپنی فوج علیحدہ رکھین جن سب کا سردار ابن عباد شاہ اشبیلیہ ہو۔ اور مرادوی فوج اُن سے علیحدہ رہے۔ لہذا اسی طریقے سے وہ روانہ ہوئے۔ جو جگہ صبح کو ابن عباد خالی کرکے جاتا شام کو یوسف بن تاشفین اور اُس کی مرادوی فوج وہان پہونچ جاتی۔ اسی ترتیب سے وہ آگے بڑہتے رہے۔ یہان تک کہ مدینۂ ارطوشہ مین پہونچے جہان انھون نے تین دن قیام کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ طلیطلہ سے روانہ ہونے سے پہلے شاہ جلیقیہ ڈان الفانسو نے ایک نہایت خوفناک خواب دیکھا اور فقط ایک دفعہ نہین بلکہ کئی دفعہ۔ اور وہ خواب حسب ذیل تھا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک ہاتھی پر سوار ہے اور قریب ایک بہت بڑا طبل رکھا ہے جس کو اُس نے اپنے ہاتھ سے بجایا۔ لیکن اُس مین سے جو آواز نکلی وہ ایسی تیز اور خوفناک تھی کہ بادشاہ نیند سے چونک پڑا۔ اور اس کے ہوش وحواس باختہ تھے۔ یہ خواب فقط ایک دفعہ نہین بلکہ مسلسل کئی راتون کو نظر آیا۔ اگرچہ وہ جانتا کہ خواب کوئی حقیقت نہین رکھتے اور مختلف خیالات کی بناء پر نظر آیا کرتے ہین۔ تاہم مطمئن نہ ہوا اور یاد آگیا کہ اگر خدائے تعالے اس طرح سے ان اہم واقعات کو جو

پیش آنے والے ہوتے ہیں نیند میں ظاہر کر دیا کرتا ہے۔
الفانسو نے یہ خواب مسلسل کئی راتوں کو دیکھا آخر کار ایک رات کو جاگا تو اسکی طبیعت اس قدر پریشان تھی کہ صبح تک نیند نہ آئی جب روشنی ہو گئی تو اُس نے حکم دیا کہ سلطنت کے تمام عالم و فاضل میرے پاس حاضر ہوں۔ اس طرح عیسائی راہب پادری اور یہودیوں کے ربّی جو کہ اس کی رعایا تھے جمع ہوئے۔ یہودی خاص طور پر بلائے گئے اس لیے کہ دوسرے مذہب والوں کے مقابلے میں وہ لوگ خواب کی تعبیر بہت اچھی دیا کرتے تھے۔
جب یہ سب علما شاہ الفانسو کے پاس جمع ہو گئے تو اُس نے اپنے خواب کو نہایت تفصیل کے ساتھ اور اُسی سلسلہ سے جس طرح کہ دیکھا تھا بیان کیا۔ اور خواب بیان کرنے کے بعد اُس نے کہا "اس میں جو چیز مجھے نہایت پریشان اور متحیر کرتی ہے وہ ہاتھی ہے جس کو میں نے اپنے خوابوں میں دیکھا۔ یہ جانور ہمارے ملک میں نہیں ہوتا اور نہ یہاں اس کو کسی نے دیکھا ہے۔ اسی طرح وہ طبل بھی اُس وضع و قطع کا نہیں ہے جو ہمارے یہاں یا اسپین کے دیگر علاقہ جات میں رائج ہے۔ اب تم بتاؤ کہ اس کی تعبیر کیا ہے؟"
علما و فضلا دوسرے کمرے میں چلے گئے اور اس خواب پر غور کرنے کے بعد پھر الفانسو کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا "معزز بادشاہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اُن عظیم الشان فوجوں پر جو مسلمانوں نے تیرے مقابلے پر جمع کی ہیں تو فتح پائے گا۔ اُن کے لشکر گاہ کو لوٹ لے گا۔ سارا سامانِ دولت جو اُن کے ساتھ ہے تیرے قبضے میں آجائے گا۔ تو اُن کے علاقے پر قابض ہو جائے گا۔ اور ایک فاتح کی حیثیت سے نہایت عزت اور شان و شوکت کے ساتھ واپس آئے گا۔ اس کے علاوہ اس خواب کی تعبیر یہ بھی ہے کہ تیری فتح کی شہرت سارے ارضِ مشرق میں مشہور ہو جائے گی کیونکہ ہاتھی جو تجھے خواب

مین نظر آیا ہے یوسف بن تاشفین ہے جو دور و دراز کے ممالک افریقہ کا بادشاہ ہے کیونکہ ہاتھی اُنھین صحرائی ممالک مین پیدا ہوتا ہے اور یہان اس کے سوا اور کسی غرض سے نہین آیا ہے کہ تو باوجود اس کی طاقت و قوت کے اُسکو مغلوب کرے اور اس کے کندھون پر سوار ہو جائے۔ یہ عجیب و غریب طبل جو تو نے ان راتون کو بجایا اس سے مطلب یہ ہے کہ تیری شہرت ساری دنیا مین گونجے گی۔ اور تیری فتح کی خبر اس کے ہر حصے مین پہونچ جائے گی ''

الفانسو نے نہایت غور کے ساتھ اس بیان کو سُنا اور جب وہ لوگ بیان کر چکے تو اُس نے کہا '' مجھے نظر آتا ہے کہ تم میرے خواب کا اصلی مطلب نہین سمجھے کیونکہ جو تعبیر میرا دل دے رہا ہے وہ بالکل اس کے خلاف ہے۔ اور میرے دل کی تعبیر کبھی غلط نہین ثابت ہوئی۔ اس خواب سے سوا مصیبت اور پریشانی کے مجھے کوئی اور چیز نہین نظر آتی ''

یہ کہتے ہی بادشاہ ان مسلمان سردارون کی طرف متوجہ ہوا جو اس کی رعایا تھے اور اسی کمرے مین کھڑے ہوے تھے۔ اور ان سے کہا '' تم اپنی قوم کے کسی ایسے عالم کو جانتے ہو جو خواب کی تعبیر مین مہارت رکھتا ہو ''۔ مسلمان سردارون نے جواب دیا کہ ہمین ان صفات کا ایک عالم معلوم ہے جو خاص طلیطلہ مین رہتا ہے اور ایک مسجد مین درس دیا کرتا ہے۔ وہ البتہ بادشاہ کی مرضی کے مطابق تعبیر دے سکے گا ''

الفانسو نے حکم دیا کہ وہ عالم حاضر کیا جائے۔ مین اُن سے ملنا اور اس معاملے مین مشورہ کرنا چاہتا ہون۔ مسلمان سردار اُن عالم کے پاس گئے جس کا نام فقیہ محمد بن عیسیٰ تھا۔ ان کا وطن مجاسہ تھا۔ اور اُن سے بادشاہ کی خواہش بیان کی۔

محمد بن عیسیٰ نے پوچھا '' تمھین یہ معلوم ہے کہ بادشاہ نے مجھے کس لیے بلایا ہے ؟''

اُنھون نے جواب دیا کہ ہان ہم اتنا جانتے ہین کہ بادشاہ اپنے ایک خواب کی تعبیر

آپ کی زبان سے سننا چاہتا ہے۔ فقیہہ نے کہا "خدا نے مجھے اس بات کی اجازت نہین دی ہے کہ کسی کافر کے دروازے پر اس غرض سے جاؤن" اس کے بعد ان سردارون نے لاکھ خوشامد کی مگر فقیہہ مذکور بادشاہ کے پاس جانے پر آمادہ نہ ہوئے سردارون نے کہا "آپ کو ایسے زبردست اور طاقتور بادشاہ کے پاس جانے مین عذر نہ ہونا چاہیے" لیکن فقیہہ نے یہی جواب دیا کہ "خدا میرا مالک اور محافظ ہے اور اسی کے ہاتھ مین میری قسمت کی بھلائی اور برائی ہے" بس اس کے سوا فقیہہ نے کوئی اور بات زبان سے نہ نکالی۔

یہ قاصد مایوس ہو کر بادشاہ کے پاس واپس گئے لیکن اس خیال سے کہ ایسا ہو الفانسو کو غصہ آ جائے اور ان عالم کے درپے آزار ہو جائے انھون نے کہا "اے بادشاہ یہ فقیہہ ایک تارک الدنیا اور غریب آدمی ہے۔ اُسے اپنے لیے مناسب نہین معلوم ہوتا کہ امرا اور بادشاہون کے مکانون اور قصرون مین داخل ہو۔ اور چونکہ اس نے اس بات کا عہد کر لیا ہے اور اس پر وہ نہایت سچائی کے ساتھ قائم ہے اس لیے ہمارے نزدیک وہ حاضر نہ ہونے سے قابل معافی ہے۔ اگر حضور اجازت دین تو ہم آپ کا خواب اس عالم کے سامنے بیان کرین اور وہ جو تعبیر دے گا اُس کو ہم آپ کی خدمت مین عرض کر دین گے۔ جس کی نسبت ہمین اُمید ہے کہ بہت ٹھیک ہوگی۔" بادشاہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور اپنا خواب مسلمان سردارون کے سامنے بیان کیا اور وہ فقیہہ محمد ابن عیسٰی کے پاس گئے۔ اس وقت فقیہہ موصوف مسجد مین تلاوت قرآن مین مشغول تھے کیونکہ وہ اُس مسجد مین قاری کی خدمت پر مقرر تھے۔ سب نے ان کے سامنے بادشاہ کا خواب بیان کیا اور کہا کہ نہایت غور سے اس کی تعبیر دیجیے کیونکہ یہ معاملہ بہت اہم ہے اور ہمین بادشاہ کی خواہش پوری کرنی ضروری ہے۔

فقیہہ نے غور کرنے کے بعد جواب دیا کہ "جاؤ شاہ ڈان الفانسو سے کہدو کہ تمھارے

خواب کی تعبیر بہت جلد ظاہر ہو جائے گی اور وہ یہ ہے کہ تمھیں شکست ہوگی۔ اور ایسی شرمناک شکست جسمیں بہت سے لوگ قتل ہون گے۔ تم اپنے چند لوگون کے ساتھ بھاگو گے اور فتح مسلمانون کے ہاتھ رہے گی۔ اُس سے یہ بھی کہدینا کہ اس کے خواب کی تعبیر قرآن پاک سے لی گئی ہے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدہم فی تضلیل و ارسل علیہم طیراً ابابیل ترمیہم بحجارۃ من سجیل فجعلہم کعصف ماکول۔"

پھر فقیہہ نے کہا "یہ الفاظ حبشی بادشاہ ابرہہ کی تباہی و بربادی کے متعلق بیان کیے گئے ہین جب کہ وہ اپنی طاقتور فوج کے ساتھ عرب کے مقابلے کو نکلا تھا کہ خانہ کعبہ یعنی حرم کو منہدم کر دے اور اس غرض کے لیے ایک بڑے ہاتھی پر سوار ہو کے گیا۔ لیکن خدا نے اُس کی تباہی کے لیے ابابیل چڑیون کو بھیجا جنھون نے آگ کی طرح چمکتی ہوئی کنکریان اسکی فوج پر پھینکنا شروع کین جن کی وجہ سے بادشاہ کے ارادے بیکار ہو گئے۔ اور ابرہہ کا غرور خاک مین مل گیا۔ الفانسو نے جو طبل اپنے پاس دیکھا اور جسے اپنے ہاتھ سے بجایا اُس کا مطلب یہ ہے کہ تمھاری تباہی کا وقت آ گیا ہے اور اسکے بعد جب وہ اپنے دشمن کی صفون سے طبل جنگ اور ترہیون کی آواز سُنے گا تو وہ دن کافرون کے لیے نہایت خوف شکست اور خونریزی کا ہو گا"

یہ تعبیران سردارون نے اپنے بادشاہ سے بیان کی جس کے سنتے ہی اُس کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور کہا "خدا کی قسم اگر تمھارے فقیہہ نے غلط کہا ہے تو اُسے اُس کی سزا برداشت کرنی پڑے گی اور مین اُسے ابھی سے آگاہ کیے دیتا ہون"

جب بادشاہ کے الفاظ لوگون نے فقیہہ کے سامنے بیان کیے تو اُس نے نہایت حقارت کے ساتھ سُنا اور کہا "خدا کے حکم کے بغیر الفانسو یا اور کوئی مجھے کسی قسم کا نقصان نہین پہونچا سکتا جو کچھ ہو گا اسی کی مرضی سے ہو گا"

سولھواں باب

جنگ زلاقہ

جب شاہ ڈان الفانسو اپنی فوجین جمع کر چکا تو اُسے نظر آیا کہ ایک بیشمار مخلوق جمع ہو گئی ہے اور اس کی فوج مین اسی ہزار سے زیادہ سوار تھے۔ ان مین سے نصف سوار بھاری زرہین پہنے ہوے تھے اور باقی نصف ہلکے اور تیز رو سوار تھے جن مین زیادہ تعداد عربون کی تھی۔ کیونکہ الفانسو کی فوج مین تقریباً ۳۰ ہزار عرب نوکر تھے۔ لہذا مسیحی بادشاہ کے لشکر مین بھی بہت سے مسلمان تھے۔

الفانسو اس عظیم الشان فوج کو لے کر یوسف بن تاشفین اور اندلس کے امیرون کے مقابلے کو چلا۔ جب دونون فوجین ایک دوسرے کے قریب پہونچ گئین تو اپنے خیمے ڈال دیے۔ یہ زمین جہان اُنھون نے اپنے خیمے نصب کیے علاقہ باجوس کی اُن جھاڑیون اور میدانون کے قریب تھی جو زلاقہ کے نام سے مشہور تھے اور شہر سے تقریباً چار کوس کے فاصلے پر واقع تھے۔ ابن عباد شاہ اشبیلیہ نے مشورہ دیا کہ مسلمان فوجین دو جگہ مختلف پڑاؤ ڈالین۔ مقصد یہ تھا کہ دشمن کو اس کی وجہ سے زیادہ خوف اور نا اُمیدی پیدا ہو اور ہوا بھی یہی جو منظر ان دو اسلامی لشکر گاہون کی وجہ سے نظر کے سامنے پھر جاتا وہ دیکھنے والے کے دل مین واقعی ایک خوف و اضطراب پیدا کر دیتا۔ باجوس کی ندی جو نہر حجر کہلاتی تھی اسلامی اور مسیحی لشکر گاہون کے درمیان مین بہتی تھی اور دونون فوجین اس کا پانی پی رہی تھین۔

بعض مورخین لکھتے ہین کہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے یہان پہونچ کے ایک خط ڈان الفانسو کے نام لکھا۔ لیکن دیگر مورخین لکھتے ہین کہ یہ خط مدینۂ ارطوشہ سے لکھا گیا تھا۔ اس مین اس بات کی خواہش کی گئی تھی کہ جلیقیہ کا بادشاہ ان تین باتون مین سے جو

ذیل مین درج ہین ایک بات قبول کرے۔ اوّل یہ کہ وہ مسیحی مذہب کو چھوڑ کے مسلمان ہوجائے۔ دوسرے یہ کہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کی ماتحتی اور اس کو خراج دینا گوارا کرے۔ اور اگر یہ دونون باتین نہ منظور ہون تو لڑائی کے لیے تیار ہو جائے۔ کہتے ہین کہ اسی خط مین یوسف بن تاشفین نے یہ بھی لکھا تھا کہ "اے شاہ الفانسو سنتا ہون تم کو آرزو تھی کہ تمھین جہاز مل جائین تاکہ تم میرے علاقے مین آکے مجھ سے لڑو۔ مگر مین نے تمھین اس کی تکلیف نہین دی اور بجائے اس کے کہ تم وہان آتے مین خود تمھارے علاقے مین آپہونچا ہون۔ خدا نے ہمین اس ملک مین اس غرض سے جمع کر دیا ہے تاکہ تمھین اپنے غرور کا پھل مل جائے اور تمھاری قسمت کے مطابق تمھاری خواہش پوری ہو"

یہ خط قاصد نے جا کے خاص الفانسو کے ہاتھ مین دیا۔ اور واپس آکے امیر المسلمین سے کہا "مسیحی بادشاہ نے خط کو جلدی مین پڑھا اور پڑھنے کے بعد نہایت غصے کے ساتھ زمین پر پھینک دیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کے نہایت متکبرانہ لہجہ مین کہا "جا اور اپنے امیر سے کہدے کہ لڑائی مین چھپا نہ رہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو ہم ایک دوسرے سے سمجھ لین گے"۔

اس کے بعد دونون فوجون کے سپہ سالارون مین لڑائی کے وقت اور ترتیب کے متعلق مراسلت ہوئی۔ اسی سلسلے مین شاہ ڈان الفانسو نے دغابازی سے ایک خط یوسف بن تاشفین کے پاس بھیجا اور لکھا کہ "کل جمعہ ہے جو مسلمانون کا نہایت محترم دن ہے لہذا اس دن لڑنا مناسب نہ ہوگا۔ پرسون ہفتہ ہے جو یہودیون کا ایک مقدس دن ہے اور اس مذہب کے بہت سے لوگ میری فوج مین موجود ہین لہذا مین نہین پسند کرتا کہ ان کے مذہبی معاملات مین دخل دہی کی جائے پھر اسکے بعد اتوار ہے اور آپ جانتے ہین کہ وہ دن مسیحیون کے لیے نہایت مقدس ہے۔ لہذا اس دن بھی لڑنا مناسب نہین۔ ان اسباب سے مین چاہتا ہون کہ لڑائی دوشنبے پر

اُٹھا رکھی جائے تاکہ اُس روز ہم اطمینان کے ساتھ اپنی صفین درست کرسکین اور ایک دوسرے کے مقابل لڑنے کے لیے فوجین بھیجتے رہین اور اس مین کسی قسم کی بے ایمانی یا دغابازی نہ ہو۔"

امیرالمسلمین نے اندلس کے امیرون سے مشورہ کرکے جواب دیا کہ مین اُس دن تک انتظار کرون گا جو شاہ الفانسو نے مقرر کیا ہے۔ لہذا دوشنبے کے روز جو دھوین ماہ رجب ۴۷۹ھ کو میدان جنگ گرم ہوگا۔ لیکن شاہ اشبیلیہ نے یوسف بن تاشفین کو آگاہ کر دیا کہ نہایت سختی کے ساتھ دشمن کی نقل وحرکت کی نگرانی رکھی جائے اور ہمین ہر وقت لڑائی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ کیونکہ ہمین ایک ایسے دشمن سے سابقہ پڑا ہے جو انتہا درجے کا چالاک اور جنگی مکاریون اور دغابازیون مین نہایت مشاق ہے۔

بارہوین رجب کی رات کو ابن عباد نے پھر اپنے مشورہ کا اعادہ کیا۔ اور ہر سردار کو آگاہ کر دیا کہ لڑائی کے لیے ہر وقت تیار رہے۔ ساتھ ہی اس نے جاسوسون اور دیکھ بھال کرنے والے سوارون کو جن پر اسے کامل اطمینان تھا الفانسو کے لشکرگاہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اس کی نقل وحرکت کو دیکھتے رہین اور فوراً اس کے بڑھنے کی خبر پہونچا دین۔ شاہ اشبیلیہ رات بھر اسی کارروائی مین مصروف رہا۔ صبح کو فجر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ دیکھا ایک جاسوس جو دشمن کی نقل وحرکت دیکھنے کو روانہ کیا گیا تھا نہایت تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا آرہا ہے۔ جب وہ قریب آیا تو دور ہی سے چلایا "مولائی۔ دشمنون کی فوج بیشمار جمعیت کے ساتھ مسلمانون کے مقابلے کو آرہی ہے اور اُن کی تعداد ٹڈیون سے کم نہ ہوگی!" یہ سنتے ہی شاہ اشبیلیہ نے یوسف بن تاشفین کو خبر کی۔ جو قاصد یہ خبر لے کے امیرالمسلمین کے پاس گیا اُس نے دیکھا کہ وہ اپنے خیمے مین بالکل تیار کھڑا ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن عباد نے اس وقت اپنے ایک نجومی سے مشورہ

کیا۔ اُس نے زائچہ کھینچا اور حکم لگایا کہ "مولائی۔ آج کا دن مسلمانون کے لیے بہت بُرا
ہے لہٰذا آج جس طرح بنے اُنھین لڑائی سے روک لیجیے"۔ لیکن اس پیشین گوئی کا حال
ابن عباد نے یوسف بن تاشفین اور دیگر امرا کے سامنے نہین بیان کیا تاکہ وہ پست ہمت
نہ ہو جائین۔ یا مجھے کمزور اور بزدل نہ خیال کرین کہ نجومیون کی باتون کا خیال کرتا ہون
شاہ یوسف نے اس رات کو اپنے لشکر مین کسی کو سونے نہین دیا تھا۔ اس نے
فوراً اپنے سپہ سالار ابو المظفر داؤد کو تیر اندازون کی ایک بڑی جماعت اور مرادوی سوارون
کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ ان سپاہیون اور سوارون کو یوسف بن تاشفین نے پہلے
ہی سے حکم دے رکھا تھا کہ لڑائی کا آغاز وہی کرین گے۔ داؤد بن عائشہ بڑا مشہور
سپہ سالار تھا۔ مسلمانون مین اس کی ہمت اور استقلال کا کوئی دوسرا شخص نہ تھا۔ بڑی
بڑی خطرناک لڑائیون مین ہمیشہ جرأت اور بہادری کے ساتھ لڑ چکا تھا۔
دشمن خدا الفانسو نے اپنی فوج کے دو حصے کیے اور مقدمۃ الجیش کو مسلمانون
کے مقابلے کو بھیجا۔ اس حملہ آور فوج کا یہ خیال تھا کہ مسلمان اس وقت لڑائی کے لیے
تیار نہ ہون گے۔ لہٰذا وہ بڑے شوق اور نہایت تیزی کے ساتھ آگے بڑھی داؤد بن
عائشہ سے مقابلہ ہوا۔ اور چند چھوٹی چھوٹی لڑائیون کے بعد جس مین کسی جانب کو کوئی
خاص فائدہ نہین حاصل ہوا دونون فوجین واپس ہو کے اپنی اصلی جمعیتون مین شامل
ہو گئین۔ لیکن اس لڑائی مین دونون جانب کے بہت سے لوگ کام آئے چند گھنٹون
کے بعد پھر میدان جنگ کا شور سُنا گیا۔ لوگون کے نعرے ترہیون کی آوازون مین
ملے ہوئے گونجنے لگے۔ اسوقت شاہ اشبیلیہ نے پھر اپنے نجومی کو حکم دیا کہ زائچہ بنائین
اور ان قابل لوگون نے معلوم کیا کہ اس وقت ستارے مسلمانون کے موافق ہین اور
اُن کو نہایت شاندار فتح کی اُمید دلائی۔ یہ خبر شاہ اشبیلیہ نے امیر المسلمین کو مندرجہ ذیل
اشعار کے ذریعے سے پہونچائی کیونکہ جیسا کئی مرتبہ ذکر ہو چکا ہے ابن عباد بہت اچھا

شاعر تھا۔

مسیحیون پر خدا کا قہر ہے۔
لہذا وہ تیری تلوار کے ذریعے سے انھین برچھی کے ساتھ قتل کرے گا۔
ستارے تجھے اور تیرے مسلمان بھائیون کو فتح و نصرت کی خبر دے رہے ہین۔

شاہ یوسف جو پہلی لڑائی سے بہت پست ہمت ہو گیا تھا یہ اشعار سنتے ہی جوش مین آ گیا گھوڑے پر سوار ہو کے اپنی فوج کی صفون مین گذرا اور یہ دیکھ کے بہت خوش ہوا کہ ہر شخص لڑائی کے لیے تیار ہے۔ اب شاہ ڈان آلفانسو بذات خود لڑائی کے لیے نکلا اور داؤد بن عائشہ پر حملہ کیا۔ اور ایک نہایت خونریز لڑائی شروع ہو گئی۔ مسلمان بہادری کے ساتھ اپنی جگہون پر قائم رہے لیکن دشمنان خدا نے انھین اپنے بھاری رسالون اور بیشمار فوج سے جو ایک پہاڑی طوفان کی طرح بڑھتی چلی آتی تھی مغلوب کرنا چاہا۔ اب دست بدست لڑائی شروع ہو گئی جس مین جنگجو بہادرون نے ایک دوسرے کو اپنی تلوارون سے کاٹ کے زمین پر ڈال دیا۔ ان کے نیزے پہلے ہی ٹوٹ چکے تھے کیونکہ وہ ان کے غصے کی تاب نہین لا سکتے تھے۔

اب ظالم آلفانسو کی فوج کے دوسرے حصے نے حرکت کی جس کے سردار البرہانس اور غرسیہ بن زادمیر تھے۔ انھون نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا اور ناقابل بیان جوش کے ساتھ آبن عباد اور اندلس کے دیگر امیرون کے لشکرگاہ پر حملہ آور ہوے۔ انھون نے ان لوگون کو ایسی پھرتی کے ساتھ چارون طرف سے گھیر لیا کہ بالکل تاریکی ہو گئی اور وہ ایک دوسرے کو بھی نہ دیکھ سکتے تھے۔ مسلمانون نے خیال کر لیا کہ اب شکست ہو گئی لہذا پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ ساتھ ہی عیسائیون نے ان پر ایسا سخت دباؤ ڈالا کہ تھوڑی ہی دیر مین وہ سب نہایت تیزی کے ساتھ باجوس کی جانب بھاگ رہے تھے لیکن اشبیلیہ کے رسالے اپنی جگہ پر جمے رہے۔ آبن عباد کے شہسوار اس وجہ سے دشمن کا مقابلہ

ایسی سختی سے کرتے رہے کہ ان کا سپہ سالار بہادر اور جفاکش شاہ المعتمد تھا یہ سوار اگرچہ چارون طرف سے دشمنون مین گھر گئے تھے اور دشمن اپنی پوری قوت کے ساتھ انھین مغلوب کرنا چاہتے تھے لیکن وہ زخمی شیرون کی طرح برابر لڑتے رہے۔ اشبیلیہ کے مشہور سوارون نے اپنی بہادری اور استقلال کا اس سے زیادہ نمایان ثبوت کبھی نہین دیا تھا۔ مقتول کافرون کی لاشون کے خوفناک ڈھیر ان کے چارون طرف ایک مہیب منظر پیدا کر رہے تھے۔

اب شاہ یوسف کو اندلس والون کی شکست اور ان کے منتشر ہو کے بھاگ جانے کا حال معلوم ہوا۔ لیکن ساتھ ہی اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن عباد بڑی بہادری کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم ہے گو کہ شاہ الفانسو کی فوج کا دوسرا حصہ اپنی پوری قوت کے ساتھ اس کے مقابلے پر ہے اور دباؤ ڈال رہا ہے۔ اس کا سپہ سالار داؤد بن عائشہ اپنی قدیم شہرت کو نہایت خوبی کے ساتھ خاص الفانسو کی فوج کے مقابلے مین ثابت کر رہا ہے۔ اور بہت سے شریف مسلمان اسی بہادری کے ساتھ شہید ہو رہے ہین جیسی شہادت شریف آدمیون کو حاصل ہونی چاہیے۔ یہ دیکھتے ہی یوسف بن تاشفین نے اپنے سپہ سالار سیر بن بکر کو عربی قبائل کے ساتھ داؤد بن عائشہ اور ابن عباد شاہ اشبیلیہ کو مدد پر بھیجا۔

ساتھ ہی اسلامی قبائل زناتہ۔ مصامدہ اور غمارہ کو حرکت ہوئی۔ انھین مین وہ لوگ بھی تھے جو دیگر قبائل بربر سے لیے گئے تھے اور شاہ یوسف بن تاشفین نے اب تک انھین محفوظ رکھا تھا۔ اس وقت امیر المسلمین نے اپنے گارڈ یعنی قبیلہ لمتونہ والون کو مرادی۔ زناتی۔ صنہاجی اور دیگر قبائل کو بھی آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اس ساری فوج کے ساتھ امیر المسلمین نے شاہ الفانسو کے لشکرگاہ کا رخ کیا۔

اس وقت مسیحی بادشاہ نہایت سخت لڑائی مین مشغول تھا اور اس راستے سے بہت دور تھا جدھر سے ہوشیار امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے اس کے خیمے کا

رُخ کیا۔ مسیحی بادشاہ اپنے خیمے کو ایک چھوٹی سی فوج کی حفاظت مین چھوڑ گیا تھا۔ لہٰذا عرادی بادشاہ نہایت آسانی کے ساتھ کافرون کے لشکرگاہ مین داخل ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر مین اُس کو تباہ و برباد کر دیا۔ اور ایک خفیف سی مدافعت کے بعد خاص شاہی خیمہ بھی اُس کے ہاتھ آ گیا جس مین کئی مقامات پر اُنھون نے آگ لگا دی اور جو لوگ اُس مین تھے اُن کو زندگی سے یاس ہو گئی۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اس وقت شاہ الفانسو نہایت سخت لڑائی مین مشغول تھا۔ واؤد بن عائشہ کی فوجون کو بھی اب اُس نے شکست دیدی تھی اور مسلمان پریشانی کے ساتھ بھاگ رہے تھے۔ ساتھ ہی الفانسو کے سوارون نے اپنے اُن سپاہیون کو جنھین وہ اپنے لشکرگاہ کی حفاظت کے لیے چھوڑ آئے تھے اور اب تک محفوظ خیال کر رہے تھے اپنی طرف آتے دیکھا۔ اور امیرالمسلمین اپنی فتحمند سپاہ کے ساتھ طبل جنگ بجاتا اور جھنڈے اُڑاتا ہوا اُن کو ورگید تا چلا آتا تھا۔ بہادر مرابطین نے کافرون کی پوری پوری فوجون کو اپنی نہ رُکنے والی تلوارون سے کاٹ کے ڈال دیا جو اب تک خون کی پیاسی تھین اور چاہتی تھین کہ ان تالابون مین جو کافرون کے خون سے بن گئے تھے اپنی پیاس بجھائین۔ یہ وہی فوجین تھین جو مسیحی لشکرگاہ کو تباہ و برباد کر کے خیمون مین آگ لگا کے اور شاہی خیمے اور حرم کو لوٹ کے جس مین اتنا ایک خزانہ مل گیا تھا جو آج کے دن کے شہدا کے خون کا کافی معاوضہ تھا چلی آتی تھین

اب شاہ ڈان الفانسو نے اپنی فوج کا رخ ان افریقہ والون کی طرف کیا اور مسیحی فوجین جنگی ترتیب اور ناقابل بیان جوش کے ساتھ شاہ یوسف پر حملہ آور ہوئین۔ اور دونون فوجون مین ایسی سخت لڑائی اور خونریزی ہونے لگی کہ اس سے پہلے کبھی دیکھی سُنی نہین گئی تھی۔ امیر یوسف بن تاشفین اپنی مسلمان فوجون مین چکر لگا رہا تھا انھین استقلال کے ساتھ لڑنے اور خدا کی راہ مین اپنی جگہ پر قائم رہنے کی ہمت

دلاتا۔ بار بار کہتا "اے مسلمان سپاہیو! ہمت سے کام لو۔ اس حمایت دین کی شریفانہ لڑائی میں ثابت قدم رہو۔ اپنے دلوں کو اس مقدس لڑائی میں مضبوط بناؤ۔ دیکھو خدا نے کافروں کی تعداد کم کر دی اور ساعت بہ ساعت انھیں اور کم کرتا جاتا ہے اس بہادری کا انعام تمھیں جنت میں ملے گا بلکہ وہ لوگ جو اس لڑائی میں کام آچکے ہیں اس دائمی مسرت سے لطف اٹھا رہے ہیں جو ان کی اچھی قسمت میں لکھی تھی"۔ یہ کہتے ہی امیر المسلمین خود بھی لڑائی میں مصروف ہو جاتا۔ اس وقت وہ تیسرے گھوڑے پر سوار تھا کیونکہ سخت ترین اور خطرناک لڑائی میں گھس پڑنے سے کبھی دریغ نہ کرتا۔ لیکن کوئی اور مسلمان بھی ایسا نہ تھا جس نے آج کے دن اپنا کام بخوبی انجام نہ دیا ہو۔ معلوم ہوتا تھا کہ ہر شخص کی اصلی خواہش یہی ہے کہ شہادت کا تاج پہنے۔ اور بہت سے لوگ ایسے تھے جو اس قسم کی موت کے مشتاق تھے جس سے دوسرے عالم میں شاندار زندگی حاصل کر سکیں۔

شاہ ابن عباد اب تک اپنے بہادر سواروں کے ساتھ ناقابل بیان استقلال سے لڑ رہا تھا۔ اور اُسے بالکل خبر نہ تھی کہ میدان جنگ کے دیگر حصوں میں کیا واقعات پیش آرہے ہیں۔ دفعتہً کیا دیکھتا ہے کہ تھوڑی دور پر مسیحی فوجیں بھاگ رہی ہیں اور مسلمان تلواریں لیے اُن کے پیچھے چلے آتے ہیں جو ان کی صفوں کو منتشر اور پریشان کر رہے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے اپنے سواروں کو جوش دلایا اور کہا "دوستو ایک دفعہ اور کوشش کرو بس یہی حملہ کافی ہے۔ خدا نے اُن کی زندگی کے فقط چند لمحے باقی رکھے ہیں"۔ یہ کہتے ہی وہ تازہ جوش کے ساتھ لڑائی میں مشغول ہو گیا اور سیر بن ابی بکر کی فوجوں نے جس میں قبائل زناتہ مصامدہ اور غمارہ کے لوگ تھے اس کی مدد کی۔ اس حملے نے مسیحی فوج کو کامل شکست دے دی اور وہ مسلمان بھی جو آغاز جنگ میں منتشر ہو کے بھاگ گئے تھے پلٹ پڑے اور کافروں کو کامل شکست ہو گئی۔

لیکن یہ سب نتیجہ یوسف بن تاشفین کی کارروائی کا تھا۔ کیونکہ جیسے ہی یہ خبر مشہور

ہوئی کہ مسیحیون کے خیمہ و خرگاہ لوٹ لیے گئے اور ان کے بادشاہ کا خیمہ مسلمانون کے ہاتھ مین ہے جو فوجین لڑائی سے بھاگ گئی تھین پلٹ پڑین اور جو بھاگنے کا ارادہ کر رہی تھین تازہ جوش کے ساتھ لڑائی مین مصروف ہو گئین۔ اور دشمن خدا کو ہر جگہ شکست ہو گئی۔ غروب آفتاب کے وقت تک خونریزی جاری رہی۔

جب رات ہو گئی تو شاہ ڈان الفانسو نے دیکھا کہ اس کی ساری فوج تباہ ہو چکی ہے۔ اور تمام بہادر سپہ سالار اور سردار سب کے سب قتل ہو چکے ہین ساتھ ہی اسے یہ بھی نظر آیا کہ مرادوی فوجون کی قوت اور مسلمانون کا اتفاق جو ایک دینی جہاد کی حیثیت سے اُنھین حاصل ہو گیا ہے اُسی زور و شور پر ہے۔ لہٰذا میرے لیے بجز اس کے کوئی چارہ نہین کہ میدان سے بھاگ جاؤن۔ لڑائی کی طرف رُخ کرنے کی پھر اُسے کسی طرح جرأت نہ ہوئی۔ غرض اس نے میدان جنگ سے بھاگنا گوارا کر لیا اور ناامیدی کے ساتھ بغیر اس کے کہ یہ بھی جانتا ہو کہ کدھر جاتا ہون۔ فقط اپنے پانچ سو سوارون کے ساتھ مرادوی فاتحون کے سامنے سے جس قدر تیزی کے ساتھ ممکن ہوا بھاگ گیا۔[ف] مسلمان بہادرون نے پناہ گزینون کا تعاقب پہاڑون اور وادیون مین ختم نہین کیا بلکہ جس طرح کبوتر ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر دانہ چگتے ہین اسی طرح انھون نے عیسائیون کو چن چن کے قتل کیا یہان تک کہ رات کی تاریکی نے مسلمانون اور ان کے شکار کے بیچ مین گہرا پردہ ڈال دیا۔

یہ رات مسلمان فاتحون نے مسیحی لاشون مین لیٹ کے بسر کی اور ان کے جسمون سے اسلحہ اور دیگر قیمتی چیزین کھول کھول کے جمع کین اور رات بھر حمد الٰہی کا نغمہ

[ف] محمد عبد العزیز نے جو شاہ ابن عباد کا غلام تھا بیان کیا کہ الفانسو کے اس طرح بھاگتے وقت شاہ یوسف کے ایک حبشی غلام نے اس پر اپنی جنبیہ سے حملہ کیا اور اس کی پنڈلی مین زخم پہونچایا اور مسیحی بادشاہ چلّایا کہ "دیکھو اس غلام نے مجھ پر پیچھے سے حملہ کیا"۔ (کانڈی)

گاتے رہے اس لیے کہ اسی کی مہربانی و تائید سے انھین اپنی کوشش مین کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ صبح کے وقت تک سب وہین تھے اور فجر کی نماز میدان جنگ مین پڑھی گئی۔

یہ ایک نہایت خونریز لڑائی تھی جس مین خدا نے اپنے دشمنون کو دینداروں کے ہاتھون سے تباہ و برباد کیا۔ اور دین کے لیے جتنی لڑائیان واقع ہوئین اُن سب مین نہایت عجیب و غریب تھی۔ اس لڑائی مین مسیحیون کے سارے مشہور امرا اور سردار اور اُن کے مذہب کے محافظ زمین پر مرے ہوے پڑے تھے۔ ظالم الفانسو بھی بڑی مشکل کے ساتھ بھاگ کے بچ سکا۔ اور وجہ یہ تھی کہ اُس کی چھوٹی جماعت کے گورے غیر معمولی طور پر تیز رو تھے جو انھین قتل گاہ سے نکال لے گئے۔ لیکن اس کے ہمراہیون مین سے بھی بہت سے آدمی رستے مین زخمون کی وجہ سے مر گئے۔ یہانتک کہ فقط چار سو سوار اور تقریباً ایک سو غلام جو اس کے گارڈ مین تھے اس عظیم الشان فوج مین سے بچ کے جلیقیہ کے بادشاہ کے ساتھ طلیطلہ مین داخل ہوے۔

یہ مشہور و معروف دن جمعہ کا تھا اور ماہ رجب ۴۷۹ھ کی چودھوین تاریخ تھی[1] اس دن خدا نے اپنے تین ہزار موحدون کو ان کی دینی خدمت کے معاوضے مین جام شہادت پلایا۔ مسیحی اس قدر قتل ہوے کہ اُن کے سر جو امیر المسلمین کے حکم سے کاٹ کے جمع کیے گئے ان کے بہت بڑے بڑے ڈھیر لگ گئے۔ فقہا اکثر یہی بیان کرتے ہین کہ ہم نے بہت سے مسلمانون کو جو اس عظیم الشان لڑائی مین شریک تھے یہ کہتے سنا کہ ان سرون کے ڈھیرون کی بلندی لمبے سے لمبے نیزون سے زیادہ تھی۔

[1] مورخ عبدالحلیم کا بیان ہے کہ جنگ زلاقہ ماہ رجب کے دوسرے عشرے مین واقع ہوئی لیکن اس نے کوئی خاص تاریخ نہین بتائی ہے (کانڈی) ابن اثیر نے اس کو ماہ رمضان کے پہلے ہفتے مین بتایا ہے (مترجم اردو)

ابو مروان بن حیان خود اس لڑائی مین موجود تھا وہ لکھتا ہے کہ "ابن عباد شاہ اشبیلیہ نے محض استعجاب کی وجہ سے ان سرون کو شمار کرایا۔ سرون کے گنے والے چوبیس ہزار تک پہونچ گئے۔ لیکن اس پر بھی اُن کا شمار ختم نہ ہوا۔" مورخ عبدالحلیم نے لکھا ہے کہ "امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے دس ہزار مقتول مسیحیون کے سر اشبیلیہ مین بھیجے۔ دس ہزار قرطبہ مین دس ہزار بلنسیہ مین دس ہزار سرقسطہ مین دس ہزار مرسیہ مین۔ اور چالیس ہزار افریقیہ مین۔ اور حکم دیا گیا کہ وہ ان مقامات کے مختلف شہرون مین تقسیم کر دیے جائین تاکہ لوگ اُنھین دیکھ کے خدا کا شکر ادا کرین کہ اُس نے مسلمانون کے اسلحہ کو کیسی عظیم الشان فتح عطا کی۔" اسی مورخ کا بیان ہے کہ "کافرون کی تعداد اس لڑائی مین اسی ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل سے کم نہ تھی۔ اس مین سے بہت ہی کم لوگ میدان جنگ سے واپس جا سکے۔ اس اسلامی فتح سے اسپین کے مسیحیون کا غرور اس حد تک ٹوٹ گیا کہ وہ تقریباً ۷ برس تک پھر کبھی سر نہ اُٹھا سکے۔

اُسی دن یوسف بن تاشفین نے امیر المسلمین کا خطاب قبول کیا جس کو اس سے پہلے اس نے نہین منظور کیا تھا۔ لیکن اب چونکہ خدا نے اسلام کو اس کے ہاتھ سے اتنی بڑی فتح اور قوت عطا فرمائی تھی لہذا وہ راضی ہو گیا کہ اپنے لیے یہ خطاب منظور کرے۔ اس نے اپنی اس نمایان فتح کا حال سمندر کے اس پار افریقہ والون کو اور تمیم المعز حاکم المدینہ کو لکھا۔ اس فتح کی خبر افریقۃ المغرب اور اسپین مین ہر جگہ پہونچائی گئی اور لوگون نے اُسے سُن کے سب سے انتہا خوشی کا اظہار کیا۔ اسی طرح اس عظیم الشان فتح کی شہرت کل ممالک اسلامیہ مین پہونچ گئی اور لوگون نے جوش و خروش کے ساتھ خیرات تقسیم کی اور خدا کا شکر ادا کیا۔

امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے جو خط افریقیہ مین بھیجا وہ حسب ذیل تھا۔

سترھوان باب

فتح زلاقہ کا حال جو یوسف بن تاشفین نے ممالک افریقہ کو اور ابن عباد نے اشبیلیہ کو بھیجا

"سب تعریفین اس خدائے تعالے کے لیے جو اپنے دین کا سچا محافظ ہے ہمین خوبیان عطا کرتا اور ہمارے آرام مین اضافہ کرتا ہے. اور سب تعریفین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اس کے سچے پیغمبر اور سید عالم ہین۔

جیسے ہی ہم ظالم اور خدا کے دشمن الفانسو کے پڑاؤ کے قریب پہونچے اور اس بات مین متفق ہوے کہ ہمین کیا کرنا چاہیے ہم نے اپنا ارادہ اس کافر بادشاہ پر ظاہر کر دیا. ہم نے اُسے تین باتون کا اختیار دیا کہ اسلام-جزیہ یا لڑائی مین سے ایک کو قبول کرے. لیکن اس نے لڑائی کو ترجیح دی۔

پھر یہ طے پایا کہ لڑائی بارھوین رجب کو دوشنبے کے دن واقع ہو گی کیونکہ اس کافر نے کہلا بھیجا "جمعہ مسلمانون کی عید ہے. ہفتہ یہودیون کی اور ان دونون مذہب کے لوگ مسیحی لشکر مین موجود ہین. اس کے بعد اتوار خاص ہماری عید کا دن ہے اُس کے بعد کوئی دن منتخب کرنا چاہیے لہذا دوشنبے کے دن لڑائی ہو"

لیکن وہ ظالم اور اس کے لوگ اپنے وعدے پر قائم نہین رہے. اپنی عادت کے مطابق اُنھون نے عہد شکنی کی اور اس بات نے میدان جنگ مین ہمین زیادہ جوش اور غصہ دلا دیا. ہمین اُس کی دغا بازی کا پہلے ہی سے شبہ تھا لہذا ہم نے اپنے جاسوس مقرر کر دیے تھے کہ دشمن کی دیکھ بھال کرتے رہین اور اس کی نقل و حرکت کی ہمین فوراً خبر کر دین. بارھوین رجب روز جمعہ[۵] کو ہمین علی الصباح خبر ملی کہ دشمن کے

[۵] جمعہ جو اس کتاب مین اس لڑائی کے آغاز مین مشکوک طور پر بتایا گیا ہے یہان (بقیہ حاشیہ بر صفحہ ۱۸۰)

لشکر گاہ میں حملے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اس کے بعد ہی ہمیں معلوم ہوا کہ وہ لوگ ہماری طرف آ رہے ہیں۔ لیکن دراصل وہ اپنی ہی تباہی و بربادی کے لیے آ رہے تھے۔ اسلامی بہادر فوراً اُن کے مقابلے کو نکلے اور اُنھوں نے دشمنوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور ان کی ساری صفیں جو شمار میں نہیں آ سکتیں کاٹ کے زمین پر ڈال دیں جس طرح عقاب اپنے شکار پر جھپٹتا ہے اُسی طرح مسلمان فوجیں دشمنوں پر جا پڑیں سواروں نے نہایت پھرتی کے ساتھ اور بہادر شیروں کی طرح مسیحی گروہوں کے حلوں کو رد کیا۔ ہمارے مبارک فتحمند اور مشہور و معروف جھنڈے سارے میدان جنگ میں پھیل گئے۔ لشکر کی قوت نے الفانسو بن فرڈیننڈ کو خوف زدہ کر دیا اور جب مسیحیوں نے دیکھا کہ ہمارے اسلامی جھنڈے اُن کے سروں پر اُڑ رہے ہیں اور ہمارے سواروں کی زرق برق پوشاکیں اُن کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہیں تو ان کے دلوں میں نا اُمیدی پیدا ہو گئی جیسے کہ باد و برق کے طوفان سے خوف و اضطراب طاری ہوتا ہے ہمارے متلاطم خیز نیزوں کے بادل نے اُنھیں چھپا لیا۔ اور مسلمانوں کی تلواروں سے بھاگتے ہوئے وہ خود اپنے جنگی گھوڑوں کے سموں سے پیچھے کچل گئے۔ اور ان کو موت سے کراہنے کی افسوس ناک آواز طبل جنگ کی آواز کے ساتھ ملی ہوئی گونج رہی تھی

اس طرح مسیحی اور اُن کا ظالم بادشاہ الفانسو بن فرڈیننڈ اُسی پھندے میں پھنس گیا جس میں کہ دھوکا دے کے اپنی حکمت عملی کے ساتھ وہ دینداروں کو پھنسانا چاہتا تھا۔ لیکن مرادِ دیوں نے اُنھیں بہت اچھا سبق دے دیا۔ اس عظیم الشان لڑائی میں ہماری تلواروں اور نیزوں نے جو ہوا میں بلند ہو ہو کر اپنا سُرخ رنگ ظاہر کر رہے تھے زخموں سے خون کی ندیاں جاری کر دیں جو دشمنوں کی فوج کی طرف سے نہایت تیزی

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۱۷۹) اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل سچے ہیں اور دیگر مورخین کا بیان کہ یہ لڑائی جو دو جب وہ شنبہ کے دن واقع ہوئی غلط ہے (مکاتب)

کے ساتھ بہ رہی تھیں اور جن مقتولین کی لاشوں پر سے ہم نے خدا کا نام لے کر آگے بڑھنا شروع کیا۔

ہمارا ہر ایک جنگجو بہادر تیار کھڑا تھا کہ فرانس اور اس ملعون الفانسو کے لوگوں کے خون سے سُرخ ندیاں جاری کر دے تاکہ وہ چار سو سوار جو اسی ہزار سواروں اور ایک لاکھ پیدلوں کی اس عظیم الشان فوج میں سے زندہ بچے تتر کے نکل جائیں۔ لیکن خدا تعالے نے اُن کافروں کی قسمت میں تباہی و بربادی لکھ دی تھی کہ یہاں آکے وہ نہایت ذلت کے ساتھ کچلے جائیں۔ جو چند لوگ اپنی جانیں لے کے نکل گئے انھیں بھی خدا نے فقط اس لیے اجازت دی تاکہ پہاڑوں کے اوپر سے اپنی تباہی و بربادی کا حال دیکھ سکیں۔ آہ اُن کے لیے یہ کیسا خوفناک منظر ہوگا اور ان کے صبر کی بھی کوئی انتہا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ انتہائی یاس اور ناامیدی کے ساتھ اپنی اس تباہی کو دیکھ رہے ہوں گے جس کا نہ وہ کوئی علاج کر سکتے تھے اور نہ انتقام لینے کا خیال ہی اُن کے دلوں میں پیدا ہو سکتا تھا۔ اب الفانسو کے پاس سوا آہ و زاری کے کوئی ذریعہ نہیں باقی رہا ہے اور اسے سوا ان کے کہ رات کی تاریکی میں اپنا چہرہ چھپائے اور کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

امیر المسلمین جو اس جہاد کا سپہ سالار اور دشمن فوجوں کا تباہ کرنے والا یعنی فاتح یوسف بن تاشفین خدا کا شکر ادا کرنے کے بعد اپنے رایات ظفر آیات کے سائے میں جو اس کی شان و شوکت کا پتہ دے رہے ہیں اقبال اور فتحمندی کی گاڑی پر نہایت اطمینان اور امن کے ساتھ آرام کر رہا ہے۔ اس کے عروج کی ندیاں اس کی روز افزوں عظمت کے دریائے نیل اس کے جنگجو بہادروں کے ذریعے سے دشمنوں کے شہروں اور قلعوں میں جاری ہو چکے ہیں۔ مسلمان مسیحیوں کے کھیتوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں اور قیدیوں کو زنجیروں میں جکڑ رہے ہیں۔ اسیران

سب باتون کو خوشی اور اطمینان کے ساتھ دیکھ رہا ہے۔ ظالم الفانسو بھی ان چیزون کو خوف زدہ نظرون سے دیکھ رہا ہے اور اس کی نظرین اس منظر سے خیرہ ہوئی جاتی ہین۔

اسپین کے امیرون مین ابن عباد شاہ اشبیلیہ فقط ایک ایسا شخص تھا جو لڑائی مین ثابت قدم رہا۔ اُس نے اس خونریزی کے خوف سے اپنا چہرہ نہین پھیرا اور ایک بہادر اور شریف سپہ سالار کی طرح اپنی جگہ پر استقلال کے ساتھ قایم رہا۔ یہی ایک ایسا شخص ہے جسے اسلامی سردارون مین جگہ دی جا سکتی ہے۔ اس لڑائی مین ایک خفیف زخم اُس کے پہلو مین آیا ہے۔ اور یہ چیز اس عظیم الشان لڑائی کو اس کے دل مین تازہ رکھے گی۔

الفانسو بن فردنند نے رات کی تاریکی سے فائدہ اُٹھا کے اپنی جان بچائی اور بغیر اسکے کہ ٹھیک راستہ جانتا ہو اور ایک دم کے لیے بھی آرام لے سکے نہایت تیزی کے ساتھ بھاگ گیا۔ دشوار گذار گھاٹیون مین پانچ سو سوارون مین سے جو اس کے ساتھ نکل گئے تھے چار سو راستے مین مر گئے اور شہر طلیطلہ مین فقط ایک سو سوارون کے ساتھ وہ داخل ہوا۔ ہم ان سب باتون پر خدا کا شکر ادا کرتے ہین۔"

اسلامی فوجون کو یہ عظیم الشان اور نمایان فتح مقام زلاقہ مین جمعہ کے دن بارہوین رجب ۴۷۹ھ کو نصیب ہوئی۔ اسکے مطابق عیسوی تاریخ ۲ یا ۳ ماہ اکتوبر ۱۰۸۶ء[a] تھی۔ العبادہ۔ ابن اور دیگر شعرا نے اس فتح کو نہایت عمدہ اشعار مین نظم کیا ہے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ اسپین کے امیرون نے ن کسی قسم کی بہادری

ع۔ اصل کتاب مین یہی عیسوی سنہ چھپا ہوا ہے۔ مگر دراصل یہ ۱۰۸۶ء کا واقعہ ہے۔ غالباً طبع کی غلطی ہے۔ (مترجم اردو)

نہین دکھائی فقط ابن عباد شاہ اشبیلیہ ایک ایسا شخص تھا جو اس تعریف اور دائمی یادگار کا مستحق ہو سکتا ہے اور اسی قسم کی بہادری اشبیلیہ کے رسالون نے ظاہر کی کیونکہ بادشاہ اور اس کے ماتحت سوارون نے بڑے بڑے کارہائے نمایان انجام دیے۔ بعض لوگ لکھتے ہین کہ ابن عباد کو اس میدان مین چھ زخم آئے اور اس کا وہ خود بھی اپنے ان اشعار مین حوالہ دیتا ہے جو اس نے اپنے بیٹے عبید اللہ الرشید کو لکھے تھے۔ مورخین کا یہ بھی بیان ہے کہ جنگ زلاقہ کے بعد غروب آفتاب کے وقت شاہ اشبیلیہ کو زخمون سے چور ہو کر مجبوراً اپنے خیمے مین جانا پڑا جب کہ شاہ یوسف اور اُس کے بہادر مرابودی مسیحیون کا تعاقب کر رہے تھے۔ لیکن اس فتح سے اس کی خوشی اور دلی مسرت کا یہ حال تھا کہ باوجود زخمی ہونے کے اُس نے ایک کاغذ کا ٹکڑا اُٹھا لیا جو ایک انگل سے زیادہ چوڑا نہ تھا۔ اس پر اشعار مین لڑائی کا نتیجہ لکھا اور اپنے بیٹے کے پاس بھیجدیا جو اشبیلیہ مین تھا اس کے الفاظ حسب ذیل تھے۔

"میرے بیٹے رشید۔ خدا تیری عمر دراز کرے۔ مسلمان فوجون نے مغرور الفانسو کا مقابلہ کیا اور خدا نے اپنے دینداروں کو فتح عنایت کی اور کافرون کو ان کے مقابلے مین مغلوب کیا۔ ہم اس فتح پر خدا کا شکر ادا کرتے ہین۔ کیونکہ سب باتین اسی کی قدرت مین ہین۔ ان باتون کی خبر اُن مسلمانون کو کردو جو کہ تمھارے پاس ہین والسلام" یہ خط لکھ کے اُس نے ایک کبوتر کے بازو مین باندھ دیا جسے وہ اشبیلیہ سے اسی غرض کے لیے لایا تھا۔ چنانچہ وہی کبوتر اُس وقت اس شاندار فتح کی خبر لے گیا۔

مورخ یحیی کا بیان ہے کہ جب لڑائی ہو رہی تھی اشبیلیہ کے لوگ نہایت ہی اُمید و بیم کی حالت مین پڑے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ کسی طرح اُن کا تردد رفع ہو۔ انھین اپنی فوج کی کامیابی کا حال نہین معلوم ہوا تھا کہ دفعۃً کیا دیکھتے ہین

کہ ایک کبوتر ابن عباد کے قصر پر آ کے اترا۔ فوراً پکڑ لیا گیا۔ اور وہ چھوٹا سا خط جو اُسکے بازو کے نیچے بندھا ہوا تھا کھول کے پڑھا گیا۔ ساتھ ہی لوگوں کو جامع مسجد میں سُنایا گیا۔ یک بیک سارے شہر میں خوشی پھیل گئی۔ سب لوگ باہم وعدہ تعین کرنے ایک دوسرے کو مبارکباد دینے اور خدا کا شکر ادا کرنے لگے۔ پھر چند روز کے بعد انہیں اس عظیم الشان واقعے کا زیادہ تفصیلی حال معلوم ہوا۔ کیونکہ جس طرح ابن عباد نے اشبیلیہ والوں کو لکھا تھا۔ اسی طرح المتوکل عمر بن الافطس۔ شاہ بلنشیہ المظفر امیر باجوس۔ وزیر قرطبہ ابو بکر محمد اور عبداللہ شاہ غرناطہ نے اپنے اپنے لوگوں کو خبر دی۔ اسی طرح اور امیروں نے بھی اپنے شہروں کو لکھا۔ اور اس فتح کا حال اسپین کے ہر حصے میں پہنچ گیا

ابن عباد کا خط حسب ذیل تھا:

"الحمد للہ ۴۷۹ھ کی بارھویں رجب آ پہنچی جس دن کی نسبت خدا نے اپنی لوح محفوظ میں اپنا نہ بدلنے والا حکم نمایاں اور روشن حرفوں میں لکھ دیا تھا۔ اسی مشیت کے باعث ہمارے لیے وہ راستہ کھل گیا جو اطمینان اور خوش قسمتی کی راہ پر سے جاتا ہے۔ اور وہ مظالم جو اب تک ہم پر ہو رہے تھے ختم ہو گئے۔

خدا نے جو ہمارا خالق۔ ہماری توبہ کا قبول کرنے والا اور ہمارے گناہوں کا معاف کرنے والا ہے۔ ہمیں اسی دن حکم دیا کہ ہم اس مغرور دشمن اسلام کا مقابلہ کریں اور اس میں ہمیں شوکت و اقبال اور دشمن کو تباہی و زوال نصیب ہو۔

دشمن نے ہمارا مقابلہ دغا بازی اور مکاری کے ساتھ شروع کیا جس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ ہمیں نقصان پہونچا دے لیکن وہ کافر خود ہی اس پھندے میں پھنس گیا جو اس نے ہمارے پھانسنے کے لیے بنایا تھا۔ اس کے جھوٹ اور ضلالت ہی سے دینداروں کے لیے آسانی پیدا کر دی اور وہی وہ ہوا جس سے کہ خدا کا دشمن ہمیں تباہ کرنا چاہتا تھا ہمارے فتحمندی کا ذریعہ بن گیا۔ ہمارے جھنڈے خوش گوار

اور معطر ہوا میں لہرا رہے تھے اور اس موافق ہوا کو کافرون کا غصہ اور اُن کی دغابازی تبادیل نہ کر سکی۔

ہمارے مسلمان بھائیون نے اپنے ہتھیار اُٹھائے جو روشن چراغون کی طرح چمک رہے تھے اور اپنے گھوڑون پر ہم نے ریشمی پاکھرین کس لین۔ پھر وہ نہایت بےصبری کے ساتھ اُس دن کا انتظار کرنے لگے جس روز انھین دشمنون کی صفون مین گھسنے اور مقابلہ کرنے کا موقع ملے گا۔ جن کے خون کی ندیون اور تالابون مین وہ اپنی تلوارون کی پیاس بجھانا چاہتے تھے۔ آخر کار وہ صبح جو ہمین فتحمند ثابت کرنے والی تھی آپہونچی اور وہ نہایت صاف اور روشن تھی۔ اور نظر آتا تھا کہ گویا خوش قسمتی کے شہ نشین پر سے وہ ہمین لڑائی کے لیے آمادہ کرتی اور یہ کہہ رہی ہے "دیکھو دن نکل آیا۔ تھوڑی دیر مین آفتاب بھی نمودار ہوگا اور اس کی تیز شعاعین کافرون کو جھلس دین گی اور انھین آج کے دن کوئی ایسا مقام نہ ملے گا جسکی پناہ اور سایے مین وہ اپنے آپ کو دوپہر کی تیز شعاعون سے محفوظ رکھ سکین"

لیکن اس سے زیادہ متبرک صبح مسلمانون کے لیے کبھی نہین نمودار ہوئی تھی۔ ہم نے اپنی فوجون کو ترتیب جنگ سے آراستہ کیا۔ ہمارے سپہ سالار اور جنگجو بہادر اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ لیکن جس وقت ہم نے اپنے سرون پر عمامے باندھے ہین تو اس وقت ہمارے دل ضرور دھڑک رہے تھے۔ ہم نے ایک مختصر سی دعا مانگی اور اس کے بعد ہی جب ہم آگے بڑھنے لگے تو زمین ہمارے پیرون کے نیچے کانپنے لگی۔ لیکن ہم ایک ایسی لڑائی کے لیے جا رہے تھے جس مین خدا ہمین فتح دینے والا اور ہمارے چہرون کو ایسا روشن کرنے والا تھا کہ اُس کا حال نہ کوئی انسانی زبان ادا کر سکتی ہے اور نہ کوئی اللہ کی مخلوق اُسے سمجھ سکتی ہے۔

آغاز جنگ مین بعض ایسی علامتین ظاہر ہونے لگین جن سے معلوم ہوتا تھا

کہ مسلمانوں کو شکست ہو جائے گی۔ ہمارے بہت سے شریف سردار دشمن کے جوش غضب کے شکار ہو گئے کیونکہ دشمن بے شمار تعداد میں ہم پر اسی طرح حملہ کرنے لگے جس طرح کہ کوئی تلاطم خیز ندی پہاڑوں پر سے اُترتی ہے۔ لیکن یہ فوری خطرہ رفع ہوا۔ خدا نے فتح کو ہمارے جھنڈوں کے پاس بھیجا۔ اور اسلامی تلواروں نے کافروں کے بہت سے گلے کاٹ ڈالے۔ خدا نے ہم سے اس فتح کا وعدہ کیا تھا اور اسی کے مطابق اس لڑائی کا انجام ہوا کیونکہ اللہ اپنا وعدہ نہیں توڑتا بلکہ نہایت سچائی کے ساتھ اُس کا ایفا کرتا ہے۔

اب ہماری حالت پر غور کرو۔ اور ہماری قسمت کے ان اہم نتائج کو دیکھو ہماری خوشی میں تم بھی شریک ہو۔ اور اس عظیم الشان فاتح کا شکر ادا کرو جو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے۔ اور اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں ذرہ برابر طاقت نہیں۔ تم بھی ہمارے ساتھ یہ کہنے میں شریک ہو کہ ہم اس خالق کا شکر ادا کرتے ہیں جو ہر چیز کا بچانے والا ہے۔ اُس خوشی پر جو اُس نے ہمیں اُس لڑائی کی صبح کو عطا فرمائی اور اس دن بھر جو صبح سے شام تک ہمیں اپنی برکتوں سے سرفراز کرتا رہا۔"

یہ جنگ زلاقہ مسلمانوں کے لیے نہایت اہم اور مبارک تھی۔ اتنی بڑی اور نمایاں فتح انھیں یرموک اور قادسیہ کے بعد سے آج تک کبھی نہیں نصیب ہوئی تھی۔ اس لڑائی کی وجہ سے کافروں کا زوال شروع ہو گیا اور اسلام اندلس میں پھر مستقل طور پر قائم ہوا۔ دینداروں کا پیر جو اس سے پہلے کمزور نظر آتا تھا اور اس راستے سے جو کہ خدا نے ان کے لیے مقرر کیا ہے ہٹنے لگا تھا پھر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا اور دیندار لوگ پھر اپنی اسی پہلی شان و عظمت کے ساتھ رہنے لگے۔

اٹھارہواں باب

یوسف بن تاشفین کا افریقہ واپس جانا مرادودین اور ابن عباد کا لڑائی کو جاری رکھنا۔ مسیحیوں کا الیراڈہ فتح کر لینے کے بعد اُسکا پر قبضہ اور امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کا دوبارہ اندلس میں آنا

مورخین بیان کرتے ہیں کہ اس فتح کے چند روز بعد جب کہ مسلمان مال غنیمت قیمتی کپڑے۔ اسلحہ۔ بھاری قبضوں کی تلواریں۔ شاندار پیٹیاں۔ نیز سے جن میں ہاتھی دانت اور سونا چاندی جڑا ہوا تھا اور اسی قسم کی بہت سی چیزیں جو نام سے لے کر نہیں ادا ہو سکتیں آپس میں تقسیم کر رہے تھے امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کے خیمے میں ایک قاصد افریقہ سے آیا جو نہایت افسوس ناک خبر لایا تھا۔ اس نے اطلاع دی کہ شاہ یوسف کا ایک بیٹا جس کا نام ابوبکر سیر تھا اور جسے وہ مراکش میں بیمار چھوڑ آیا تھا انتقال کر گیا۔ اس سانحے سے ابن تاشفین کو بڑا صدمہ ہوا اور مسلمانوں کی وہ خوشیاں جو اس فتح کی وجہ سے منائی جا رہی تھیں کم ہو گئیں۔

امیر نے ارادہ کیا کہ فوراً افریقہ میں واپس جائے۔ یہ سانحہ نہ پیش آتا تو وہ اتنی جلد واپسی کا ارادہ نہ کرتا۔ اس نے مرادودی فوج کی سپہ سالاری اپنے سردار سیرابن بکر کو دی اور اسے حکم دیا کہ اسپین میں پیش قدمی کرے۔ اس انتظام کے بعد وہ فوراً مراکش چلا گیا اور ع ۴۸۰ھ تک وہیں رہا۔

اب مرادودی فوج نے سرحد جلیقیہ کا رخ کیا اور راستے میں اُن شہروں اور قلعوں پر قبضہ کر لیا جو مسیحیوں نے مسلمانوں سے لے لیے تھے۔ اس لڑائی میں شاہ بادشیوس ابن الافطس مرادودین کے ساتھ تھا۔

ع ۴۸۰ھ یا ۱۰۸۷ء

اس اثنا میں سیر ابن ابی بکر جو مرابطی سپہ سالاروں میں سب سے زیادہ ہوشیار تھا، جس پر یوسف بن تاشفین کو سب سے زیادہ بھروسہ تھا اس ملک کے حالات شہروں کے موقعے اور قلعوں کی مضبوطی نہایت عمیق نظروں سے دیکھتا رہا اور ۴۸۲ھ تک سارا وقت اُس نے اسی شغل میں صرف کیا۔

ابن عباد شاہ اشبیلیہ اندلس کے امیروں میں سب سے زیادہ چالاک تھا اور وہ زمانے کی ضرورتوں سے بخوبی واقف ہو گیا تھا۔ لہٰذا اُس نے اس موقع سے پورا فائدہ اُٹھانا چاہا اس نے اپنے تیز رو سواروں کے ساتھ علاقہ طلیطلہ پر حملہ کر دیا اور بہت سے شہروں اور قلعوں پر، جو شاہ ڈان الفانسو کے ہاتھ میں مختلف معاہدوں کے ذریعے سے چلے گئے تھے قبضہ کر لیا۔ اس طرح ابن عباد نے اقلیس، ہولطہ، تونقہ منشورہ اور دیگر قلعہ جات حاصل کر لیے۔ اس کے بعد وہ علاقہ مرتیہ کی طرف واپس آیا۔ یہاں اس نے دیکھا کہ ضلع لوشہ میں چند مسیحی رسالے اس کی مدافعت کے لیے موجود ہیں جن سے لڑنا پڑا۔ اور شاہ اشبیلیہ کو بہت نقصان کے ساتھ شکست ہو گئی۔ یہ مسیحی رسالے سرحدی قائدوں کے تھے جو ظالم الفانسو کی جانب سے سرحدی صوبہ جات پر حکومت کر رہے تھے۔ اس طرح ابن عباد کو واپس آنا پڑا اور اس نے لوشہ میں آکے پناہ لی۔ اس شہر کے حاکم محمد بن لبون نے اُس کا خیر مقدم کیا۔ یہ حاکم عیسیٰ بن لبون کا بیٹا تھا جسے ابن عباد نے اس شہر کا حاکم مقرر کیا تھا اور جو ایک بہادر سپاہی کی طرح جنگ زلاقہ میں شریک تھا۔ عیسیٰ کے ساتھ اس کا بہادر دوست حسین بن زرارق بھی تھا جس نے ابوبکر بن القبطرانہ کو لعنت ملامت کی تھی کیونکہ باوجود اس کے کہ وہ ایک بہادر سپہ سالار تھا لیکن بادجوس میں ٹھہرا رہا جس وقت کہ اس کے مسلمان بھائی زلاقہ میں کافروں سے لڑ رہے تھے۔

اس وقت ابن عباد کی مرتیہ پر فوج کشی نے بہت کم فائدہ پہونچایا۔ کیونکہ

مسیحیون نے قلعہ لیط پر قبضہ کرلیا تھا جو لورقہ سے بارہ میل کے فاصلے[۱۵] پر واقع ہے
یہ قلعہ نہایت مستحکم تھا کیونکہ وہ ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کے
ایک پہلو میں ایسی ڈھالو چٹان تھی کہ اُدھر سے کوئی شخص قلعے پر نہیں چڑھ سکتا تھا
جب شاہ ڈان الفانسو نے سنا کہ ابن عباد نے اُدھر کا رُخ کیا ہے تو اُس نے حکم
دیا کہ ایک بہت بڑی جماعت تیراندازون کی اُس قلعے پر پہونچا دی جائے۔ اسکے
علاوہ اس نے اپنی ایک منتخب فوج بھی بھیجدی۔ یہ تیز رو دستے تھے جنھین حکم دیدیا
گیا تھا کہ قلعے سے نکل کے بار بار حملہ کرتے رہین۔ کھیتون کو کاٹ ڈالین۔ مویشیون کو
پکڑ لین۔ گاؤن کو جلا دین اور بدقسمت باشندون کو قتل کر ڈالین یا قید کر لیے
جائین۔ الفانسو کے لوگون کے یہ حملے خوفناک طوفان سے بھی زیادہ سخت تھے
اُنھون نے سارے علاقۂ مرقیہ مین تباہی اور بربادی پھیلا دی اور ایک جانب سے
دوسری جانب تک آگ اور تلوار کی آفت برپا کر دی۔

آخر ماہ ربیع الاول ۴۸۰ھ مین امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے سارے علاقۂ
المغرب کا دورہ کیا۔ وہان کے شہرون اور اُن کی حکومت کے حالات پر غور کیا۔
رعایا کی شکایتین سنین۔ اور بہت سے انتظامات ایسے کیے جو اُن کی بہتری اور
بہبودی کے لیے مناسب تھے۔ جب کہ وہ اس کام مین مشغول تھا اُس کی مرادوی فوجین
جلیقیہ پر پیشقدمی کر رہی تھین جہان اُنھون نے بہت سے قلعون اور شہرون پر قبضہ
کر لیا اور قیدی حاصل کیے۔

اندلوسیہ مین بھی جنگ و جدال کی آواز اب تک گونج رہی تھی شاہ سرقسطہ
المستعین باللہ ابو جعفر یہ خیال کر رہا تھا کہ عیسائیون کو زلاقہ مین کافی سبق مل گیا ہے
لہذا وہ اسے اطمینان کی حالت مین چھوڑ دین گے لیکن اُس نے دیکھا کہ اُنھین کا فرزن

[۱۵] یحییٰ کا بیان ہے کہ لیط شہر لورقہ کے جنوب مین واقع ہے (کانڈی)

کی ایک بہت بڑی فوج جس کا سپہ سالار ظالم ابن رادمیر ہے مجھ پر حملہ آور ہے۔
شاہ سرقسطہ نے جتنی فوجیں ممکن تھیں جمع کیں جس کی تعداد سوار اور پیدل ملا کے تیس ہزار ہو گئی۔ لیکن یہ سب نہایت بہادر، جفاکش اور اسلام کے سچے دست و بازو کہے جا سکتے تھے۔ ان فوجوں کو لے کے شاہ سرقسطہ ابن رادمیر کے مقابلے کو نکلا۔ مسیحی فوج بھی تعداد میں اتنی ہی تھی اور اس میں بھی سوار اور پیدل موجود تھے۔
ابن بنبل بیان کرتا ہے کہ ان فوجوں کی لڑائی مدینہ ہوسکا کے قریب اسپین کے مشرقی سرحد پر واقع ہوئی۔ خدا اُسے محفوظ رکھے اور معمور کرے۔ دونوں فوجیں اپنی قوت پر مطمئن تھیں۔ ہر فوج کو اپنے سرداروں کی بہادری اور تجربہ کاری پر بھروسہ تھا۔ سپاہی میدان جنگ کے عادی اور شیروں کی طرح بہادر تھے۔ لڑائی شروع ہوئی۔ آغاز جنگ میں ابن رادمیر (خدا اسے تباہ و برباد کرے) نے اپنے مشہور سپہ سالاروں سے کہا "آج کے دن تم مجھے بتانا کہ ان مشہور اور بہادر مسلمانوں میں جو اس لڑائی میں موجود ہیں اور جن کے نام ہم لوگ جانتے ہیں کس طرح لڑتے ہیں۔ کون بہادری ظاہر کرتا ہے۔ کون لڑائی سے بھاگ جاتا ہے اور کون اپنے کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔" پھر اس نے دوسرے سات سرداروں کا نام لے کے پکارا اور کہا "دیکھو تم میں سے ہر ایک اُن بہادروں کا خیال رکھے جو ہماری فوج میں آج کے دن اپنے کو ممتاز ثابت کریں اور اس بات پر بھی نظر رکھنا کہ اُن سے قدیم زمانے کی سی شرافت اور بہادری ظاہر ہوتی ہے یا نہیں۔" پھر اُس نے اپنے سو لوگوں کے نام لیے اور بتایا کہ یہ لوگ بڑے بہادر ہیں اور ان کی طرف مخاطب ہو کے کہا۔ "بہادرو! اور بہادر دو اُٹھو آج کی تاریخ ہم ایک سنگ مرمر پر نقش کریں گے لہذا اُٹھو اور ان پر حملہ کر دو۔"
ایک لمحے میں دونوں فوجوں نے ایک دوسرے پر یکساں بہادری اور قوت

سے حملہ کیا۔ یہ لڑائی نہایت سخت اور خونریز تھی کیونکہ کسی جانب کا کوئی سپاہی صورت سے منہ نہ موڑتا نہ اپنی جگہ سے ایک قدم پیچھے ہٹاتا تھا۔ ہر سپاہی کی دلی خواہش یہ یہی تھی کہ اس کا سپہ سالار اسے اپنی جگہ پر بہادری کے ساتھ لڑتا ہوا دیکھے۔ دونون فوجون نے جوش و خروش کے ساتھ لڑائی کو جاری رکھا آخرکار دونون جانب کے سپاہی تھک گئے اور ظہر کی نماز کے لیے لڑائی روک دی گئی۔

تقریباً ایک گھنٹہ تک دونون فوجین ایک دوسرے کے سامنے خاموش کھڑی رہین آخرکار دشمن نے اپنے بگل اور ترہیون کے ذریعے سے لڑائی کے دوبارہ جاری کرنے کا اشارہ کیا۔ ہم نے بھی اپنے طبل بجائے۔ تازہ جوش و خروش کے ساتھ وہ خونریز جنگ پھر شروع ہو گئی۔ اس مرتبہ مسیحیون نے ایسی سختی کے ساتھ حملہ کیا کہ ان کی فوجین ہماری صفون مین گھس پڑین اور ہماری فوج کے دو حصے ہو گئے اس تقسیم کے ساتھ ہی سپاہیون مین گھبراہٹ پیدا ہوئی اور جس طرح کہ وہ اب تک مدافعت کرتے رہے تھے نہ کر سکے۔ فوراً مسلمان بھاگنے لگے اور فاتحون کی تلوارون نے رات کی تاریکی تک مسلمانون کے گلے کاٹے۔ شاہ المستعین باللہ بن ہود اپنے ہمراہیون کے ساتھ شہر ہوسکا مین چلا آیا۔

مسیحیون نے آگے بڑھ کے ہوسکا کا محاصرہ کر لیا اور بڑی بڑی کلون اور منجنیقون سے حملہ کرنے لگے۔ مسلمان بہادرون نے بھی کئی دفعہ نکل کے حملہ کیا۔ اور محاصرین کے بعضون کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ انھین مین سے ایک حملے مین مسیحی بادشاہ ابن رادمیر ایک تیر کے ذریعے سے زخمی ہوا اور اس زخم کے صدمے سے مر گیا۔ لیکن اسکی موت سے بھی محاصرہ کرنے والون کی ہمت کم نہ ہوئی انھون نے لڑائی سے اپنا ہاتھ نہین روکا بلکہ پہلے ہی کی طرح اپنے ملک سے مدد طلب کرتے رہے اور تازہ ترین فوجون سے شہر پر حملہ جاری رکھا۔ اور معلوم ہوا کہ انھون نے قطعی ارادہ کر لیا ہے کہ اس

قلعے کو فتح کیے بغیر یہان سے نہ جائین گے۔

اب مسلمان بہت تھک گئے تھے لیکن المستعین باللہ شہر یتن سے نکل جانے مین کامیاب ہوگیا۔ اس نے ایک بہت بڑی فوج اپنے علاقے سے جمع کی۔ اور امیر البربن رزین اور امرائے شاطبہ اور دانیہ کو اپنی مدد کے لیے بلایا اور وہ فوراً آپہونچے۔

اس فوج کے آنے کا حال سنتے ہی مسیحی اپنے پڑاؤ سے نکلے جو ہوسکا کے گرد قائم تھا اور اس آنے والے دشمن کے مقابلے کو چلے۔ لڑائی مقام القرازہ کے قریب واقع ہوئی۔ دونون فوجین بڑی بہادری کے ساتھ لڑین۔ اور لڑائی نہایت سخت اور خونریز تھی جو رات کی تاریکی تک قائم رہی۔ اس لڑائی مین مسلمانون کو بڑا نقصان پہونچا تھا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے ان کے سردار مختلف ممالک سے آئے تھے۔ اب انھون نے ایک دوسرے کو الزام دیا اور بغیر اس بات کا انتظار کیے کہ دوسرے دن پھر لڑین جس مین کہ وہ یقینی کامیاب ہوتے رات ہی کو ایک حاکم ایک طرف گیا دوسرا دوسری طرف اور بہت سے زخمیون اور مقتولون کو پہاڑون اور وادیون مین چھوڑ گئے جہان وحشی درندون اور عقابون کے لیے بہت اچھی غذا مہیا ہوگئی شاہ المستعین باللہ سرقسطہ مین واپس آیا اسے شہر ہوسکا کو بچانے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ اور چند مہینون کے بعد اس شہر کو مجبوراً مسیحیون کے آگے ہتیار ڈال دینا پڑے اور یہ بھی انھون نے اُس وقت کیا جب کہ بہترین شرائط حاصل کر لیے

مرقیہ کی لڑائی سے پریشان ہوکر شاہ اشبیلیہ قرطبہ مین آیا لیکن وہان چند روز ٹھہرنے کے بعد اشبیلیہ چلا گیا۔ کیونکہ اُسے نظر آیا کہ اندلس کے امیرون کی نااتفاقیون سے میری ساری مہم بیکار ہوئی جاتی ہے۔ ان سب امیرون کے اغراض جدا گانہ ہین اور اب وہ سب یوسف بن تاشفین کے خلاف ہوگئے ہین۔ یہ بات لمتونہ کے

سپہ سالار دن کو بھی معلوم ہو گئی لیکن ابن عباد یہ چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح مرادوین کی قوت سے فائدہ اُٹھاتا رہے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہو گئی تھی کہ وہ تنہا اپنی فوجوں سے اس لڑائی کی تاب نہین لاسکتا تھا جو ایک ساتھ اس کے ملک کے مختلف حصون مین شروع ہو گئی تھی۔ اسوجہ سے وہ چاہتا تھا کہ ان فوجون کو خاص اپنے کام مین لائے۔ یہ خیال قائم کرتے ہی اُس نے یوسف بن تاشفین کو ایک خط لکھا جس مین اس تباہی کا حال بیان کیا جو مسیحی کافر مسلمانون کے ملک مین کر رہے ہین۔ یہ تباہی اسپین کے فقط جنوب مین ہی نہین بلکہ مشرقی سرحد پر بھی پھیل رہی ہے۔ خصوصاً اس نے اس بیرحمی اور ظلم کا حال لکھا جو مسیحی بادشاہ القنبطور نے سرحد بلنسیہ پر جاری کر دیا تھا۔

ابن عباد نے شاہ یوسف کو یہ بھی لکھا کہ آپ کی مرادوی فوجین اسپین مین اچھی طرح کام نہین کر رہی ہین اور اگر آپ کے معاملات افریقہ مین ایسے ہین کہ آپ انہین چھوڑ کے ابھی اسپین مین نہین آسکتے تو مین خود آپکے پاس مراکش مین آؤن گا تاکہ آپ سے احکام حاصل کرون اور آپ کے ارادے دریافت کرلون۔ اس کے بعد مین اپنی انتہائی کوشش کرون گا تاکہ جو فوج آپ نے اسپین مین چھوڑ دی ہے اس سے بہترین کام لیا جاسکے اور اُن کے فتحمند جھنڈون سے مزید اسلامی فتوحات حاصل کی جاسکین۔ لیکن ابن عباد نے اس خط کے جواب کا انتظار نہین کیا۔ بلکہ فوراً افریقہ کی جانب چل کھڑا ہوا۔ اُسے خیال تھا کہ یوسف آجکل المغرب مین مشغول ہو گا۔ اور کسی طرح اسپین مین واپس نہ آسکے گا۔ لہذا مرادوی فوج کی اعلیٰ سپہ سالاری میرے متعلق کر دے گا۔

سمندر کو پار کر کے ابن عباد میر المسلمین سے مقام معمورہ مین ملا۔ جو وادی سلوی کے دہانے پر واقع تھا۔ یوسف بن تاشفین ابن عباد کے ساتھ بڑے اخلاق سے

پیش آیا. صاحب سلامت اور درباری مراسم کے انجام پانے کے بعد مرادی بادشاہ نے پوچھا کہ کون سی ایسی فوری وجہ پیش آگئی کہ آپ نے افریقہ کا سفر اختیار کیا. آپ کے ہاتھ کا ایک خط کافی تھا کہ میں آپکے ارشاد کے مطابق عمل کرتا"

ابن عباد نے جواب دیا کہ "میرے آنے کا اصلی مقصد تو یہ ہے کہ میں آپ سے ملنا چاہتا تھا کیونکہ یہ چیز میرے لیے انتہائی مسرت کا باعث ہے لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کرنے کے لیے آیا ہوں کہ اب پھر مسیحیوں کے مقابلے میں لڑنے کی بہت سخت ضرورت ہے تاکہ ہمارے سچے دین کی پوری طرح حفاظت ہو جائے" پھر شاہ اشبیلیہ نے کہا کہ بیشک میرا ایک خط آپ کے شریفانہ دل کو اس مہم کے لیے آمادہ کر دیتا لیکن میں نے بہ ذات خود یہاں تک آنے کو ترجیح دی تاکہ مجھے آپ سے ملنے کی عزت حاصل ہو اور میں پوری طرح آپ کو ان واقعات سے آگاہ کر دوں جو آجکل مسلمانان اسپین میں پیش آرہے ہیں تاکہ آپ کی اس شاندار فتح سے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ ضایع نہ ہو جائے۔

پھر ابن عباد نے بیان کیا کہ مرادی فوج نے صوبۂ الغرب میں بہت کم پیشقدمی کی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے سپہ سالاروں میں بہ نسبت تجربے اور حکمت عملی کے کھلی ہوئی بہادری زیادہ ہے مسیحی جو قلعہ لیط پر قابض ہیں اس علاقے کے سارے ضلع میں تباہی و بربادی پھیلا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اندلس کے امیروں اور سپہ سالاروں میں بہت کم اتفاق ہے کیونکہ اُن کے اغراض جداگانہ واقع ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ابن عباد نے ہوسکا کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ باہمی اختلاف اور نفاق کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہر ہمیشہ کے لیے اسلامی حکومت سے نکل جائے گا۔

ان باتوں سے ابن عباد کو یقین تھا کہ یوسف ان سب امور کو منظور کرے گا

جن کی اشبیلیہ کا بادشاہ خواہش کر رہا تھا۔ یعنی مراد دی فوج کی سپہ سالاری اسے دے دے گا۔ لیکن امیر المسلمین نے اُس کی اُمید کے خلاف جواب دے دیا۔ وہ زیادہ تر افسوس اور ہمدردی ظاہر کرتا رہا۔ حالانکہ ابن عباد کے دل مین ان باتون کا کچھ زیادہ خیال نہ تھا۔ ساتھ ہی یوسف بن تاشفین نے وعدہ کیا کہ مین بہت جلد اسپین مین آجاؤن گا اور ان سب باتون کی بخوبی اصلاح کردون گا۔ اُس نے کہا کہ مین اس مرتبہ پوری کوشش کرون گا کہ اس چیز کو جو مسلمانون کو رنجیدہ اور پریشان کر رہی ہے جڑ سے اُکھاڑ کے پھینکدون۔

اتنا وعدہ کرنے کے بعد شاہ یوسف نے ابن عباد کو رخصت کر دیا اور وہ اسپین مین واپس آیا۔ اب فقط اتنی اُمید اس کے دل مین باقی تھی کہ امیر المسلمین بہت جلد آکے ان تباہیون کا انتقام لے لے گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ یوسف بن تاشفین ابن عباد کے روانہ ہونے کے بعد خود بھی چل کھڑا ہوا۔ اور قصر مغیث سے جہاز پر سوار ہو کے جزیرۃ الخضرا مین اتر آیا۔ جیسے ہی ابن عباد نے اس کے آنے کا حال سُنا پہلی دفعہ کی طرح پھر اُس کے استقبال کو چلا اور حکم دیدیا کہ ہر قسم کا سامان رسد موجود رہے تاکہ امیر المسلمین کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔ اُس نے بہت سے باربرداری کے جانور مہیا کیے اور ان پر قیمتی تحائف بار کر کے اُس کے نذرانے کے لیے لے چلا۔ ایک ہزار اونٹ جن پر قیمتی پالکھڑین کسی ہوئی تھین اور بیش قیمت سامان لدا ہوا تھا یوسف کے لیے بھیجا گیا۔

جیسے ہی امیر المسلمین جہاز پر سے اُترا اُس نے اسپین کے مختلف حاکمون کو خط لکھے اور اُن سے خواہش کی کہ اپنی فوجین مقدس جنگ جہاد کے لیے جمع کرین اور قلعۂ لیطہ کے سامنے کا میدان مقرر کیا تاکہ وہان سب لوگ بغیر کسی تاخیر کے جمع ہو جائین یہ مقام علاقہ لورقہ مین واقع تھا۔ یہ واقعات ماہ ربیع الاول ۴۸۱ھ مین پیش آئے

مورخ یحیی بیان کرتا ہے کہ یوسف شہر ملاغہ میں جب پہونچا تو اس کے پاس فقط اس کی اور شاہ اشبیلیہ کی فوجیں تھیں لیکن اس شہر میں وہاں کا حاکم تمیم بن بلکین بن حبوس جو شاہ غرناطہ کا بھائی تھا اپنی فوج کے ساتھ اس میں شامل ہو گیا۔ اسی مورخ کا بیان ہے کہ شاہ غرناطہ المظفر عبداللہ بن بلکین بھی چند روز کے بعد اس سے مل گیا اسی زمانے میں شاہ المیریا المعتصم بن صمادح جو ابن عباد شاہ اشبیلیہ کا بڑا دوست تھا اپنی فوج کے ساتھ اس سے مل گیا۔ المیریا کا بادشاہ مرابطین اور امیر یوسف کے قاعدے کے مطابق سیاہ لبادہ پہن کے آیا تھا۔ یہ دیکھ کے ابن عباد نے اُسے خوب بنایا کیونکہ المیریا کے شہسوار عموماً سفید کپڑے پہنا کرتے تھے۔ اسی زمانے میں بلاد باجہ جیان اور لورقہ کے والی بھی آپہونچے۔ اسی طرح بہادر محمد بن لبون بن عیسی اور دیگر امرا بھی آگئے مرقیہ سے عبدالعزیز بن رشید آیا جو اسپین کے امرا میں بہت وقعت رکھتا تھا اور مرقیہ پر ابن عباد شاہ اشبیلیہ کی جانب سے حکومت کرتا تھا۔ لیکن وہ بالکل خود مختار تھا کسی قسم کا محصول یا خراج نہ دیتا۔

ان فوجوں نے جمع ہو کے قلعہ لیطہ کے سامنے پڑاؤ ڈال دیا جس کے اندر بارہ ہزار پیدل اور ایک ہزار سوار موجود تھے۔ وہ سب نہایت بہادر اور جری تھے اور بار بار نکل کے مسلمانوں پر حملہ کرتے مسلمان بھی انھیں بہادری کے ساتھ واپس کر دیتے آخرکار چند روز میں اسلامی بہادروں نے انھیں ایسا اچھا سبق دیدیا کہ وہ مجبور ہو گئے کہ قلعے کے اندر پناہ گزیں ہو جائیں اور پھاٹکوں کو مضبوطی کے ساتھ بند کر لیا۔ قلعہ لیطہ پر مسلمانوں نے ہر قسم کی منجنیقوں اور دبابوں سے حملہ کیا لیکن وہ قلعہ قدرتی طور پر ایسے محفوظ مقام پر واقع ہوا تھا کہ کوئی اثر نہ ہوا اور نظر آیا کہ اس فتح کرنے کی بہت کم اُمید کی جا سکتی ہے۔ تاہم اندلس کے امیروں نے محاصرے کو نہایت استقلال کے ساتھ قائم رکھا۔ ہر امیر باری باری سے ایک ایک دن حملہ کرتا۔

یہی حالت چند مہینے قائم رہی۔ لیکن ہر وقت اس بات کا اندیشہ لگا رہتا کہ کہین شاہ ڈان الفانسو اس مقام کو تازہ کمک نہ بھجوا دے۔ اس خوف نے محاصرہ کرنے والون مین بڑا جوش پیدا کر دیا اور وہ نہایت سختی کے ساتھ حملہ کرتے کہ جس قدر جلد ممکن ہو فتح کر لین۔

اُنیسوان باب

مسلمانون مین جھگڑا۔ شاہ ڈان الفانسو کے خوف سے امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین کا افریقہ مین واپس جانا اور پھر اسپین مین آنا اُس کا طلیطلہ پر حملہ اور قرطبہ مین آنا اسپین مین مرابطون کا عروج

اب امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین اور ابن عباد شاہ اشبیلیہ نے دیکھا کہ موجودہ واقعات کے لحاظ سے یہ مناسب ہوگا کہ عیسائیون کی سرحد اور اُن کے ناکاس پر حملہ کیا جائے۔ اس خیال سے اُنھون نے ایک مجلس منعقد کی لیکن رایون مین بے انتہا اختلاف تھا۔ عبدالعزیز بن رشید نے کہا ”مین نہین چاہتا ہون کہ یہ فوجین جو محاصرے مین مصروف ہین کسی دوسری طرف حملہ کر کے کمزور کر دی جائین“ وہ چاہتا تھا کہ جب تک یہ شہر مفتوح نہ ہو جائے اور ہم اس پر قابض نہ ہو جائین ہمین اسی طرح محاصرہ اور حملہ قائم رکھنا چاہیے۔ اس کی تائید المیریا کے حاکم المعتصم اور لورقہ کے حاکم لبون اور دیگر سردارون نے کی لیکن عبداللہ بن بلکین شاہ غرناطہ ابن عباد کی رائے سے متفق تھا۔ ان دونون کا خیال یہ تھا کہ ہمین وقت کو ضایع نہ کرنا چاہیے۔ لہذا مناسب یہ ہوگا کہ ہم لیطہ کا محاصرہ اُٹھالین اور محصورین کو باہر نکلنے کا موقع دین کیونکہ اس طرح قلعہ بند ہو کے وہ مسلمانون کی ساری قوت کا مقابلہ کر سکتے ہین۔ اور کھلے میدان مین انھین شکست دے دینا کچھ مشکل نہ ہوگا انھون نے کہا کہ ہمارا جو وقت ان ناقابل

فتح دیوارون کے سامنے ضایع ہو رہا ہے اس کی تلافی کسی طرح نہین ہو سکتی۔ کیونکہ اس تاخیر کی وجہ سے مسیحیون کو موقع مل گیا ہے کہ وہ اپنے نقصانات کو بخوبی برداشت کرلین اور ان کی اصلاح کر کے مسلمانون کی ساری مہم بیکار کر دین۔ ہر سردار اپنی رائے پر قائم تھا اور ایسے جوش کے ساتھ بحث ہونے لگی کہ بدمزگی پیدا ہو گئی۔ ابن عباد نے عبدالعزیز بن رشید کو ناشکری کا الزام دیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم ڈان الفانسو سے ملے ہوے ہو۔ یہ سنتے ہی عبدالعزیز نے جو ایک جوشیلا نوجوان سردار تھا اپنی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا اور ارادہ کیا کہ حملہ کر کے ابن عباد کو زمین پر گرا دے۔ لیکن امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین نے حکم دیا کہ ابن رشید گرفتار کر لیا جائے۔ اور ابن عباد نے شاہ یوسف کی موجودگی مین اُسے گرفتار کر لیا امیرالمسلمین نے شاہ اشبیلیہ ہی کو اس کا محافظ مقرر کیا جس نے اسے فوراً قید خانے مین بھیجدیا۔

لیکن جیسے ہی عبدالعزیز بن رشید حاکم مرقیہ کی فوجون نے اس واقعے کا حال سُنا اُنھون نے بغاوت کر دی۔ اپنے خیمے اُکھاڑ لیے اور اپنے سامان جنگ کو لے کے چلے گئے۔ کوئی انھین اس کارروائی سے باز نہ رکھ سکا۔ کیونکہ اس کے سپہ سالارون کا خیال تھا کہ ہمارے سردار کے قید کیے جانے سے ہماری سخت بے عزتی ہوتی ہے اسی قدر نہین اور مرقیہ کے سردار فقط چلے ہی نہین گئے۔ بلکہ اسی ضلع مین انھون نے ایک دوسری جگہ اپنا پڑاو ڈال دیا اور اس سامان رسد کو روکنے لگے جو لیط کے محاصرہ کرنے والے مسلمانون کو پہونچ رہا تھا۔ انھون نے ہر چیز لوٹ لی یہانتک کہ اسلامی فوج مین قحط کے آثار نمایان ہونے لگے۔ اور بہت سے لوگ چھوڑ کے چلے گئے۔

جب شاہ ڈان الفانسو کو اسلامی فوج کے ان واقعات کی خبر ملی تو وہ اپنے منتخب سوارون کی ایک جماعت لے کے لیط کی جانب چلا اور حکم دیدیا کہ فوجین

ملک کے مختلف حصہ جات سے جمع ہو کے اس جانب کوچ کریں۔ اپنی بعض فوجوں کو اس نے حکم دیا کہ مرقیہ کے سامنے جمع ہوں۔ جیسے ہی الفانسو کے آنے کی خبر ملی شاہ اشبیلیہ کے خیال کے مطابق یوسف بن تاشفین نے لورقہ اور المیریا کی جانب واپس ہونا شروع کر دیا۔ اس کے بعد ہی امیر المسلمین افریقہ میں واپس چلا گیا کیونکہ اسے مسیحی بادشاہ کے آنے کا انتظار کرنے کی جرأت نہ ہوئی جو بہت جلد اپنی فوجوں کے ساتھ لیطہ میں آپہونچا اور ابن عباد شاہ اشبیلیہ بھی اس واقعے سے چند روز قبل لورقہ میں واپس آ گیا تھا اور وہیں سے وہ دشمن کی نقل و حرکت کی نگرانی کرتا رہا۔ اسپین کے دیگر امرا بھی لیطہ سے روانہ ہو گئے ہر ایک نے مختلف راستہ اختیار کیا اور اپنے علاقے میں چلا گیا۔

قلعہ لیطہ کو اس طرح بچا کے شاہ ڈان الفانسو نے حکم دیا کہ یہ قلعہ منہدم کر دیا جائے کیونکہ اس نے دیکھا کہ یہ قلعہ ایسی جگہ واقع ہوا ہے جس کے چاروں طرف مسلمانوں کی حکومت ہے لہذا وہ کسی طرح قائم نہیں رہ سکتا۔ ماسوا اس کے بچانے کے لیے ایک بہت بڑی فوج کی ضرورت ہوتی لہذا اس نے ان قحط زدہ سپاہیوں کو جو تعداد میں بہت کم رہ گئے تھے اسمیں سے نکال لیا اور طلیطلہ کی جانب واپس گیا۔ ابن عباد نے جو اس کی نقل و حرکت کو دیکھ رہا تھا فوراً آگے بڑھ کے قلعہ لیطہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ مضبوط قلعہ جس نے مسلمانوں کو اتنی تکلیف دی تھی اور جس کے بچانے کے لیے بارہ ہزار مسیحی پیدل اور ایک ہزار سوار اور ان کے ضروری متعلقین موجود تھے جب کہ یوسف بن تاشفین نے اس کا محاصرہ کیا ہے آخر میں شاہ الفانسو نے اس حالت میں پایا کہ اس میں بہت کم لوگ بچ رہے تھے جنھوں نے بہ مشکل تمام فاقہ کشی

ع۵ الیجیے کے بیان کے مطابق امیر یوسف بن تاشفین چند روز مقام طریانہ میں ٹھہرا رہا جس کا منظر نہایت خوشنما ہے اور جس میں بہت سی نہریں اور چشمے ہیں۔ (کانڈی)

کرکے دشمنون کی تلوارون سے اپنی جان بچالی تھی مختصر یہ کہ مسیحی بادشاہ نے اس کے اندر فقط ایک سو سوارون کو پایا۔ یہ واقعات ۴۸۳ھ کے ہین۔
مسیحیون کی دشمنی اور سپہ سالار سیر بن بکر کی درخواست پر شاہ یوسف بن تاشفین نے تیسری مرتبہ اسپین مین آنے کا ارادہ کیا۔ اس مرتبہ وہ اس وجہ سے نہین آیا کہ اندلس کے امیرون نے اسے بلایا تھا بلکہ وہ اب اُن کے خلاف اور اُن سے ناراض تھا۔ اب اس کے ارادے بھی بالکل بدل گئے تھے مسیحیون سے انتقام لینے کا بہانہ کرکے اس کے دل مین درحقیقت اس بات کی ہوس پیدا ہوئی کہ اسپین کی سلطنتون کو وہ خود اپنے قبض تصرف مین لے لے اور ان پر پوری طرح مالک ہو جائے۔ باوجود ہر قسم کی رازداری کے بھی اس کا یہ مقصد ظاہر ہو گیا اور اندلس کے اکثر بادشاہون کے دلون مین اس کی طرف سے شبہ پیدا ہو گیا لہذا ہر ایک اپنی سلامتی اور بہبودی کی تدبیرین کرنے لگا جو اس کے نزدیک مناسب نظر آئین۔

سب سے پہلے جس بادشاہ نے یوسف بن تاشفین کا یہ ارادہ معلوم کر لیا وہ عبداللہ بن بلکین بن حبوس شاہ غرناطہ تھا۔ یہ بات مرادوی سپہ سالار سیر بن بکر کو معلوم ہو گئی اور اس نے اپنے آقا کو خط بھیجا جس کی وجہ سے یوسف جہاد کا بہانہ کرکے تیسری مرتبہ اسپین مین اتر آیا۔ امیر المسلمین نے افریقہ کے مختلف قبائل سے ایک بہت بڑی فوج جمع کی جس مین زیادہ تر قبائل زناطہ مصامدہ غمارہ اور غزالہ کے لوگ تھے۔ ان سب کو لے کے وہ اطمینان کے ساتھ جزیرۃ الخضرا مین اتر آیا اپنے سپہ سالارون کے مشورے کے مطابق وہ بغیر کسی مقام پر ٹھہرے ہوئے برابر کوچ کرتا ہوا سرحد طلیطلہ پر جا پہونچا اور شاہ ڈان الفانسو کو اس شہر مین محصور کر لیا اللہ وہ شہر پھر اسلام کو واپس دلائے!

مرا دی فوج والے نواح طلیطلہ کو تباہ و برباد کرنے میں مصروف ہوئے انھون نے دیہاتوں میں آگ لگا دی اور لوگون کو بے شمار تعداد میں قتل کر ڈالا۔ اسکے علاوہ بہت سے لوگون کو قید کر لیا لیکن اس مرتبہ اندلس کا کوئی حکمران یوسف بن تاشفین کی مدد کو نہین آیا۔ بلکہ اب وہ اس بات پر غور کر رہے تھے کہ اس کی تلوار کی قوت کیسی بڑھ گئی ہے۔ انھین صاف نظر آ گیا کہ وہ جس حدتک عیسائیون کو تباہ و برباد کرتا جاتا ہے اسی حدتک ہمارے سرون پر ایک تاریک بادل چھاتا جاتا ہے اس کے علاوہ انھین ثابت ہو گیا کہ امیر المسلمین اب ہمارے خلاف ہے اور ہماری تباہی کی فکر مین کر رہا ہے۔

یوسف بن تاشفین نے بھی بہت جلد اس بات کو ظاہر کر دیا کہ وہ اندلس کے امیرون کے اس طرز عمل سے پریشان نہین ہوا کیونکہ اُسے کافی موقع مل گیا کہ اپنی ناراضی اُن سے ظاہر کر دے۔ یہ خیال دل مین قائم کرتے ہی وہ طلیطلہ سے چل کھڑا ہوا اور اپنی فوجون کے ساتھ غرناطہ مین پہونچا۔ شہر کے اندر داخل ہو گیا اور خاص القصر مین جا کے ٹھہرا۔ شاہ عبداللہ بن بلکین بن بادیس نے اسے بہت اچھی طرح ٹھہرایا اور ہر طرح اس پر اطمینان اور بھروسہ ظاہر کرتا رہا۔ لیکن اس کے دل مین ایک قسم کا خوف پیدا ہو گیا تھا کہ امیر المسلمین اتنی بڑی فوج کے ساتھ خاص کر اس شہر مین کیون آیا ہے۔

لیکن شاہ یوسف کو اپنے سپہ سالار سیر بن بکر کے ذریعے سے معلوم ہو گیا کہ عبداللہ کے دل مین شبہ پیدا ہو گیا ہے لہذا اُس نے الفانسو سے خفیہ طریقے پر ایک معاہدہ کر لیا ہے اور وہ اس کی مدد کے لیے آمادہ ہے۔ مسیحی بادشاہ اب اُسے اپنا دوست بتاتا ہی اور اس نے اس علاقے کی محافظت اپنے ذمے لی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنی سرحد پر بھی نہایت مضبوط قلعے بنوا رہا ہے۔ اس کے متعلق کسی شاعر نے ایک نظم

کہی جس کے اشعار ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔ اس زمانے مین یہ اشعار ہر شخص کی زبان پر تھے ۔

یہان تم ایک ایسے شخص کو پاؤگے جو چرخ کی طرح
پہیئے کو گھمانے کی مشقت اُٹھاتا ہے
لیکن اپنے دل کے خون سے وہ اسکو تر کرے گا
بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ وہ ایک ریشم کا کیڑا ہے
جو خود اپنے لیے ایک قیدخانہ بناتا ہے
اور اسی کے اندر مر جاتا ہے

بعض مورخین کا بیان ہے کہ جب عبداللہ نے یوسف بن تاشفین کے آنے کا حال سُنا تو ارادہ کیا کہ مقابلہ کرے اور اپنے شہر کے پھاٹک بند کرائے۔ لیکن ابو یحیٰے کا بیان ہے کہ چند روز بعد اُس نے اپنے دلی بغض کو چھپایا اور باہر نکل کے امیرالمسلمین سے ملا اور اسے اپنے قصر مین لے گیا۔ دیگر مورخین لکھتے ہین کہ شاہ غرناطہ نے یوسف بن تاشفین کی علانیہ مخالفت کی اور اپنے شہر کے پھاٹک بند کرا لیے۔ لیکن امیرالمسلمین نے شہر کا محاصرہ کرلیا اور چند روز کے بعد خاص شرائط پر جس مین امن اور اطمینان کا وعدہ کیا گیا تھا وہ غرناطہ مین داخل ہوا۔ خود عبداللہ نے کوشش کرکے اپنی رعایا کے جوش کو دبایا کیونکہ وہ سب ہتھیار لے کے افریقی امیر کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوے اور ارادہ کرلیا تھا کہ اپنی آزادی کو آخر تک بچاتے رہین گے یہ نہین کہا جا سکتا کہ ان بیانون مین سے کون سچ ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ شہر مین داخل ہونے کے دو مہینے کے بعد یوسف بن تاشفین نے غرناطہ پر قبضہ کرلیا اور عبداللہ کو اس کے حرم اور لونڈی غلامون کے ساتھ گرفتار کرکے افریقہ مین مراکش کے قریب مقام اغمات مین بھیجدیا۔

اب امیر المسلمین نے غرناطہ مین ٹھہر کے اس شہر اور حکومت کا انتظام کیا۔ اس اثنا مین شاہان اشبیلیہ اور باڈجوس نے اپنے سفیر بھیج کے امیر المسلمین کو اس نئی حکومت کی نسبت مبارک باد دینی چاہی۔ کیونکہ امیر المسلمین نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ عبداللہ نے یہ علاقہ افریقہ کے بعض صوبہ جات کے معاوضے مین مجھے دیدیا ہے۔ لیکن یوسف نے اشبیلیہ اور باڈجوس کی سفارتون کو قبول نہین کیا۔ اور سفیرون کو اپنے سامنے آنے کی اجازت نہ دی لہذا وہ اس حقارت آمیز طرز عمل سے ناخوش ہو کے واپس گئے۔

اسی زمانے مین المعتصم شاہ المیریا نے بھی اپنے بیٹے عبداللہ عزالدولہ ابو مروان کو امیر المسلمین کے پاس بھیجا تاکہ وہ شاہ المیریا کی جانب سے مبارک باد پہونچا دے لیکن یوسف نے اس شہزادے کو مختلف بہانون کے ساتھ اپنے پاس روک لیا۔ یہان تک کہ وہ اسے ایک کفیل کی حیثیت سے سمجھنے لگا۔ لیکن نوجوان شہزادے نے پہرے والون کو ملا لیا اور بھیس بدل کے شہر سے نکل گیا پھر سمندر کے راستے سے المیریا مین پہونچگیا۔

اس طرح یوسف بن تاشفین نے عبداللہ بن بلکین شاہ غرناطہ کو معزول کیا۔ وہ اس شہر کے نواح کے دلچسپ منظر اور اس کے موقع سے بہت خوش ہوا۔ اب امیر المسلمین نے ارادہ کر لیا کہ آیندہ جس قدر زمانہ اسپین مین بسر ہوگا مین اسی شہر مین رہا کرون گا لیکن وہ اس وقت بہت جلد افریقہ چلا گیا اور بعض مورخین لکھتے ہین کہ شاہ غرناطہ اور اس کے بھائی المستنصر تمیم حاکم ملاغہ کو بھی اپنے ساتھ لیتا گیا۔ تمیم بھی اس کے استقبال کو اپنے شہر سے باہر آیا تھا لیکن یوسف نے غرناطہ کی

ع اس موقع پر نوجوان شہزادے نے چند اعلی درجہ کی نظمین لکھ کے اپنے باپ کے پاس بھیجین اور اُس نے بھی اسی طرح ان کا جواب دیا (کانڈی)

طرح اُس پر بھی قبضہ کرلیا۔ اب مرادی فوج کی سپہ سالاری اور غرناطہ کی حکومت امیر نے اپنے سپہ سالار سیر بن بکر اللمتونی کو دی۔ اس انتظام کے بعد امیرالمسلمین جہاز مین سوار ہوگیا اور ماہ رمضان ۴۸۲ھ مین مراکش پہونچگیا۔

اب ابن عباد شاہ اشبیلیہ نے دیکھا کہ مین کیسی مصیبت مین مبتلا ہوگیا ہون وہ افسوس کرنے لگا کہ مین نے کیون ان صحرائی وحشیون کو اسپین مین بلایا۔ مگر اب اس کا افسوس کرنا بیکار تھا اس نے کوشش کی کہ اپنے شہرون کو مضبوط کرے اس نے اشبیلیہ کی شہرپناہ کی مرمت کرائی اور اس پُل کو بھی جو اشبیلیہ مین واقع تھا نہایت مستحکم کردیا اور جہانتک ممکن ہوا اپنے سارے علاقے کو محفوظ کرنے کی فکر کرنے لگا اس وقت اس کا بیٹا ابوحسن عبید اللہ الرشید اس کے پاس آیا اور اُس نے کہا "میرے آقا اور باپ مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ کیسی آفت آنے والی ہے۔ لہذا مین نے آپ کو پہلے ہی اس کی اطلاع دیدی تھی۔ لیکن آپ نے میرے اور دیگر عقلمند اور معزز شیوخ کے کہنے پر عمل نہ کیا۔ اور خود اپنے ہاتھون اُس امیر کو ریگستان سے یہان بلایا تاکہ ہمارے ان خوشنما میدانون اور مسرت بخش قصرون پر قبضہ کرے" ابن عباد کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا لہذا اُس نے جواب دیا کہ "کوئی انسانی فکر اور تدبیر خداوند تعالے کے احکام کو رد نہین کرسکتی"

اب امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین کو بھی معلوم ہوگیا کہ اندلس کے امیر میرے خلاف تیاریان کررہے ہین۔ یہ دیکھکر اُس نے حکم دیا کہ وہ عظیم الشان فوج جو سبطہ مین جمع ہے فوراً اسپین کی جانب روانہ ہوجاے۔ فوجین اس کے سامنے روانہ ہوگئین اس ساری فوج کی سپہ سالاری اُس نے اپنے سردار سیر بن ابی بکر کو دی اور اُسے حکم دیا کہ اشبیلیہ اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کرے اس سے یہ بھی کہدیا کہ اپنے مقصد کو نہایت احتیاط کے ساتھ چھپاے رہے تاکہ وہ شہر حملے کے لیے تیار نہ ہوسکے۔

خود شاہ یوسف سبطہ مین ٹھہرا رہا اور حکم دیا کہ ایک بہت بڑی مسجد شہر مین تعمیر کی جائے۔ جس کے مینار بقیہ سب عمارتون سے بلند ہون۔ در حقیقت مین وہ اتنے اونچے کر دیے گئے کہ سارا شہر ان پر سے نظر آتا اور سمندر کا نہایت عمدہ نظارہ ہو سکتا۔ بادشاہ نے اسی طرح نہر بولات کو تعمیر کرایا جس مین بے شمار نل لگائے گئے۔ اس کے علاوہ ایک دیوا تعمیر کرائی جو المینہ کہلاتی تھی۔

یوسف بن تاشفین نے جو فوج اندلس کے امیرون کے خلاف بھیجی اسکے متعلق یہ حکم دیا کہ بڑے بڑے حصون مین تقسیم کی جائے۔ پہلی جماعت جو خود ہی ایک بہت بڑی فوج تھی خاص سیر بن ابی بکر کی ماتحتی مین دی گئی اور اس کے متعلق یہ کام تھا کہ پہلے علاقۂ اشبیلیہ پر قبضہ کرے اور اس کے بعد ابن الافطس شاہ الغرب کے مقابلے کو روانہ ہو۔ دوسرے حصۂ فوج پر یوسف نے عبد اللہ بن غیاث کو مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ قرطبہ مین ابن عباد کے بیٹے ابو ناصر الفتاح کا مقابل کرے۔ تیسری فوج ابو زکریا بن وسیم کے سپرد کی گئی اور اسے حکم دیا گیا کہ المیریا کے بادشاہ محمد بن معن المعتصم پر حملہ آور ہو۔ چوتھی فوج کو جس کا سپہ سالار قرار اللمتونی تھا یوسف بن تاشفین نے یہ حکم دیا کہ علاقۂ رونڈہ پر حملہ کرے۔ جہان ابن عباد کا ایک بیٹا یزید رعد اللہ حکومت کر رہا تھا۔ اس حکم کے مطابق فوجین روانہ ہو گئین اور امیر المسلمین سبطہ مین ٹھہرا رہا تاکہ اس مہم کے نتیجے کا انتظار کرے اور اس کی کامیابی کے لیے آیندہ جو واقعات ضروری پیش آئین ان کی فکر کرتا رہے

بیسوان باب

مراد دین کا اسپین کی اسلامی سلطنتون کو فتح کرنا الفانسو کی فوج کی شکست جو ابن عباد کی مدد کو آئی تھی اشبیلیہ پر مراد دین کا قبضہ اور ابن عباد کی بقیہ زندگی اور موت

مراد دین کا سپہ سالار سیر بن ابی بکر بغیر کسی مدافعت کے علاقہ اشبیلیہ مین داخل ہو گیا بلکہ اسے اُمید تھی کہ ابن عباد جیسے ہی میرے آنے کا حال سُنے گا قیمتی تحائف کے ساتھ آدھی دور آ کے استقبال کرے گا اور ظاہری الفاظ سے دوستی کا اعادہ کرے گا۔ لیکن اس قسم کی کوئی بات نہین پیش آئی۔ کوئی قاصد افریقی سپہ سالار کے استقبال کو نہین آیا اور نہ ابن عباد نے کسی قسم کا نامہ و پیام کیا۔ یہ دیکھ کے سیر بن ابی بکر نے شاہ ابن عباد کو ایک خط لکھا جس مین اسے حکم دیا کہ اپنے علاقے اور قلعون کو حوالے کر دے اور خود حاضر ہو کے امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کے ہاتھ پر بیعت کرے۔

یہ مطالبات شاہ ابن عباد کے سامنے غیر متوقع طور پر نہین پیش ہوے تھے کیونکہ وہ اس بات کو پہلے ہی سمجھا ہوا تھا۔ سیر بن ابی بکر کے خط کا اس نے کوئی جواب نہین دیا۔ لیکن اُن علاقہ جات کہ جو اب تک اس کے قبضے مین تھے محفوظ کرنے کی انتہائی کوشش کرنے لگا۔ اور اب یہ کام بھی وہ اس حالت مین کر رہا تھا جب کہ اُس کا دل نا اُمید ہو چکا تھا۔ ابن عباد نجومیون کا قائل تھا لہذا اسے یقین ہو گیا کہ انھون نے جو پیشنگوئی اُس کے پیدا ہونے کے وقت کی تھی اب اس کا وقت آ پہونچا ہے۔ نجومیون نے اُس کے باپ سے کہا تھا کہ آپ کی نسل اُس وقت تک حکومت کرتی رہے گی جب کہ ایک جزیرے کے لوگ آ کے اُس کا خاتمہ کر دین گے۔ وہ لوگ اس جزیرے کے اصلی باشندے نہ ہونگے

بعض دیگر واقعات بھی ایسے پیش آئے جن کی وجہ سے بادشاہ نہایت بزدل ہو گیا۔ ہر بات سے بدشگونی ظاہر ہوتی چنانچہ ایک دفعہ اُس نے خواب میں دیکھا کہ میرا بیٹا مندرجہ ذیل اشعار پڑھ رہا ہے۔

ایک وہ زمانہ تھا جب کہ قسمت ہمارا ساتھ دے رہی تھی
اور ہماری شہرت کو سارے عالم مین پہونچا رہی تھی
اور ہماری شہرت کے کارنامے جو کبھی نہین مٹ سکتے
ہر شخص کی زبان پر تھے۔
لیکن اب قسمت نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔
اور اگر ساتھ دیتی ہے تو فقط اس بات مین
کہ ہمارے ساتھ آہ و زاری کرے اور آنسو بہائے
دن گذر جاتا ہے اور رات بھی اسی طرح گذر جاتی ہے۔
اور اُس کے ساتھ دنیا کی سب مسرتین بھی گذر جاتی ہین۔
اس دنیا کا عروج ایک لاحاصل خواب ہے۔
جس طرح ہوا مین اُڑنے والی چڑیان
ایک شکرے کو دیکھ کے غائب ہو جاتی ہین
اسی طرح وہ جنگجو بہادر جو کبھی دنیا کے لیے باعث فخر تھے
اُس تلاطم سے چھپتے پھرتے ہین جو قسمت کے ہاتھون برپا ہوتا ہے۔

غرض ابن عباد اپنے رسالون کو لے کے عزادین کے مقابلے کو نکلا اور اسکی بہادری اور جنگی مہارت کا یہ حال تھا کہ باوجود کمی تعداد کے وہ مختلف حالتون مین جنگ کرتا رہا۔ نہایت چالاکی کے ساتھ وہ اس بات کی کوشش کرتا کہ کسی مقام پر جم کے لڑائی نہ ہونے پائے۔ ابن عباد کی قوت کو تقسیم کرنے کے لیے سیرین بکر نے

اپنے سپہ سالار باقی بن اسمٰعیل کو بھیجا تا کہ وہ شہر جیان کا محاصرہ کرے۔ اور اس نے ایسے جوش و خروش کے ساتھ کام کیا کہ مجبوراً شہر کو ہتھیار ڈال دینا پڑے۔ لیکن شہر والون نے بعض شرائط اپنی مرضی کے مطابق طے کر لیے۔ اس کے بعد مراودین شہر مین داخل ہو گئے۔ سیر بن بکر نے اس کامیابی کا حال یوسف بن تاشفین کو لکھا۔ وہ اسے سُن کے بہت خوش ہوا۔ اور اس کے جواب اپنے مین سپہ سالار کو تاکید کی کہ ابن عباد شاہ اشبیلیہ پر حملہ کرنے سے اس وقت تک باز نہ آئے جب تک کہ اس کے سارے علاقہ پر مراودین کا قبضہ نہ ہو جائے۔ اور امیر المسلمین نے سیر بن بکر کو حکم دیا کہ ابن عباد کی سلطنت کا ایک حصہ بھی اُس کے قبضے مین نہ رہنے پائے۔

سپہ سالار باقی بن اسمٰعیل کو حکم دیا گیا کہ اپنی فوجون کے ساتھ قرار اللمتونی سے مل جائے جو قرطبہ مین جنگ کر رہا تھا اور اب اس نے شہر کا محاصرہ شروع کر لیا تھا۔ لیکن ایک حملے مین جو قرطبہ والون نے ناصر الفتاح کی ماتحتی مین نکل کے کیا تھا مراودین کو بہت سخت نقصان پہونچا دیا اور ان کے اتنے لوگ کام آ گئے کہ قرار اللمتونی کی فوج کو مدد پہونچانا ضروری ہو گیا تھا۔ باقی بن اسمٰعیل کی ماتحتی مین ان تازہ فوجون کے پہونچتے ہی مراودین نے پھر جوش و خروش کے ساتھ حملے شروع کر دیے اور شہر کے باشندون کو مجبوراً ہتھیار ڈالنے کے شرائط قبول کرنا پڑے۔ انھین اطمینان دلایا گیا کہ ان کی جانین اور اُن کی املاک محفوظ رکھی جائینگی اس وعدے پر اُنھون نے چہارشنبے کے روز تیسری ماہ صفر ۴۸۴ھ کو اپنے پھاٹک کھول دیے اور یوسف بن تاشفین کی فوجین شہر مین داخل ہو گئین۔ ابھی پوری طرح شہر پر قبضہ نہین ہونے پایا تھا کہ قرار اللمتونی نے ابن عباد کے بیٹے ابو ناصر الفتاح معروف بہ المامون کو دغا بازی کے ساتھ قتل کر ڈالا۔

اسی زمانے میں مرادوین نے سیر بن بکر کی ماتحتی میں باجہ، بیاسہ، قسطر البلاد (القدور) الصخرہ اور زقورہ پر قبضہ کرلیا۔ جو فوج رونده کے مقابلے کو بھیجی گئی تھی وہ اس شہر پر قابض ہو گئی۔ لیکن وہاں بھی ابن عباد کے چھوٹے بیٹے یزید عبداللہ نے نہایت سخت مدافعت کی اور وہ شہزادہ بھی بزرخم قرار اللمتونی کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ کیونکہ وہ شہزادہ اس کی حفاظت میں تھا اور اس نے شریف نوجوان کے سینے کو خاص اپنے نیزے سے چھید ڈالا۔ حالانکہ اس سے پہلے جانوں کے محفوظ رکھنے کا وعدہ ہو چکا تھا۔

چند مہینوں میں یوسف بن تاشفین کے ظالمانہ احکام کی تمام دکمال تعمیل ہو چکی تھی اور ابن عباد کے قبضے میں اُس کی ساری سلطنت میں سے فقط دو شہر اشبیلیہ اور قرمونہ باقی رہ گئے تھے۔ مگر یہ دونوں نہایت مستحکم اور مضبوط تھے۔

سپہ سالار باقی بن اسمعیل قرطبہ میں ٹھہر رہا کیونکہ وہ شہر کو مضبوط کرنا چاہتا تھا اور کوشش کرنے لگا کہ گرد و نواح کے سب قلعے اُسکے قبضے میں آجائیں۔ اس خیال سے اُس نے ایک لمتونی سپہ سالار کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ قلعۃ الرادوہ کی جانب روانہ کیا جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک نہایت مضبوط مقام تھا۔ اور یہ کارروائی اس غرض سے کی گئی کہ معلوم ہوا تھا شاہ ڈان الفانسو اس جانب بڑھ رہا ہے اور ابن عباد شاہ اشبیلیہ کی مدد کرنا چاہتا ہے۔

سپہ سالار سیر بن بکر نے بھی سرحد کی حفاظت کی کافی تدبیریں کرلیں۔ اس کے بعد وہ قرمونہ کے سامنے ٹھہر گیا اور ناقابل بیان استقلال سے اس شہر کا محاصرہ کیا پھر کئی دن مسلسل حملے کر کے اس پر قبضہ کرلیا اور رات کے وقت تلوار ہاتھ میں لیے وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ یہ واقعہ شب شنبہ ۱۷ ماہ ربیع الاول ۴۸۳ھ کا ہے۔

اس شہر کے نکل جانے کے بعد ابن عباد کے دل میں کسی قسم کی امید نہین باقی رہی۔ اب اُس نے مجبور ہو کے مسیحی بادشاہ الفانسو سے مدد کی درخواست کی اور اس کے معاوضے میں اپنے چند شہر اُس کے سامنے پیش کیے۔ الفانسو نے بھی اس وقت غیر معمولی فیاضی سے کام لیا۔ اور گذشتہ نقصانات کو دل سے بھلا کے وہ قدیم تعلقات پھر قائم کرنا چاہے جو اس مین اور شاہ اشبیلیہ مین پہلے آتے تھے اور اپنے سپہ سالار کانڈی غونسن کو اس کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ اگرچہ ابن عباد نے اپنی تباہی کا پورا حال اور سارے واقعات مسیحی بادشاہ کو نہین لکھے تھے مگر وہ مسیحی سپہ سالار فوراً بیس ہزار سوارون اور چالیس ہزار پیدلون کے ہمراہ آپہونچا۔

مسیحیون کی یہ طاقت ور فوج علاقۂ قرطبہ مین داخل ہوئی جو اب مرادوین کے قبضے مین تھا۔ اُنھون نے اپنی راہ مین شہرون اور زمینون کو تباہ و برباد کر دیا ان کے مقابلے کے لیے سیر بن ابی بکر کے حکم کے مطابق ابراہیم بن اسمٰعیل اللمتونی روانہ ہوا جو مرادوین کے نہایت بہادر سردارون مین شمار کیا جاتا تھا۔ قبائل زناتہ۔ غمارہ۔ اور مصامدہ کے دس ہزار سوار منتخب اس کے زیر علم تھے۔ اور انھین کے ہمراہ ایک بڑا دستہ پیدلون کا بھی تھا۔ لیکن یہ سب لوگ نہایت جنگجو۔ تجربہ کار اور میدان جنگ کی سختیان برداشت کرنے کے عادی تھے۔ دونون فوجون مین مقابلہ ہوا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی جس مین مسیحیون کو شکست ہو گئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگے کیونکہ انھین اس کے سوا اور کوئی تدبیر اپنی جان بچانے کی نہ مل سکی۔ لیکن یہ بات بھی انھون نے اسوقت گوارا کی جب کہ مرادوی فوج کو بہت زیادہ نقصان پہونچا چکے تھے۔

اب سیر بن ابی بکر نے آگے بڑھ کے خاص شہر اشبیلیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور شاہ

ابن عباد نہایت استقلال اور بہادری کے ساتھ اُسے بچاتا رہا۔ وہ خود بار بار نکل کے حملے کرتا اور اکثر چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین شریک ہوتا۔ لیکن مرادوین کی قوت اور ان کے کارنامے اس قدر مشہور ہو گئے تھے کہ لوگون نے بادشاہ سے درخواست کی کہ اطاعت قبول کرنے کی شرطین پیش کی جائین۔ کیونکہ ایسے بہادر اور استقلال کے ساتھ لڑنے والے دشمن کے مقابلے مین یہ شہر کسی طرح مقابلہ نہین کر سکتا۔ ابن عباد کو اپنے سچی مددگارون کی ناکامی کا حال معلوم ہوا۔ لہذا اس کی سب اُمیدین خاک مین مل گئین اور نہایت رنج و افسوس کے ساتھ اس نے شہر کو حوالے کر دینا منظور کر لیا۔ اس نے شاہ یوسف کی ایمانداری پر بھروسہ کیا اور اپنی اور اپنے باشندون کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ لے لیا۔ اسی قدر نہین۔ بلکہ اس نے نام بنام خود اپنے۔ اپنے بیٹون۔ اپنی بیٹیون۔ اپنی بیبیون اور اپنے لونڈی۔ غلامون سب کے لیے وعدہ لیا اور سپہ سالار سیر بن بکر نے اپنے آقا امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کی جانب سے ان سب باتون کا اطمینان دلایا۔ اس کے بعد مرادوین نے اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۲ ماہ رجب ۴۸۴ھ روز یک شنبہ کا ہے۔[ع]

مرادوی سپہ سالار نے فوراً ابن عباد کو گرفتار کر لیا اور اُس پر نہایت سخت پہرہ مقرر کر دیا اور تیاریان کرنے لگا کہ اس بادشاہ کو مع سارے خاندان کے افریقہ بھیجدے۔ اس بادشاہ کے جو بیٹے بچ رہے تھے اُن کے نام ابوحسین عبید اللہ الرشید۔ ابوبکر عبد اللہ المعتمد۔ ابو سلیمان عربی تاج الدولہ اور ابو ہاشم المعطی زین الدولہ تھے۔ ابن عباد کے ساتھ اُس کی بہوئین۔ بیٹیان اور حرم کی لونڈیان بھی تھین۔ انھین لونڈیون مین ایک کا نام عتامدہ تھا جو ایک نہایت حسین نازنین

ع دیگر مورخین ۱۹۔ رجب بتاتے ہین (کاندی)

تھی اور جس سے بادشاہ بے انتہا محبت کرتا تھا۔ یہ اس کے بیٹے عزنی کی ماں تھی اور اُس کا نام سعیدہ کبری بھی تھا۔ کیونکہ ایک مسجد مین جو ۴۷۶ھ مین اُس نے تعمیر کرائی ایک کتبہ اسی نام سے لگا ہوا ہے۔ وہ رمیقہ بھی کہلاتی تھی کیونکہ ابن عباد نے اسے رمیق ... الحجاج سے مول لیا تھا۔

اب یہ سارا نامور خاندان افریقہ مین بھیجدیا گیا۔ روانہ ہوتے وقت لوگون کی آہ وزاری ناقابل بیان تھی۔ اُن کی آنکھون سے بھی آنسو جاری تھے۔ جب کہ وہ اپنے اس خوشنما شہر سے روانہ ہوے پھر جب اُس کے چمکدار برج نظرون سے غائب ہونے لگے ان کے دلون سے حسرتناک آہین نکلین۔ ایک لمحے کے اندر ان کی ساری شان وشوکت خواب کی طرح مٹ گئی۔ لیکن دنیا کا یہی حال ہے۔ انسان کو ہر چیز اسی لیے دی جاتی ہے تاکہ پھر اُس سے چھین لی جائے اور اس سے جو لطف حاصل ہوتا ہے وہ آیندہ زندگی کو زیادہ مصیبت ناک بنادیتا ہی اور انتہائی مسرتون مین بھی خرابی اور بربادی کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور موجود ہوتا ہے

یہ خانمان برباد قافلہ سبطہ مین پہونچا۔ یوسف بن تاشفین نے اُن کی تباہ شدہ عظمت کا کوئی خیال نہ کیا اور سب کو قید کرکے شہر اغمات مین بھیجدیا۔ راستے مین ایک عربی شاعر نے جس کا نام ابو الحسن حضری تھا چند اشعار ابن عباد کی شان مین کہکر پیش کیے۔ اگرچہ یہ اشعار اس درجے کے نہ تھے جو کہ وہ اپنے شاعر ابن زیدون سے سنا کرتا تھا لیکن مقید بادشاہ نے اپنی شان مین قصیدہ کہنے والے شاعر کو ستہ کے چھتیس ڈبلون انعام مین دیے۔ کہا جاتا ہے کہ اسوقت اس کے پاس فقط اتنی ہی رقم موجود تھی اور یہ آخری انعام تھا جو اس نے اپنی زندگی مین کسی کو دیا۔

جب ابن عباد مدینۂ اغمات میں پہونچ گیا تو مراد دین نے اسے ایک برج میں بند کر دیا۔ اور اُس نے اپنی زندگی کے بقیہ چار سال نہایت افلاس اور مصیبت کی حالت میں بسر کیے۔ اُس کی بیٹیان اُس کے پاس رہتین اور ہر وقت اس کی خدمت کیا کرتین لیکن اپنی اولاد کو اس مصیبت ناک حالت مین دیکھ کے بدقسمت بادشاہ کو ان کی انتہائی محبت اور خدمت سے وہ خوشی نہ حاصل ہوتی جو دوسری حالت مین ہو سکتی تھی۔ یہ بات بھی اُس کے دل کو ہر وقت رنجیدہ اور پریشان رکھتی۔

چند روز کے بعد ابن عباد کو اپنی معشوقہ سعیدہ کبریٰ کی موت کا صدمہ بھی برداشت کرنا پڑا۔ وہ بادشاہ کو اس افلاس اور مصیبت مین دیکھ کے اپنے رنج کو نہ برداشت کر سکی اور اغمات پہونچنے کے چند روز بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ ابن لبانہ بیان کرتا ہے کہ ایک عید کے موقع پر چند لوگ ابن عباد کے قید خانے مین پہونچ گئے تاکہ رسم کے مطابق اُسے عید کی مبارک باد دین۔ اُنھون نے اس بادشاہ کو جس کی شان و شوکت خاک مین مل چکی تھی اپنی اولاد مین گھرا ہوا پایا لیکن وہ سب پُرانے اور میلے کپڑے پہنے ہوے تھے۔ اس کے علاوہ افلاس کی اور بہت سی باتین ظاہر ہوتی تھین۔ لیکن اُن کا بیان ہے کہ شاہانہ شان و شوکت اُن کے چہرون سے اُس وقت بھی جھلک رہی تھی۔ پھٹے پرانے کپڑون کے اندر سے اُن کے جسمون کا تناسب اور نزاکت ظاہر ہو رہی تھی۔ اور دیکھنے والے کو نظر آتا کہ آفتاب گہن مین آگیا ہے۔ یا اس پر بادلون کا نقاب پڑ گیا ہے جس نے اُس کی چمک کو ماند کر دیا ہے۔ لیکن کوئی چیز اُسے پوری طرح چھپا نہین سکتی۔ شاہ یوسف بن تاشفین نے اس خاندان کو اتنا تباہ و برباد کر دیا کہ ابن عباد کی بیبیون اور شہزادیون کو ننگے پاؤن پھرنا پڑتا تھا اور اپنا ذریعۂ

معاش وہ چرخہ کات کے پیدا کرتی تھیں۔
ابن عباد نے ان لوگون کو جو اس کے پاس تھے مبہوت دیکھ کے چند اشعار پڑھے جو رنج والم سے بھرے ہوے تھے اور وہ لوگ اُنھیں نہایت رنج کے ساتھ سنتے رہے اور ان کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے۔ اس کے بیٹے بھی اسی کی طرح مصیبت برداشت کر رہے تھے۔ اُن مین سے ایک ابوبکر عبداللہ المعتد ماہ رمضان ۴۸۴ھ مین قتل کر ڈالا گیا۔ جس دن وہ قتل ہوا اسی روز چند گھنٹے قبل اُس نے اپنے ایک معصوم بچے کو اپنے باپ کے پاس بھیجا اور چند اشعار لکھے جن مین اُس نے اپنے باپ کو صبر و سکون دلانے کی کوشش کی تھی۔
ابن عباد ۴۸۸ھ تک زندہ رہا۔ اُس نے ۲۳ برس سلطنت کی تھی اور اشبیلیہ کی حکومت ۷۲ برس تک اس کی نسل مین رہی۔ یہ واقعات اُس نے خود اپنے زوال کے بعد نظم مین لکھے ہین۔ اس ناقابل بیان رنج مین شاعری کی بدولت اسے ایک گونہ سکون رہا کیونکہ معزول ہونے کے بعد وہ زیادہ تر اسی مین مصروف رہتا۔ ابن عباد کے بعض اشعار اس قدر مقبول ہوے کہ لوگ انھین عام طور پر گانے لگے۔ بعد کے لوگون نے انھین زبانی یاد کر لیا اور ہر شخص کی زبان پر تھے۔

اکیسوان باب

مرادین کا المیریا پر قبضہ۔ وہ بلنسیہ پر بھی قبضہ کر لیتے ہین۔ شاہ سرقسطہ اور یوسف بن تاشفین مین معاہدہ

ماہ شعبان ۴۸۴ھ مین مرادین نے شہر نوعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ماہ شوال

میں اُن کے سپہ سالار نے مدینہ حریطہ پر قبضہ کیا اور اپنی کامیابی اور فتح کا حال امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین کو لکھا۔ یہ قائد داؤد بن عائشہ بڑا بہادر اور نامی سپہ سالار تھا۔ وہ عقلمند منصف اور رحمدل تھا کسی شخص کو اُس کے ظلم کی شکایت کرنے کا کبھی موقع نہیں ملا۔ ہر شخص سے وہ نہایت اخلاق اور مہربانی سے پیش آتا۔ ان اعلیٰ صفات کی بدولت اُس نے اتنی فتوحات حاصل کر لیں جو ہزور اسلحہ نہ ہو سکتی تھیں۔

اس اثنا میں محمد بن معن شاہ المیریا پر جو تجیبی نسل سے تھا اور جس کے لقب المعتصم معزالدولہ اور عتیق الدولہ تھے اور جو شاہ اشبیلیہ سے دوستانہ تعلقات رکھتا تھا مرادین حملہ آور ہوئے۔ جیسے ہی اُسے سیر بن بکر کی دغابازی کا حال معلوم ہوا اُس نے اندلس کے سب امیروں کو اپنی مدد کے لیے بلایا اور وہ سب اپنی فوجیں جمع کرکے اس کے علاقے کو بچانے کے لیے آپہونچے لیکن مرادین نے انھیں ایک دوسرے سے ملنے اور اپنی فوجوں کو ایک جگہ جمع کرنے کا موقع نہیں دیا۔ امیرالمسلمین یوسف بن تاشفین کی فوج کے ایک حصے نے جس کا سپہ سالار زکریا بن اسقیش تھا نہایت تیزی کے ساتھ المیریا پر حملہ کیا اور شاہ محمد بن معن کو خاص دارالسلطنت المیریا میں محصور کر لیا۔ یہ بادشاہ اپنی رعایا میں بہت ہر دلعزیز تھا۔ کیونکہ وہ انصاف اور فیاضی کے ساتھ حکومت کرتا۔ اس کے علاوہ اسپین کے سب امیر بھی اس کی قدر اور وقعت کرتے تھے۔ اسوجہ سے مرادین چاہتے تھے کہ جس قدر جلد ممکن ہو اُس کے علاقے پر قبضہ کر لیں۔ کیونکہ انھیں یقین تھا کہ اسپین کے سارے عیسائی اور مسلمان متحد ہو کے اُس کی مدد کریں گے۔ اس لحاظ سے انھوں نے مدینہ المیریا کا ایسی سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا کہ کوئی شخص سمندر یا خشکی کے راستے

سے شہر کے اندر آ اور جا نہ سکتا تھا۔ محمد بن معن نے دیکھا کہ میری قوت روز بروز کم ہوتی جاتی ہے۔ اسے ایک ایسے دشمن کے مقابلے مین مایوسی ہو گئی جو ایک ہی وقت مین کل شاہان اسپین کے خلاف کامیابی کے ساتھ لڑائی مین مصروف تھا۔ یہ صدمہ اُس کے دل مین اس قدر زیادہ ہوا کہ وہ برداشت نہ کرسکا اور مرگیا۔ مرنے سے پہلے محمد بن معن نے اپنے بڑے بیٹے احمد معز الدولہ کو نصیحت کی کہ اگر خدا تمھین رہائی دے اور دشمنون کے ہاتھ سے تم اپنی جان بچا سکو تو مشرقی افریقہ مین ابن حمود کے پاس پہونچ کے پناہ لینا۔ اور اگر تمھاری سلطنت کا کوئی حصہ تمھارے قبضے مین بچ رہے تو حمود کے بیٹون سے دوستانہ تعلقات قائم رکھنا۔ یہی نصیحت اُس نے اپنے چھوٹے بیٹے عز الدولہ کو کی لیکن اس نے اپنے باپ کے مشورے پر عمل نہین کیا۔

اس طرح چالیس برس نہایت عمدگی کے ساتھ حکومت کرکے المیریا کے عقلمند اور رنیاب بادشاہ المعتصم نے انتقال کیا۔ وہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کے ہمراہ جنگ زلاقہ مین لڑ چکا تھا اور محاصرہ لیط مین جو علاقہ لورقہ مین واقع ہے اپنی فوج کے ساتھ شریک تھا لیکن ان خدمتون نے بھی اُسے اور اُسکے خاندان کو تباہی سے نہین بچایا۔

اس کے انتقال کے بعد ہی لوگون نے احمد معز الدولہ کو بادشاہ منتخب کیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی اسکے ہاتھ پر ولیعہدی کی بیعت کرچکے تھے اور اس کے باپ نے بہت روز قبل اسے اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ اس کے باپ کے انتقال کے دن یعنے ۱۴۔ ماہ ربیع الثانی ۴۸۴ھ کو المیریا کے لوگون نے اُسکی سلطنت کا اعلان کیا۔ لیکن ابو مروان معز الدولہ کی حکومت ایک مہینہ سے زیادہ نہ رہ سکی۔ اسی زمانے مین المیریا مین یہ خبر پہونچی کہ اشبیلیہ کو مرادون نے لے لیا

اور ابن عباد کو معزول کر دیا ہے۔ اب سنئے بادشاہ آلمریا کی بقیہ اُمیدیں بھی زائل ہو گئیں اور اُسے نظر آ گیا کہ اب میں اپنے دار السلطنت کو کسی طرح نہیں بچا سکتا۔ یہ خیال کر کے اُس نے خفیہ طریقے پر ایک جہاز مہیا کیا اور ارادہ کیا کہ اُس کے ذریعے سے شہر سے نکل جائے۔ لیکن اس اثنا میں وہ شہر کے حوالے کر دینے کی شرطیں بھی طے کرنے لگا۔

جیسے ہی اطاعت قبول کرنے کا سوال درپیش ہوا وہ لوگ جو شہر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کسی قدر بے پروا ہو گئے لہذا رات کی تاریکی میں بادشاہ اپنے خاندان والوں اور خزانوں کے ساتھ فصیل پر سے اتر کے جہاز پر بیٹھ گیا اور مشرقی افریقہ کی جانب روانہ ہو گیا جیسا کہ اُس کے باپ نے اس سے کہا تھا۔ بعض مورخین بیان کرتے ہیں کہ اس کے شہر سے نکل جانے کا واقعہ آخر ماہ رمضان میں پیش آیا۔ دیگر مورخین لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ ۲۵۔ ماہ شعبان ۴۸۴ھ کو پیش آیا۔

ابو مروان نے اپنے ساتھ اپنے بھائی رفیع الدولہ اور اُس کی بیبیوں اور بچوں کو بھی لے لیا تھا۔ دونوں بھائیوں نے جا کے حاکم بجایہ کے پاس پناہ لی اور اس شہر میں المنصور بن الناصر بن الانس بن حمیدی بن بلکین بن زیری بن مناد صنہاجی کی ماتحتی میں بسر کرنے لگے۔ لیکن چند روز بعد اس حاکم نے ابو مروان کو اپنے علاقہ مغرب میں تونس کی حکومت دیدی۔ اُس کے بھائی رفیع الدولہ پر چند روز بعد تلمسان کا والی المجدالی مہربان ہو گیا۔ اس کے پاس پہنچ کے رفیع الدولہ اطمینان کے ساتھ علمی ترقیوں میں مصروف ہو گیا۔ اور اپنی موت کے وقت تک اسی کام میں مشغول رہا۔ اندلس کے مورخوں عمر بن شبان قرطبی۔ زکریا بن قسطلی اور القضاعی بلنسی کا بیان ہے کہ اُس نے ۵۳۹ھ میں انتقال کیا

کیا۔

معز الدولہ کے شہر سے نکل جانے کے بعد دوسرے دن شہر والوں نے ہتھیار ڈال دیے اور یوسف بن تاشفین کا مرادی سپہ سالار داؤد بن عائشہ اپنی فوج کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا پھر اس نے اپنی فوج کے مختلف حصے المیریا کے علاقے میں بھیجے تاکہ وہ سارے علاقے پر قبضہ کر لیں۔ شہر بانتوزا کا محاصرہ کر لیا گیا اور چند روز بعد وہ بھی فتح ہو گیا۔ ابن عائشہ نے قاصدوں کے ذریعے سے شاہ یوسف کو ان واقعات کی اطلاع کی اور اسے مبارکباد دی کہ مرادین نے ڈیڑھ برس میں اندلس کی پانچ سلطنتوں سے قبضہ کر لیا ہے یعنی انہوں نے ابن جبوس۔ ابن عباد۔ ابوالاحوص معن بن عبدالعزیز اور عبداللہ بن بکر والی جیان آئلہ اور اقیجہ کے علاقہ جات کو فتح کر لیا ہے۔

اس کے دوسرے سال یعنی ۴۸۵ھ میں امیرالمسلمین نے اپنے سپہ سالار داؤد بن عائشہ کو حکم دیا کہ علاقہ دوانیہ کی طرف کوچ کرے۔ اس نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس شہر پر نیز شاطبہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ دونوں شہر ابن منقاد کے قبضے میں تھے اور اس امیر نے ابو مروان ہذیل بن رزین حاکم مرالطرد بلنسیہ اور مسیحیوں سے معاہدہ کر لیا تھا جن کا سپہ سالار رادرق ابنطو تھا۔ اس کا خیال تھا کہ ان کی مدد سے میں اپنے علاقے کو مرادین کے ہاتھ سے بچا لوں گا لیکن سپہ سالار داؤد بن عائشہ نے ان سب مقامون پر نہایت آسانی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور زیادہ خونریزی بھی نہیں ہوئی۔ ابن رزین کا علاقہ البتہ محفوظ رہا اور اس کی حکومت ہمیشہ کے لیے یحییٰ عبدالملک ابو مروان کو دی گئی کیونکہ وہ اس کا حقدار تھا۔ اور اس وجہ سے بھی کہ قدیم زمانے سے اس کے آباد اجداد اس پر حکومت کرتے رہے تھے۔ اور اس خیال سے بھی کہ ان سے

اور سرقسطہ کے امیر ابن ہود سے دوستانہ تعلقات قائم تھے یحییٰ کے بعد اس کا بیٹا عبدالملک اس علاقے کا حاکم ہوا۔

ان واقعات کے بعد داؤد بن عائشہ سقورہ کی جانب روانہ ہوا۔ اور اس شہر پر بھی اس نے قبضہ کرلیا اور آگے بڑھ کے بلنشیہ کی گرد اپنا پڑاؤ ڈال دیا۔ اس شہر کو یحییٰ بن ذوالنون بچا رہا تھا اور مسیحی جو اس کے دوست بلکہ اس کے سردار تھے اس کی مدد کے لیے آگئے تھے۔ ایک حملے میں جو کہ شہر والوں نے باہر نکل کے کیا یحییٰ بن ذوالنون زخمی ہوا اور اسی دن اس کا انتقال ہوگیا۔ لیکن اس کا بیٹا القادر یحییٰ بن ذوالنون اس کا جانشین مقرر ہوا وہ بھی بڑا عقلمند اور بہادر سپہ سالار تھا لہٰذا دشمنوں سے مقابلہ کرتا اور اپنے شہر کو بڑی قابلیت کے ساتھ بچاتا رہا۔

لیکن مسیحیوں نے دیکھا کہ اب بلنشیہ کا بچانا غیر ممکن ہے لہٰذا وہ شہر سے نکل کے چلے گئے۔ القادر بن ذوالنون اپنے بہادر سپہ سالار ابن طاہر حاکم تدمیر کے ساتھ دیواروں کو اس وقت تک بچاتا رہا جب تک کہ اس کے جسم میں جان باقی رہی۔

اس محاصرے میں بہت زمانہ صرف ہوا اور خون کی ندیاں بہ گئیں اور اس سے بھی زیادہ خونریزی ہوتی لیکن قاضی بلنشیہ احمد بن جحاف المعافری نے دشمن سے ایک معاہدہ کرلیا اور شہر کے پھاٹک کھول دیے۔ مرابطین تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے شہر میں داخل ہوگئے اور ان لوگوں کو جو اب تک القادر کے طرفدار تھے بیرحمی کے ساتھ قتل کرنے لگے۔ بادشاہ اپنے بہادر شہسواروں کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔

قاضی احمد بن جحاف کو اس خدمت کے معاوضے میں اس شہر کی حکومت

دی گئی۔ اور اب وہ قاضی القضاۃ کے عہدے سے ترقی کرکے اس شہر کے والی مقرر ہوئے لیکن خدا کیسا منصف ہے! اور اس کے احکام کیسی عمدگی کے ساتھ پورے ہوتے ہیں! اس کے متعلق ہم پھر لکھیں گے جب کہ اس دغاباز قاضی کی موت کا واقعہ بیان کریں گے۔

سپہ سالار داؤد بن عائشہ نے اس فتح کا حال امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کو لکھا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اُس وقت تک پیشقدمی جاری رکھی جائے جب تک کہ سارا اسپین اس کے قبضے میں نہ آجائے۔

سرقسطہ کا بادشاہ ابو جعفر جو مشہور و معروف ابن ہود کی نسل سے تھا اب تک اپنی بہادری اور شرافت کے ساتھ اسپین کی مشرقی سرحد کو دشمنوں سے بچاتا رہا تھا۔ وادی الحجارہ۔ مدینہ سلی۔ بلجیہ۔ ضرد تہ۔ قلعہ ایوب۔ ہولسکا۔ تودلہ برتسترلریدہ اور فراجہ سب اُس کے قبضے میں تھے۔ کوہستان پیری نیز کے جنوب میں سمندر میں بھی اس کی طاقت بہت اچھی تھی۔ کیونکہ اس کے جہاز اسپین کا قیمتی سامان لے کے سکندریہ اور ساحل افریقہ پر جاتے اور واپسی میں شام اور دیگر ممالک مشرق کا سامان تجارت لے آتے تھے۔ شاہان اسپین میں وہ سب سے زیادہ دولتمند۔ فیاض اور منصف تھا لہذا اُس کی رعایا اسے اسقدر چاہتی کہ کہا جاتا سب لوگوں کے دل اسکے ہاتھ میں ہیں۔

ان وجوہ سے یوسف بن تاشفین نے شاہ سرقسطہ پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں کی اور اس کے خلاف اعلان جنگ نہیں دیا۔ عقلمند ابو جعفر کے دل میں اس بات کا خوف تھا کہ کہیں امیر المسلمین میرا بھی دشمن نہ ہو جائے۔ اس نے دیکھا کہ دیگر امرائے اندلس کو اس نے کیسی آسانی کے ساتھ مغلوب کر لیا ہے لہذا وہ زمانے کی ضرورتوں کے لحاظ سے اس طوفان کے لیے تیار ہو گیا

اور شاہ یوسف کو ایک خط لکھا جس مین عیسائیون کے خلاف مدد چاہی۔ اس خط کو اس نے اپنے بیٹے عماد الدولہ ابو مروان عبدالملک کے ذریعے سے امیر المسلمین کے پاس بھیجا۔ شہزادہ اس خط کے ساتھ بہت سے قیمتی تحائف بھی امیر المسلمین کے لیے لے گیا۔ خط کا مضمون حسب ذیل تھا۔

"میری سلطنت ایک دیوار ہے جو آپ کے اور دین کے دشمنون کے درمیان مین قائم ہے۔ یہی دیوار مسلمانون کے لیے پناہ اور مدافعت کا ذریعہ ہے۔ اور میرے آبا و اجداد نے اپنے ابتدائی عہد حکومت سے اس وقت تک کبھی اس بات کا موقع نہین دیا کہ وہ اسپین کے دیگر صوبہ جات مین ہماری سرحد سے داخل ہون۔ آپ کی دوستی میرے لیے اطمینان کا باعث ہوگی اور آپ کو میری وفاداری پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ میرا بیٹا عبدالملک آپ سے وہ باتین بیان کردے گا جو میرے دل مین ہین میرا اصلی مقصد یہ ہے کہ دین اسلام کی حفاظت اور اس کی اشاعت ہو۔"

اس خط کا یوسف بن تاشفین نے مندرجہ ذیل الفاظ مین جواب دیا:

"منجانب امیر المسلمین ناصر الدین یوسف بن تاشفین بنام احمد ابو جعفر بن ہود جسے خدا پر بھروسہ ہے۔ اللہ اس کی شان و شوکت کو بڑھائے اور ہمیشہ قائم رکھے۔

یہ خط ہم اپنے دربار مقام مراکش (خدا اسے محفوظ رکھے) سے لکھتے ہین کیونکہ ہمین تمھارا خط ملا جس سے تمھارے آبا و اجداد کی شرافت اور بہادری کا حال معلوم ہوا۔

ہم خدا کا شکر کرتے ہین اور اس کی تعریف کرتے ہین اور اس سے

دُعا مانگتے ہین کہ وہ ہمین سچے راستے پر چلاے اور ہمارے ایمان کو قائم رکھے۔ ہم خدا سے اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دُعا مانگتے ہین جو اس کے بندے تھے اور جنھین اللہ تعالے نے یہ بزرگی عطا کی کہ ہم ہمیشہ اُن پر درود بھیجا کرین۔

جو کچھ ہم تم سے کہنا چاہتے ہین اور خدا ہمارے اس قول کو قائم رکھے یہ ہے کہ تمھاری شرافت کے لحاظ سے ہم تم سے سوا دوستی کے اور کچھ نہین چاہتے۔ ہماری یہی دلی خواہش ہے کیونکہ خدا نے ہم کو رحمدل بنایا ہے۔ تم نے ہمارے پاس اپنے بیٹے عبدالملک ابو مروان کو بھیجا جو نہایت سمجھدار اور شریف لڑکا ہے۔ ہمین بھی اُس سے محبت ہو گئی۔ خدا اُس کے دلمین تمھاری محبت کو زیادہ کرے کیونکہ وہ تمھاری آنکھون کا نور اور دلی مسرت کا باعث ہے۔ اسی کے ساتھ دو معزز وزیر ابو لبہ اور ابو عامر بھی آے۔ خدا اُن کے دلون مین اپنا خوف ڈالے تاکہ وہ اس کی عبادت کر سکین۔ ان سب کو ہم نے اُن کے رتبے کے مطابق عزت کے ساتھ ٹھہرایا۔ وہی ہمارے پاس تمھارا خط لاے جس کو ہم نے نہایت عزت کے ساتھ لیا اور اس سے اور تمھارے بیٹے اور وزیرون کی زبان سے تمھارے مقاصد ہم پر ظاہر ہو گئے۔ ہم تمھاری تجویز سے اتفاق کرتے ہین اور تمھارے بیٹے اور وزیرون کو بھی ہم نے کئی دفعہ سمجھا دیا ہے کہ تمھاری اور ہماری دوستی مین ایک دوسرے کی ترقی اور دونون سلطنتون کا فائدہ ہے جس کی وجہ سے اللہ کی خدمت اچھی طرح انجام دی جا سکے گی والسلام۔"

بائیسواں باب

کافرڈن کا علاقہ فراجہ پر حملہ۔ مرادوین کا باد جوس کو
فتح کرنا۔ مرادوین کے خلاف مسیحیوں اور مسلمانِ اندلس کا اتحاد
مرادوین کا شہر بلنسیہ کو واپس لینا اور اُن کا جزائر بلیارق پر قبضہ

ابوجعفر اس دوستی سے بہت خوش ہوا۔ اور ۴۸۶ھ میں مرادوین نے مسیحیوں کے مقابلے میں اُس کی اچھی طرح مدد کی۔ کیونکہ وہ کافرڈن اس زمانے میں اس کے علاقے پر ایک طوفان کی طرح آپڑے تھے اور فرانس اور ارد امنوس کے لوگ بھی اُن کی مدد کر رہے تھے۔ کافرڈن نے فراجہ اور بربستر پر قبضہ کرلیا۔ کھیتوں کو کاٹ ڈالا قصبوں کو جلا دیا۔ مویشیوں اور باشندوں کو جو ان کی تلوار سے بچ رہے قید کر لیے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ اس حملے میں چالیس ہزار آدمی قتل ہوئے جن میں عورتوں، لڑکیوں اور بچوں کا شمار نہیں جو قید کر لیے گئے۔

شاہ المستعین ابوجعفر کی مدد کے لیے مرادوین کے چھ ہزار تیرانداز اور ایک ہزار سوار آگئے۔ یہ فوج شاہ سرقسطہ کے ساتھ شریک ہو گئی اور مسیحیوں پر نہایت سختی کے ساتھ حملہ کرنے لگی اور ان قلعوں کو واپس لے لیا جن پر ان کافرڈن نے قبضہ کرلیا تھا اس طرح مسلمانوں نے بربستر کو بھی بزور اسلحہ واپس لے لیا۔ اور اس مقام پر قبضہ کرنے کے بعد بہت کم لوگوں کو جو اس کے اندر موجود تھے زندہ چھوڑا شہر فراجہ بھی واپس لے لیا گیا اور کافرڈن کو بہت سی خونریز لڑائیوں میں شکست ہوئی۔ ان واقعات کے بعد المستعین سرقسطہ میں واپس آیا۔ اس کے جلوس میں پانچ سو مسیحی لڑکیاں تھیں اور ایک ہزار زرہ بکتر کے جوڑے جو مسیحیوں سے چھین لیے گئے تھے اور دیگر قیمتی اشیا بھی ساتھ تھیں۔ اس مالِ غنیمت

مین سے ایک نہایت قیمتی تحفہ اُس نے امیرالمسلمین کے پاس بھیجا اور دوستی کی تجدید کی۔

جس زمانے مین یہ واقعات شرقی حصۂ اسپین مین پیش آرہے تھے مراودین کا چالاک سپہ سالار سیر بن بکر اپنی طاقتور فوج کے ساتھ علاقۂ الغرب کی طرف بڑھ رہا تھا تاکہ باد جوس کی سلطنت پر قبضہ کر لے جس پر عمر بن محمد بن الافطس المتوکل باللہ حکومت کر رہا تھا۔ سیر بن بکر نے الغرب کے شہرون اور قلعون پر نہایت آسانی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ مقامات سلبہ اور ایورہ اس کے قبضے مین آگئے۔ اس کے بعد اُس نے خاص شہر باد جوس کے سامنے اپنا پڑاؤ ڈال دیا اور شاہ ابن الافطس اسے بہادری کے ساتھ بچانے لگا۔

لیکن قسمت نے اب اندلس کے امیرون کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اس زمانے مین ایک پیشین گوئی عام طور پر مشہور تھی اور لوگون کو اس پر یقین ہو گیا تھا وہ کہتے تھے کہ اسپین کے سب امیر تباہ و برباد ہو جائین گے اور افریقہ کا ایک امیر انھین ان کی سلطنتون سے محروم کر دے گا۔ اس پیشین گوئی کا اس قدر اثر ہوا کہ مراودین کی کامیابی زیادہ تر اسی کی وجہ سے ہوئی۔ خود امیرون کے دل مین بھی اس پیشین گوئی کا اثر موجود تھا لہذا ان مین سے کسی نے اپنی سلطنت کی حفاظت کی پوری کوشش نہین کی۔

ایک نہایت سخت لڑائی مراودین اور ابن الافطس کی سپاہ مین ہوئی جس مین اندلس والون کو شکست ہو گئی۔ اور بادشاہ کے دونون بیٹے جو اس فوج کے سپہ سالار تھے قید کر لیے گئے۔ ان شہزادون کا نام۔ الفضل اور العباس تھا اور انھون نے اسوقت تک ہتھیار نہین ڈالے جب تک کہ اُن کے لوگون نے اُن کا ساتھ نہین چھوڑ دیا۔ اس کے بعد وہ زخمی ہو کے

مرادون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے۔ باجوس کے باشندے اس ناکامی کی وجہ سے پست ہمت ہو گئے اور انھون نے بادشاہ کو مجبور کیا کہ وہ شہر کو دشمن کے حوالے کرنے کے شرائط طے کرے۔

سپہ سالار سیر بن بکر نے بادشاہ سے وعدہ کیا تھا کہ اُسے مع اپنے بچون اور خاندان والون اور خزانون کے شہر سے نکل جانے کی اجازت دی جائے گی۔ اس شرط پر اُس نے باجوس پر قبضہ کر لیا اور بادشاہ کو مع اُسکی بی بی بچون اور لونڈیون کے شہر سے جانے کی اجازت دی۔ لیکن اسکے تھوڑی دیر بعد اُس نے قبیلۂ لمتونہ کے سوارون کی ایک جماعت کو ان کے تعاقب مین روانہ کیا۔ ان قاتلون نے اس بدقسمت خاندان کو دارالسلطنت کے قریب ہی پا لیا۔ اور شاہ المتوکل اور زخمی شہزادون الفضل اور العباس کو نیزون سے چھید ڈالا۔ یہ افسوسناک واقعہ ماہ صفر ۴۸۷ھ کو بروز شنبہ پیش آیا اور یہ ساری کارروائی امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کے حکم کے مطابق کی گئی۔

اس خاندان کے مصائب اور دغابازی کے ساتھ تباہ کیے جانے کا حال اس زمانے کے مشہور شاعرون نے نظم کیا۔ اور جو مرثیہ قصر شاہی کے داروغہ ابو محمد عبد المجاہد بن عبدون نے لکھا وہ ہر شخص کی زبان پر تھا۔

شاہ المتوکل بڑا قابل بادشاہ تھا۔ وہ سب عقلمند اور مشہور لوگون کی جو کہ اس کے دربار مین موجود تھے بڑی قدر کرتا اور اپنا وقت زیادہ تر انھین کی صحبت مین بسر کرتا اور اسے ان کی صحبت مین ایسا لطف حاصل ہوتا کہ وہ اور سب باتون کو بھول جاتا۔ اس کا کاتب جو ہر وقت اس کے ساتھ موجود رہتا وزیر عبد المجاہد تھا۔ جس کا نام ابھی آچکا ہے۔ وہ ایک مشہور شاعر تھا

اور قرطبہ کے مشہور و معروف شاعر عبداللہ بن زیدون کا مقابلہ کرتا جو ابن عباد شاہ اشبیلیہ کا دوست اور کاتب تھا اور جس کے اشعار اس قدر مقبول ہوے کہ فقط اسپین ہی مین نہین بلکہ سارے افریقہ اور ارض مشرق مین پھیل گئے۔ اس دربار بادجوس کا قاضی القضاۃ مشہور عالم ابن مقامہ تھا۔

اس بدقسمت بادشاہ المتوکل کی نسبت مورخین لکھتے ہین کہ ایک دن باغ مین وہ اپنے وزیر ابوطالب بن غنیم کے ساتھ ٹہل رہا تھا۔ باتون مین دونون اس قدر مشغول ہوے کہ شام کے کھانے کا وقت گزر گیا۔ اتفاقاً اس دن چند معزز شیوخ بھی بادشاہ کے ساتھ کھانے کے لیے بلاے گئے تھے۔ جب رات زیادہ ہو گئی اور بادشاہ نہ آیا تو ان شیوخ نے اُسی کھانے کو جو کہ خاص بادشاہ کے لیے پکایا گیا تھا کھانا شروع کر دیا تھوڑی دیر کے بعد وزیر نے اپنے بادشاہ کو یاد دلایا کہ آج کھانے پر چند مہمانون کو بھی دعوت دی گئی ہے۔ ساتھ ہی ایک خادم دوڑتا ہوا آیا اور اُس نے کہا کہ مہمانون نے خاصے کا گوشت کھا لیا ہے۔ فوراً المتوکل نے اپنے وزیر کو ان شیوخ کے پاس بھیجا اور ان سے معذرت کی۔ خود اُس نے کھجور کا ایک پتا اُٹھا لیا اور اس پر شعر لکھے جن مین اس تاخیر کی وجہ بیان کی اور بتایا کہ قصور وار دو یعنے مجھے اور وزیر دونون کو پوری سزا مل گئی۔ کیونکہ مہمانون نے خود ہی سزا دیدی اور اس کی تعمیل بھی کر دی۔

شاہ المتوکل کا ایک بیٹا جس کا نام نجم الدولہ تھا اور سنطارم کا والی تھا یوسف بن تاشفین کے حکم کے مطابق الماء السماء مین گرفتار کر لیا گیا۔ ابن فردن قاضی قرطبہ لکھتے ہین کہ وزیر کاتب ابوبکر ابن القبطرنہ اس کے باپ اور بھائیون کے قتل

حالت دیکھ کے وہ ضبط نہ کرسکا اور اس کے آنسو نکل آئے۔ کیونکہ اسی شہزادے کو اُس نے شہروں پر حکومت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اُسے جب یہ نظر آیا کہ ایک شخص جو عالیشان قصروں میں رہا کرتا تھا اور ہر وقت معزز شیوخ اس کے گرد جمع رہتے تھے اور اُن سب کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ اس کی کوئی خدمت انجام دیں اس وقت ایک نہایت تنگ و تاریک قیدخانے میں بند ہے اور ان سب چیزوں سے محروم ہے جو کہ زندگی کو خوشگوار بناتی ہیں تو وہ دنیا کی بے اعتباری پر خیال کیے بغیر نہ رہ سکا۔ یہی انقلاب ہیں جو قسمت کے ہاتھوں ایک متحرک پہیے کو نصیب ہوتے رہتے ہیں اور اسی انقلاب کے ذریعے سے شاہان اندلس کا خاتمہ ہو گیا۔ انھوں نے خانہ جنگیوں اور آپس کی لڑائیوں کی بدولت سلطنتیں حاصل کر لی تھیں۔ ہمیشہ وہ ایک دوسرے سے لڑتے اور ذاتی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے اسپین کی متحدہ قوت تباہ و برباد ہو گئی اور دشمنوں کو سر اُٹھانے کا موقع مل گیا اور انھوں نے سارے ملک کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ یہ بادشاہ اپنے چھوٹے چھوٹے علاقوں اور کمزور سلطنتوں کے بچانے کے سوا اور کسی بات کا خیال اپنے دل میں نہ لاتے۔ اُس زمانے کے کسی اندلسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

سرزمین اندلس کے باشندوں کے اندرونی جھگڑے
اے امیرالمومنین۔ تجھے اپنی سرداری کے لیے بُلا رہے ہیں

آخرکار جب مسیحیوں نے انھیں مغلوب کر لیا اور نا اتفاقی کا بُرا نتیجہ انھوں نے دیکھ لیا تو اس خرابی کا یہ علاج کرنا چاہا کہ افریقہ کے لوگوں کو اپنی مدد کے لیے بلائیں۔ ان اجنبی صحرائیوں نے کافروں کو درحقیقت شکست دیدی لیکن آخر میں انھیں امیروں کو مغلوب کر لیا جنھوں نے انھیں بلایا تھا اور انھیں

اس کے معاوضے میں بیرحمی کی موت سے سابقہ کرنا پڑا یا اس طرح ذلیل کر کے قید کر دیے گئے کہ وہ زندگی ان کے لیے موت سے بدتر ہو گئی۔

بلنشیہ کے بادشاہ القادر کے قتل کیے جانے اور قاضی احمد بن جحاف کے ذریعے سے مرادوین کے اس شہر پر قابض ہو جانے کا حال سارے اسپین میں مشہور ہو گیا۔ پھر سب کو یہ بھی معلوم ہوا کہ وہی دغاباز قاضی اپنی منافقانہ کارروائی کے صلے میں اس شہر کا والی مقرر ہوا ہے۔ سنتا ماریہ بن رزین کے حاکم ابو مروان عبد الملک بن ہذیل نے جو شاہ القادر یحییٰ کا دوست اور رشتہ دار تھا، شاطبہ اور دانیہ کے لوگوں کو جوش دلایا تاکہ وہ اس بادشاہ کی موت کا انتقام لیں۔ ان لوگوں نے بھی مرادوین کے ہاتھ بڑا نقصان اٹھایا تھا لہذا وہ اس کے شریک ہو گئے۔ اور مسیحیوں کے سپہ سالار رادرق القنبطور کو اپنی مدد کے لیے بلایا جو اپنے کو شاہ القادر اور ابو مروان اور اس کے رشتہ داروں کا دوست بتاتا تھا۔

ایک بہت بڑی فوج جمع ہوئی جس میں مسیحی اور مسلمان رسالے اور پیدل موجود تھے۔ اس فوج کا اعلیٰ سپہ سالار قنبطور تھا۔ اس نے بڑھ کے شہر بلنشیہ کا ایسی سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا کہ والی ابن جحاف کو مجبوراً اطاعت قبول کرنا پڑی۔ کیونکہ اسے میعاد معینہ کے اندر ضروری مدد کسی طرح نہ پہنچ سکتی تھیں۔ والی کے ساتھ جو شرطیں کی گئیں وہ یہ تھیں کہ اس کی، اس کے خاندان کی اور عام باشندوں کی جانوں کی ذمہ داری کی جاتی ہے اور نہ ان کی املاک کبھی ضبط کی جائے گی اور نہ وہ ستائے جائیں گے۔ قنبطور نے ابن جحاف کو اس بات کا بھی یقین دلایا کہ شہر کی حکومت بھی

ف۔ دیگر قدیم مورخین اس سید (سردار) کو ظالم بادشاہ کے نام سے یاد کرتے ہیں (کانڈے)

تمہارے سپرد کی جائے گی۔
ان شرطوں پر ابن جحاف نے شہر کے دروازے کھول دیے اور قنبطور (خدا اسے تباہ و برباد کرے) فوراً اپنی فوج اور دوستوں کے ہمراہ شہر میں داخل ہو گیا۔
یہ واقعات ماہ جمادی الاول ۴۸۷ھ میں پیش آئے اور فاتح سپہ سالار اپنی عیسائی اور مسلمان فوجوں کے ساتھ اسی شہر میں ٹھہر گیا لیکن اس نے اپنا اصلی مقصد کسی طریقے پر ظاہر نہیں کیا۔ احمد بن جحاف بھی امن و امان کے ساتھ رہنے لگا۔ وہ اپنے عہدۂ قاضی القضاۃ پر برقرار تھا اور اس کے دل میں حکومت کی ہوس بھری ہوئی تھی۔ جب ایک سال گزر گیا قنبطور نے ابن جحاف کو دفعتاً ایسے وقت میں گرفتار کر لیا جب کہ اسے اس بات کی امید نہ تھی۔ ساتھ ہی اس کے سب خاندان والے بھی پکڑ لیے گئے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ یہ اس غرض سے کیا گیا تاکہ ابن جحاف اس مقام کو بتا دے جہاں اس نے شاہ یحییٰ القادر کا خزانہ چھپا رکھا تھا۔ اس خزانے کے حاصل کرنے کے لیے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا گیا۔ اس سے خوشامد کی گئی مختلف وعدے کیے گئے۔ دھمکیاں دی گئیں۔ دھوکہ دیا گیا اور سختیاں کی گئیں۔ آخر بلنسیہ کے شاہراہ پر ایک بڑی چتا تیار کی گئی اور اس میں آگ لگا دی گئی۔ اس کے بعد قنبطور نے حکم دیا کہ احمد بن جحاف اور اس کے خاندان والے بھاڑ ... کر ان شعلوں میں ڈال دیے جائیں۔ یہ آگ اس قدر تیز تھی کہ جو لوگ فاصلے پر کھڑے تھے وہ بھی جھلسے جاتے تھے اور اس ناقابل برداشت گرمی کی وجہ سے انھیں مجبوراً بھاگ جانا پڑا۔
جب وہ معزول حاکم شہر زنجیروں میں جکڑا ہوا اپنی بیوی بچوں کے ساتھ

اس چتا کے قریب لایا گیا تو اُن مسیحی اور مسلمان لوگوں نے جو کہ جمع ہو گئے تھے باآواز بلند قنبطور سے درخواست کی کہ کم سے کم ان معصوم بچوں کی جان بخشی کی جائے۔ جس پر بہت دیر کے بعد وہ راضی ہو گیا۔ لیکن قاضی کی نسبت اس ظالم قنبطور نے حکم دیا کہ اس روشن چتا کے قریب تھوڑی دور پر ایک گڑھا کھودا جائے جس میں وہ کمر تک سما جائے۔ قاضی اس گڑھے میں کھڑا کیا گیا اور اس کے جسم کے گرد خشک لکڑیاں چن دی گئیں جیسے ہی اس میں آگ لگائی گئی ایک بڑا شعلہ بلند ہوا اور جب وہ اس بدقسمت قاضی کے قریب پہونچا تو اس نے اپنا مونہہ چھپا لیا اور چلایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" جیسے ہی یہ الفاظ اس کے مونہہ سے نکلے آگ کا ایک بڑا شعلہ اس کے چاروں طرف پھیل گیا۔ فوراً احمد بن جحاف کا سارا جسم جل کے خاک ہو گیا اور اس کی روح خدا کے پاس چلی گئی۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۴۸۸ھ کے ایک پنجشنبے کا ہے۔ اسی مہینے میں اس سے ایک سال قبل قنبطور شاہ القادر یحییٰ بن ذوالنون کے انتقام لینے والوں کے ساتھ بلنسیہ میں داخل ہوا تھا۔

وزیر ابن طاہر شاہ القادر کی لاش کو لے کے فوراً بلنسیہ سے مرسیہ میں چلا آیا تاکہ اُس کو اس شہر میں عزت کے ساتھ دفن کر دے۔ لیکن چند روز بعد خود ابن طاہر نے بھی اسی شہر میں انتقال کیا جب کہ اس کی عمر ۹۰ سال سے زیادہ ہو چکی تھی۔ یہ واقعہ ۵۰۸ھ کا ہے۔ اس وزیر نے شاہ القادر کی موت پر ایک مرثیہ کہا اور اس میں لکھا تھا کہ جس شخص نے اُسے قبل از وقت قتل کرایا ہے اُس سے انتقام ضرور لیا جائے گا۔ احمد بن جحاف کے اس خوفناک طریقے سے قتل کیے جانے کے بعد قنبطور نے بلنسیہ کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے ایک مسیحی فوج مقرر کر دی۔ اسکے

بعد وہ مسلمان سردار عبد الملک ابو مروان بن ہذیل حاکم سنتا ماریہ بن رزین کو اپنے ساتھ لے کے روانہ ہو گیا اور ابو عیسیٰ بن لبون بن عبد العزیز حاکم مرابطر کو ابو مروان کی جانب سے بلنسیہ میں نائب کی حیثیت سے چھوڑ دیا۔

اسی اثنا میں مرادوی سپہ سالار سیر بن ابی بکر نے اپنے جہازوں کو ان جزائر کی جانب روانہ کیا جو اسپین کے مشرقی سمندر میں واقع ہیں۔ سپاہیوں نے جوان جہازوں پر سے اُترے جزائر ادلیقہ میورقہ اور منارقہ پر امیر المسلمین یوسف بن تاشفین کی جانب سے قبضہ کر لیا۔ جزائر کے باشندوں نے کسی قسم کا مقابلہ نہیں کیا۔ ان جزائر پر مرقیہ کے مشہور شیوخ بنی شہید شاہان بلنسیہ و دانیہ کی جانب سے ۴۶۸ھ سے امن و انصاف کے ساتھ حکومت کر رہے تھے۔ کیونکہ اس سنہ میں ان جزائر کی حکومت والی احمد بن یسبق ابو العباس سے جو دانیہ کے امیر ابو عیش مجاہد بن عبد اللہ العامری کا کاتب تھا بنی شہید کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ چونکہ لوگوں نے دیکھ لیا کہ سارا اسپین امیر یوسف بن تاشفین کے قبضے میں آ گیا ہے لہذا ان جزائر کے حاکموں نے بھی خوشی کے ساتھ اس کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے کو اسی کے ماتحت کر دیا۔

سنہ ۴۹۳ھ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ابو مروان حاکم سنتا ماریہ کا داماد عبید اللہ جس نے اقونہ میں حکومت حاصل کر لی تھی سنتا ماریہ کے نواح میں آیا۔ ابو عیسیٰ بن لبون حاکم مرابطر بھی اس کے ہمراہ تھا۔ ابو عیسیٰ اسی نواح میں ایک لڑائی میں مصروف تھا کہ عبید اللہ نے اپنے ایک بیٹے اور چند ہمراہیوں کو ساتھ لیا اور ابو مروان کے پاس آ پہونچا۔ اور اس سے اس قدر ناقابل برداشت مطالبات کیے کہ ابو مروان بہت ناخوش ہوا۔ اُس نے کہا کہ آپ مجھکو ہی اپنا جانشین مقرر کر دیں۔ اور ایک بہت بڑی رقم اسی وقت میرے

منوا لینے کی کوشش، اسی قسم کے اور بہت سے مطالبات تھے۔ ابومروان نے اسے لعنت ملامت کی لیکن ایک سخت جھگڑا شروع ہو گیا۔ آخر کار عبیداللہ اور اس کا بیٹا دونوں اپنی تلواریں کھینچ کے ابومروان پر جھپٹے۔ اور وہ جہاں تک ہو سکا اپنے کو بچاتا رہا۔ تلواروں کی جھنکار محل میں گونجی جسے سن کے ابو مروان کی بیٹی جس کے ساتھ عبیداللہ کی نسبت ہو چکی تھی کمرے میں آگئی اور دیکھا کہ دونوں شیخ میرے باپ سے لڑ رہے ہیں۔ اس نے لوگوں کو پکارا جو فوراً اس مقام پر آ پہونچے اور یہ دیکھ کر کہ ابومروان پر حملہ کیا جا رہا ہے فوراً اپنے خنجر لے کے جھپٹے اور ان دونوں باپ بیٹوں کو کاٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہوتا لیکن خود ابومروان نے ان کے جوش کو روکا۔

لیکن اس کا روکنا فقط ایک لمحے کے لیے تھا کیونکہ جیسے ہی اس کی بیٹی اس کمرے سے چلی گئی۔ اس نے حکم دیا کہ عبیداللہ کے ہاتھ اور پیر کاٹ ڈالے جائیں، اس کی آنکھیں نکال لی جائیں اور کھال کھینچ لی جائے۔ اس کے بعد وہ ایک رسی میں باندھ کے لٹکا دیا گیا جس کی تکلیف سے خود بخود اس کا دم نکل گیا۔ اس کے بیٹے کے بھی پاؤں کاٹ ڈالے گئے۔ اور وہ قید خانے کی ایک کوٹھری میں ڈال دیا گیا۔ ابومروان کے ان احکام کی تعمیل لوگوں نے بغیر کسی پس و پیش کے فوراً کر دی۔

شاہ ابومروان اپنی رعایا میں بہت ہر دلعزیز تھا کیونکہ وہ ہر وقت ان کا خیال رکھتا اور انصاف کے ساتھ حکومت کرتا۔ اس کے گھر میں مہمان نوازی کی آگ ہر وقت روشن رہتی۔ اور محتاجوں کی مدد کرنے میں وہ کبھی نہ تھکتا۔ شاہ وشقہ اور نیز سپہ سالار القنبطور سے دوستی پیدا کر لینے کی وجہ سے وہ اپنی آزادی کو قائم رکھ سکا۔ اس کے علاوہ اس کا عمدہ طرز عمل اور مدبرانہ حکومت

بھی اس کی سلامتی کا باعث ہوئی تھی۔

جزائر کی مہم کی کامیابی کا حال سننے کے بعد ہی سیر بن ابی بکر کو یہ بھی معلوم ہوا کہ بلنشیہ کو سیجدون نے واپس لے لیا ہے۔ اس کی خبر اُسے المیریا کے حاکم نے دی جو احمد بن حماد کا بیٹا تھا۔ یہ سنتے ہی سیر بن بکر نے اپنی فوجیں جمع کیں اور ایک بہت بڑی فوج جس میں لمتونا اور مصامدہ کے لوگ تھے اس شہر کے محاصرے کے لیے روانہ کیے اور خود بھی نہایت تیزی کے ساتھ اس طرف چلا۔

اب سیجون اور اُن کے دوست سلمانوں نے دیکھا کہ ہم اتنی بڑی فوج کے مقابلے میں اس شہر کو نہیں بچا سکتے۔ انھیں کسی مدد کی بھی اُمید نہ تھی۔ کئی نہایت سخت لڑائیاں ہوئیں اور بہت دنوں تک محاصرہ قائم رہا۔ آخرکار مرادین کے استقلال کو فتح ہوئی اور خدا نے وہ شہر مسلمانوں کو واپس دلایا یہ واقعہ ماہ رجب ۴۹۵ھ میں پیش آیا جب اس کی خبر مشہور ہوئی تو بہت سے معزز اور عالم شیوخ جو سیجدون کے داخلے کے وقت شام۔ مرقیہ اور جبان میں چلے گئے تھے بلنشیہ میں واپس آئے اور اس شہر کے اندر اپنے مکانوں میں رہنے لگے انھیں لوگوں میں محمد بن بحر بن السعی الناصری تھے جو علاقۂ شام (اندلس) کے رہنے والے ایک معزز سردار تھے وہ جیان میں چلے گئے تھے جہاں اُنھوں نے سات برس ابو حجاج اور مروان بن زراغ کی صحبت اور تحصیل علم میں صرف کیے۔ اس سال وہ بھی بلنشیہ میں واپس آئے جب کہ وہ شہر اسلام کے قبضے میں آگیا۔ اور ابن بحر بلنشیہ کی جامع مسجد کے قاری مقرر ہوئے۔

محمد بن بحر نے ایک تفسیر قرآن کی لکھی جس میں اُنھوں نے بڑی قابلیت کا ثبوت دیا آخر میں وہ اپنے وطن شام اندلس میں چلے گئے اور ۵۱۸ھ میں چھٹی ماہ

شوال کو یک شنبے کے روز صبح کے وقت انتقال کیا۔ لوگوں نے انھیں مقبرۂ بنی ذوالنون میں دفن کیا۔ اور ان کے بھائی ابو محمد نے جنازے کی نماز پڑھائی۔ ابن بحر ۴۰۴ھ میں پیدا ہوئے تھے۔

۴۹۶ھ میں عبد الملک ابو مروان حاکم شنتا ماریہ بن رزین نے انتقال کیا۔ اور اس کا بیٹا یحییٰ بن عبد الملک جانشین مقرر ہوا۔ لیکن وہ شہر بلنسیہ کے ماتحت تھا۔

تیئیسواں باب

یوسف بن تاشفین کا پھر اندلس میں آنا۔ اس کے بیٹے علی کے ہاتھ پر بیعت ولی عہدی۔ یوسف کا افریقہ میں واپس جانا اور وہیں انتقال کرنا

جب داؤد بن عائشہ اور سیر بن ابو بکر نے اسپین کے معاملات کو اس کامیابی کے ساتھ اختتام کو پہنچا دیا تو یوسف بن تاشفین ۴۹۶ھ میں اپنے ان نئے حاصل کیے ہوئے ممالک کا دورہ کرنے آیا۔ اس مرتبہ اس کے دو بیٹے بھی ساتھ تھے۔ بڑے بیٹے کا نام ابو طاہر تمیم اور چھوٹے کا ابو الحسن علی تھا۔ چھوٹا بیٹا اگرچہ عمر میں اپنے بھائیوں سے چھوٹا تھا لیکن عالی ہمتی اور استقلال میں اور سب سے بڑھا ہوا تھا اسی کے متعلق کسی اندلسی شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار لکھے تھے۔

علی اگرچہ عمر میں چھوٹا ہے۔
لیکن بہادری میں سب سے زیادہ نظر آتا ہے۔
جس طرح ایک قیمتی ہیرے کی انگوٹھی۔
سب سے چھوٹی انگلی میں پہنی جاتی ہے۔

امیرالمسلمین نے اپنے ان دونون بیٹون کے ساتھ کل صوبہ جات اسپین کا دورہ کیا اور وہ اس ملک کے دلچسپ مناظر اور اس کی زرخیزی کو دیکھ کے بہت خوش ہوے۔ یوسف نے اس سرزمین کو ایک عقاب سے تشبیہ دی اور انھین بتایا کہ اس کا سر طلیطلہ ہے۔ اس کی چونچ قلعۃ الرایہ ہے[۵] سینہ جیان ہے۔ پنجے غرناطہ ہین۔ داہنا باز و الغربیہ ہے اور بایان باز و الشرقیہ ہے۔ اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ ہر صوبے کو بجاے خود کیسی اہمیت حاصل ہے۔ اور ہر صوبہ اس سلطنت کی محافظت مین کیا کام دے سکتا ہے۔

اپنا دورہ ختم کرنے کے بعد بادشاہ نے اپنے شیوخ اور مشہور مرادی سپہ سالارون کو جمع کیا اور اُن کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ مین اپنے بیٹے علی کو جو آجکل قرطبہ مین موجود ہے اپنا جانشین مقرر کرتا ہون اور حکم دیا کہ سب اُس کے ہاتھ پر بیعت کرین۔ اور جب میری زندگی کے دن پورے ہوجائین تو اسی کو اپنا سردار منتخب کرین۔ اس حکم کے مطابق اسپین[۶] اور افریقہ کے بہت سے معزز سرداروں اور امراجمع ہوے اور انھون نے شہزادہ علی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد بادشاہ نے اپنے وزیر ابوبن عبد الجعفر کو حکم دیا کہ ایک دستاویز مرتب کرے جس مین جانشینی کے متعلق اقرار کیا جاے۔ اس دستاویز کا مضمون حسب ذیل تھا۔

عہ[۵] بعض مورخین نے اس کا نام قلعۃ الزاوہ بتایا ہے۔ (کانڈی)

عہ[۶] القضاعی بیان کرتا ہے کہ شاہ سرقسطہ المقتدر باللہ کا ایک پوتا جس کا نام حاجب عماد الدولہ ابو مروان عبد الملک تھا اس جلسے مین شریک تھا اور اُس کے باپ نے ایک نہایت قیمتی تحفے کے ساتھ اُسے یہان بھیجا تھا۔ یوسف نے اس ہدیہ کو قبول کیا اور حکم دیا کہ اس سے سونے کے قیراط بنائے جائین اور وہ سکے اس خوشی کے موقع پر قرطبہ والون مین تقسیم کیے گیے (کانڈی)

"جانشینی اور سلطنت کے انتظام مین شریک کرنے کا معاہدہ - الحمدللہ - وہ خدا جو اُن لوگون پر رحم کرتا ہے جو جانشینی کے معاملے مین اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہین - وہ خدا جس نے بادشاہون کو پیدا کیا تاکہ وہ ملکون مین امن اور لوگون مین یک جہتی قائم رکھین۔

چونکہ امیرالمسلمین ناصرالدین ابویعقوب یوسف بن تاشفین اس بات کو جانتا اور سمجھتا ہے کہ خدا نے اُسے بہت سی قومون کا محافظ اور سردار بنایا ہے تاکہ وہ دینداروں کی خدمت کر سکے لہذا اس خوف سے کہ وہ دن جو یوم فردا کہلاتا ہے اور جس مین خدا اُن سب باتون کا حساب لے گا جو کہ اس کے متعلق کی گئی ہین اور اِس دن خدا اس بات کا الزام نہ دے کہ اُس نے اپنے فرض کی ادائی مین کوتاہی کی اور کسی کو اپنا جانشین نہین مقرر کیا تاکہ وہ امن اور انصاف کے ساتھ اُن پر حکومت کرتا اور اُن کی محافظت اپنے ذمے لیتا۔ یہ بھی ہمین اچھی طرح معلوم ہے کہ خدا نے ہمین حکم دیا ہے کہ ہم وصیت کرین اور اپنے چھوٹے چھوٹے معاملات کا بھی انتظام کر جائین۔ پھر اتنے بڑے اور اہم معاملے یعنے قومون کی حکومت کے بارے مین اُس کا یہ حکم ضرور عمل مین لایا جانا چاہیے۔ کیونکہ اسی پر عوام کی بہبودی کا دارومدار ہے جس مین امیر و غریب سب شامل ہین لہذا امیرالمسلمین کو خدا کے اس حکم کا اب خاص طور پر خیال آیا کیونکہ اللہ نے بہت سی قومون کی حکومت اُس کے سپرد کی ہے۔ جس طرح دنیاوی امور کا انصاف اس کے متعلق ہے اسی طرح شریعت کی پابندی بھی لازمی ہے۔ اور وہ اپنے نیزون کے سرون اور اپنی تلوارون کی باڑھ سے اُن کی حفاظت کرتا ہے۔ تمام معاملات پر بخوبی غور کرنے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ میرا چھوٹا بیٹا ابوالحسن علی ایسا

شریف نوجوان ہے جو اس اہم کام کے لیے بخوبی موزون ہے۔ اور وہ اس بات پر آمادہ ہے کہ سلطنت کا بار اپنے کندھون پر اٹھائے۔ لہذا امیر المسلمین نے اسے منتخب کر کے اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اور ہر حصۂ ملک کے دانا اور عقلمند لوگون سے مشورہ کرنے کے بعد اس بات کا اعلان کر دیا کہ وہی تخت کا مالک ہو۔ ملک کے شریف شیوخ نے اور معزز سردارون نے متفق ہو کر آزادی کے ساتھ ظاہر کر دیا کہ وہ شہزادۂ علی کی جانشینی سے مطمئن اور خوش ہین کیونکہ اس شہزادے کا باپ بھی اُس سے مطمئن اور خوش ہے۔ اور وہ سب اس نوجوان شہزادے کو اس وجہ سے اپنی امیری کے لیے قبول کرتے ہین کہ بادشاہ یعنی اس کے باپ نے اُسے امیر منتخب کر دیا ہے۔ اور وہ اس عزت کے لیے بخوبی موزون ہے۔"

اس کے بعد بادشاہ نے شہزادۂ علی کو اُس مجلس مین بلایا اور وہ شرطین پیش کین جن کی بنا پر وہ جانشین منتخب کیا گیا تھا۔ شہزادے نے جواب دیا کہ مین ان سب شرطون کو قبول کرتا ہون۔ اور اقرار کرتا ہون کہ اپنے فرائض کو بخوبی انجام دون گا۔ اس کے بعد استخارہ کیا گیا اور اللہ سے دُعا مانگی گئی کہ وہ شہزادے کی مدد کرے اور اُسے محفوظ رکھے۔ کیونکہ اصلی قوت اور اقتدار فقط اللہ کے ہاتھ مین ہے۔

اس کے بعد شاہ یوسف نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی اور اُسے ایسی باتین سمجھا دین جو کہ اس عظیم الشان فرض کے ادا کرنے مین اُس کی معین ہون۔ شہزادے نے اپنے وعدون کا اعادہ کیا اور کہا کہ مین خدا کی اطاعت اور آپ کے حکم سے انحراف نہ کرون گا۔

اس کے بعد وزیر الکاتب نے وہ دستاویز پیش کی تاکہ وہ سب لوگ

جو موجود ہیں اس پر گواہی کر دیں کہ وہ اس انتظام سے مطمئن ہیں۔ دو شیخ جو موجود تھے انھون نے اپنے وکیلون کے ذریعے سے اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد اعلان کیا گیا کہ شہزادے نے جانشینی کی شرائط کو سنا اور قبول کیا۔ اس بات کی بھی زیر الکاتب نے تصدیق کی۔ یہ ولیعہدی کی بیعت ماہ ذی الحجہ ۴۹۶ھ میں ہوئی

جو اقرار شاہ یوسف نے سلطنت کے انتظام کے متعلق اپنے بیٹے سے لیے حسب ذیل تھے۔ صوبہ جات۔ شہرون اور قلعون کے قائد آیندہ ہمیشہ قبیلۂ لمتونہ کے مرادو دین مقرر ہون۔ لیکن سرحد کی حفاظت اور مسیحیون سے لڑائی کا کام مسلمانان اندلس کے سپرد کیا جائے کیونکہ وہ لوگ کا قرون سے جنگ کرنے مین زیادہ مہارت اور تجربہ رکھتے ہین۔ اور ان کی چالاکیون اور حکمت عملیون سے بخوبی واقف ہو گئے ہین پھر یوسف نے اپنے بیٹے کو مشورہ دیا کہ جو لوگ لڑائی مین نمایان خدمت انجام دین انھین اسلحہ اور گھوڑے تحفۃً دیے جائین اور بعض موقعون پر کپڑے اور نقد روپیہ بھی اس تحفے مین اضافہ کر دیا جائے۔ بادشاہ نے مشورہ دیا کہ ستر ہزار مرادو دی سوار اندلس کی محافظت کے لیے مستقل طور پر رکھے جائین۔ یہ فوج مختلف مقامات پر مقرر کر دی جائے اور اس کے رہنے کی جگہ خود امیر المسلمین نے معین کر دی اور یہ بھی بتا دیا کہ کس مقام پر کتنی فوج رہے یہ تقسیم حسب ذیل تھی۔ سات ہزار اشبیلیہ مین۔ ایک ہزار قرطبہ مین۔ تین ہزار غرناطہ مین۔ چار ہزار الشرقیہ مین اور بقیہ دو ہزار سرحد کے ان قلعہ جات مین جو مسیحی دشمن کے قریب ہون۔ ان انتظامات کے بعد امیر المسلمین اسپین سے روانہ ہو گیا اور سمندر کو پار کر

ع۵ - القضائی لکھتا ہے کہ ان سوارون کی تنخواہ بھی مقرر کر دی گئی تھی۔ یعنے ہر سوار کو اسکے کپڑون اور خوراک کے علاوہ پانچ کراون ماہانہ ملا کرتے (کانڈی) ایک کراون پانچ شلنگ یعنے پونے چار روپیہ کے برابر ہوتا ہے۔ (مترجم اردو)

سبطہ مین آیا۔ راستے مین شاہ یوسف نے مقام لوتینہ کے یہودیون سے کہا کہ اب تمھین دین اسلام قبول کر لینا چاہیے کیونکہ وہ عہدنامہ جس مین آنحضرت (صلعم) سے یہودیون نے اقرار کیا تھا کہ اگر پانچ سو برس کے اندر وہ مسیح موعود جن کا ہم انتظار کر رہے ہین نہ پیدا ہوے تو ہم سب اس مدت کے بعد آپ کے دین پر ایمان لے آئین گے قرطبہ کی ایک پرانی کتاب مین نکل آیا ہے اور اس کی مدت پوری ہو گئی ہے۔ اس مسیح کے متعلق اُن کی توراۃ مین لکھا تھا کہ انھین کی قوم مین سے پیدا ہو گا اور ایک ایسی شریعت کا آغاز کرے گا جو آخر زمانے تک قائم رہے گی۔

یہ عہدنامہ انھین یاد دلایا گیا اور انھین مین بہت سے لوگون نے تصدیق کی کہ درحقیقت ایسا عہدنامہ ہوا تھا۔ یہودیون نے شاہ یوسف سے معافی کی درخواست کی اور اُس نے اس معاملے کو اپنے وزیر اور قاضی عبداللہ بن علی کے سپرد کر دیا جس نے اس پر غور کیا اور ایک کثیر رقم کے معاوضے مین انھین معاف کر دیا۔ یہ رقم طلائی ڈبلونون مین خزانۂ شاہی مین داخل کی گئی۔

اب امیرالمسلمین جہاز پر سوار ہو کے سبطہ مین آیا اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ سلطنت کے انتظامات کو اُس نے اب بالکل چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس مرتبہ اسپین سے واپس آنے کے بعد ہی اُس کے اعضا کمزور ہونے لگے اور اب وہ بہت بوڑھا ہو گیا تھا۔ سنہ ۴۹۸ھ مین وہ بہت ضعیف ہو گیا اور لوگ اسے مراکش مین لے گئے۔ لیکن اس کی کمزوری روز بروز بڑھتی گئی یہان تک کہ اس کی طاقت نے بالکل جواب دیدیا اور وہ حرکت کرنے سے معذور ہو گیا اب وہ اپنے کسی عضو کو نہ اُٹھا سکتا۔ اسی حالت مین اُس نے

انتقال کیا اور ماہ محرم سنہ ۵۰۰ھ کے آخر مین اللہ نے اُسے اپنے آغوش رحمت مین لے لیا۔ یوسف بن تاشفین سو برس زندہ رہا اور اس وقت سے جب کہ اُس کے چچا زاد بھائی ابو بکر نے اُسے اپنا نائب مقرر کیا چالیس برس حکومت کی۔ لیکن اس وقت سے جب کہ وہ مدینۂ فاس مین داخل ہوا اس کی حکومت کی مدت اڑتیس برس تھی۔ اندلس مین اُس نے سترہ برس حکومت کی جس کا شمار اس وقت سے کیا گیا جب کہ اُس نے شاہ عبداللہ بن بلکین کو غرناطہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔

جب امیر المسلمین نے دیکھا کہ آخری وقت قریب آگیا ہے تو اپنے بیٹے شہزادہ علی کو پاس بلایا اور اُسے نصیحت کی کہ بلا ضرورت کبھی لڑائی نہ چھیڑی جائے اور کہا کہ ان قبائل کا خاص طور پر خیال رکھنا جو کوہستان دارین مین آباد ہین اور قبائل مصامدہ کا جو ان پہاڑون کے آگے القبلہ کی جانب ہین۔ ان کے خلاف کسی حالت مین لڑائی نہ کی جائے۔ پھر اُس نے اپنے بیٹے کو مشورہ دیا کہ بنی ہود سے جو الشرقیہ اسپین کے بادشاہ ہین ہمیشہ دوستی قائم رکھی جائے کیونکہ وہ بادشاہ بطور ایک دیوار کے مسیحیون کو روکے ہوئے ہین اور مسلمانان اندلس کے محافظ ہین۔ اُس نے شہزادے سے کہا کہ اندلس اور خصوصاً قرطبہ کے مسلمانون کی عزت کی جائے اور اُن کے قصور جو بہت اہم نہ ہون نظر انداز کیے جائین اور جو قصور بہت سخت ہون وہ بھی معاف کر دیے جائین۔

اس بادشاہ یوسف بن تاشفین کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اُس نے

---

[1] مورخ یحییٰ نے یوسف بن تاشفین کی حکومت کی مدت اسوقت سے جب کہ اُس کا چچا زاد بھائی ابو بکر اُسے حاکم مقرر کر کے صحرا مین چلا گیا چھتیس سال بتائی ہے (کانڈی)

کبھی کسی شخص کو موت کی سزا نہیں دی۔ اُس کے یہاں سب سے بڑی سزا یہ تھی کہ ہمیشہ کے لیے قید یا اپنی سلطنت سے جلا وطن کر دیتا۔ امیر یوسف خاص اپنے قصر کے اندر مراکش میں دفن کیا گیا۔ اُس کے دو بیٹے ابو طاہر تمیم اور ابو الحسن علی اور دیگر معزز شیوخ جو قبیلۂ لمتونہ اور صنہاجہ کے دوست یار و عزیز تھے اُس کے جنازے میں شریک تھے۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنی موت کے وقت تک اپنے دین پر قائم تھا اور یہ خواہش اُس کے دل میں آخر وقت تک موجود تھی کہ دین اسلام کی اشاعت ہو۔ محمد بن خلیفہ اپنی کتاب "بیان واضح" میں لکھتا ہے کہ اُس کی رعایا اور مسلمانوں کو اس کی موت کا اس قدر رنج ہوا کہ انھیں اس کے سوا اور کسی بات سے تسلی نہ ہو سکی کہ خود اُسی نے اپنا جانشین شہزادہ علی کو مقرر کر دیا تھا۔

جب شاہ یوسف نے اندلس کے تیرہ امیروں کے ساتھ جنگ زلاقہ میں فتح پائی اور مسیحی شاہ ڈان الفانسو کو شکست دی تو اُس نے حکم دیا کہ سکے کا نقش جو پہلے سے چلا آتا تھا بدل دیا جائے۔ اور مندرجہ ذیل عبارت اشرفیوں پر نقش کرائی "لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ امیر المسلمین یوسف بن تاشفین"، اس عبارت کے گرد یہ الفاظ لکھے تھے "و من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ" (جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو مانتا ہے اُس کا مذہب نہیں قبول کیا جائے گا۔ اور قیامت کے دن وہ بدقسمت لوگوں میں شمار ہوگا)۔ اس کی پشت پر ایک حلقے میں لکھا تھا "امیر المومنین عبداللہ العباسی" اور اس حلقے کے گرد سنہ اور مقام کا نام تھا۔

چوبیسواں باب

علی بن یوسف کی حکومت کا آغاز۔ اُس کا دو دفعہ اسپین میں آنا۔ جنگ اقلیس جس میں ولیعہد ڈان شانجہ مارا جاتا ہے

یوسف کے انتقال کے بعد ہی اُس کا بیٹا علی تخت نشین ہوا اور اُس کی حکومت کا اعلان کیا گیا۔ اُس کی کنیت ابوالحسن تھی اُس کی ماں مسیحیہ تھی۔ جس کا نام قمیقہ تھا۔ وہ سنہ ۴۷۷ھ میں مقام سبطہ میں پیدا ہوا۔ اُس کا رنگ صاف اور کھلا ہوا تھا۔ آنکھیں خوشنما تھیں۔ ڈاڑھی چمکدار سیاہ رنگ کی تھی اُس کی ناک متناسب تھی۔ وہ متوسط القامت تھا اور اُس کی صحت ہمیشہ اچھی رہتی۔ ماہ محرم سنہ ۵۰۰ھ میں شہر مراکش میں اُس کی سلطنت کا اعلان کیا گیا۔

علی بن یوسف کی عمر اس وقت ۲۳ سال کی تھی اور اُس کے تین بیٹے اسکی تخت نشینی سے پہلے پیدا ہو چکے تھے جن کے نام تاشفین الوالی۔ ابوبکر اور زبیر بن علی تھے۔ تاشفین الوالی اُس کے بعد جانشین سلطنت ہوا۔ اس نئے بادشاہ کا کاتب یعنی معتمد شاہ اشبیلیہ ابن عباد کا ایک بیٹا ابو محمد بن عباد تھا۔ علی بن یوسف کو اُس کی رعایا امیر المومنین کہتی اور وہ سارے علاقۂ المغرب پر جو مدینہ بجایہ سے انتہائی بلاد سوس الاقصے تک اور جبل ماسہ سے لے کر بلاد سعدان کے سونے کے پہاڑوں تک پھیلا ہوا تھا حکومت کرتا۔ ساری سرزمین القبلہ بھی اُسی کے قبضے میں تھی۔ اس کے علاوہ علی بن یوسف اسپین کے زیادہ حصے کا بھی مالک تھا۔ اور بحیرۂ شام (اسپین) کے جزائر ویقہ (یابسہ) میورقہ اور منارقہ پر بھی اُسی کا قبضہ تھا۔ اُس کے نام کا خطبہ تین لاکھ ممبروں پر پڑھا جاتا۔ مختصر یہ کہ وہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا اور طاقتور بادشاہ تھا۔ وہ منصف

مزاج لائق اور بہادر بھی تھا۔ اپنی سرحدون کو نہایت عمدگی کے ساتھ محفوظ رکھتا اور ہر بات مین اپنے مشہور و معروف باپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا۔ تخت نشینی کے بعد اُس کے اور لڑکے بھی ہوے جن کے نام ابو حفص عمر الاکبر۔ تمیم ابراہیم۔ اسحق۔ ابو ہام۔ داؤد۔ عمر الاصغر۔ مجد الی۔ اور عثمان تھے۔ ان مین سے تمیم ابراہیم نے خانۂ کعبہ کا حج کیا۔ اسحق کو اُس کے بھتیجے یعنے ابراہیم کے بیٹے نے کسی انتقام مین قتل کر ڈالا۔ عثمان اُس کے بیٹون مین سب سے چھوٹا تھا اور ایک مسیحی مان کے بطن سے پیدا ہوا تھا جس کا نام اس کے حُسن کی وجہ سے فیض الحسن تھا۔

جن وزرا نے اس بادشاہ کی خدمت کی اُن کے نام عثمان بن عمر اور اسحق بن عثمان تھے۔ جب یہ آخر الذکر وزیر شاہ علی بن یوسف کی خدمت مین داخل ہوا اُس وقت اُس کی عمر فقط اٹھارہ برس کی تھی لیکن اُس کی مستقل مزاجی اور دانائی کی اس کی کم عمری ہی مین یہ حالت تھی کہ دربار کے سب عقلمند عالم اور تجربہ کار لوگ اُس کی تعریف کرتے اور اسی وجہ سے علی بن یوسف نے اسے اپنا وزیر منتخب کیا تھا۔ جس خدمت کو اُس نے اپنے بادشاہ کی مرضی کے مطابق انجام دیا اور رعایا مین سے کسی نے ایک دفعہ بھی اس کے خلاف کوئی شکایت نہین کی۔ بلکہ اس کی حکومت ہمیشہ ملک کی بہبودی۔ ترقی اور عوام کی خوشحالی پہنچتی رہی۔ خدا نے اسحق بن عثمان کو اس قدر زود فہم اور عقلمند پیدا کیا تھا کہ وہ ہر شخص کے دل کا حال سمجھ جاتا اور گذشتہ موجودہ اور آیندہ واقعات سب اُس کی نظر کے سامنے رہتے۔ ان وزرا کی مدد اور اپنی دانائی کی بدولت علی بن یوسف نے سلطنت کے انتظام کو نہایت کامیابی کے ساتھ سنبھال لیا۔ اور وہ اُن عقلمندون اور عالمون سے بھی مشورہ لیا کرتا جو اُس کے دربار

میں تیج تھے اور امن اور جنگ کے معاملات میں بخوبی تجربہ رکھتے انہیں کو وہ اپنی سلطنت کی معزز اور نمایاں خدمتوں پر مقرر کرتا۔

علی بن یوسف نہایت رحمدل واقع ہوا تھا اور محتاجوں کے حال پر ہمیشہ مہربان رہتا۔ اس کی شکل سے عظمت اور وقار ظاہر ہوتا جو شخص اسے دیکھتا اُس کا ادب کرتا۔ اس کی نیکیوں کی وجہ سے محبت کرتا ساتھ ہی اُسکی عظمت کی وجہ سے دل میں خوف بھی پیدا ہوتا۔ اس کے بڑے بھائی ابوطاہر تمیم نے بغیر کسی پس و پیش کے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اس کی سلطنت کے دیگر معزز امرا نے فوراً اس کی تقلید کی۔ علی بن یوسف پہلا مسلمان بادشاہ ہے جس نے مسیحیوں کو اپنی ملازمت میں داخل کیا۔ اُس نے عیسائیوں کو ٹکس وصول کرنے اور اس کے انتظام کے لیے مقرر کیا۔ اس کے علاوہ بہت سے مسیحی سردار خاص اُس کے دربار میں موجود تھے۔ لیکن اس وجہ سے وہ مسیحیوں کے خلاف اعلان جنگ دینے یا اُن سے لڑنے سے باز نہیں رہا۔ ان لڑائیوں میں وہ بذات خاص شریک ہوتا۔ اُس کا اسلامی جوش نواح طلیطلہ اور طلبیرہ کے علاقوں میں بخوبی ظاہر ہو گیا جنھیں علی بن یوسف کے فتحمند اسلحہ نے بالکل تباہ و برباد کر ڈالا۔ اس غرض کے لیے وہ چار دفعہ افریقہ سے اندلس میں آیا جس کا حال ہم تفصیل کے ساتھ آیندہ بیان کریں گے۔

مورخین بیان کرتے ہیں کہ جیسے ہی علی بن یوسف کو اپنے باپ کے انتقال کی خبر ملی اور اُس نے جنازے کو کفن میں لپیٹ دیا وہ اپنے بڑے بھائی ابوطاہر تمیم کا ہاتھ پکڑے ہوے باہر نکل آیا اور امرا اور دیگر سرداروں کو بادشاہ کے انتقال کی خبر دی۔ ساتھ ہی اُس کے بڑے بھائی نے اپنا داہنا ہاتھ اُٹھایا اور علی بن یوسف کا داہنا ہاتھ لے کے بیعت کی اور بلند آواز میں قسم کھائی۔ اس کے بعد شیوخ

کی طرف متوجہ ہو کے کہا "آؤ۔ امیر المسلمین کے ہاتھ پر بیعت کرو"۔ اس پر مرادی صنہاجی۔ مصامدی اور دیگر قبائل کے شیوخ عالم اور فقیہہ جو موجود تھے آگے بڑھے اور علی بن یوسف کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ اس طرح مراکش مین بیعت کی رسم ادا ہوئی۔ دیگر صوبہ جات مین نئے بادشاہ نے خط بھیجے اور المغرب ہسپانیہ اور بلاد القبلہ کو بادشاہ کے انتقال اور اپنے تخت نشین ہونے کی خبر دی۔ اُن مقامات کے شیوخ کو حکم دیا گیا کہ اپنے اپنے شہرون مین اُس کی حکومت کا اعلان کرین اور مسجدون مین اُس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔

اس اثنا مین بادشاہ کے پاس چند قاصد شہر فاس سے آئے اور اطلاع دی کہ "آپ کے بھتیجے یحییٰ بن ابی بکر بن یوسف نے جو اس شہر کا والی تھا اور جسے شاہ یوسف نے اس خدمت پر مقرر کیا تھا جیسے ہی بادشاہ کی موت اور آپ کی تخت نشینی کا حال سُنا بغاوت کے لیے اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔ اُس کا خیال ہے کہ آپ کی تخت نشینی سے اُس کی حق تلفی ہوتی ہے لہذا علانیہ مخالفت کر دی ہے وہ کسی طرح اس بات کی اجازت نہین دیتا کہ شہر فاس مین آپ کی تخت نشینی کا اعلان کیا جائے۔ اور بہت سے شریف لمتونی سپہ سالار اُس کی تائید کر رہے ہین"۔

اس غیر متوقع خبر سے شاہ علی کو بہت صدمہ ہوا وہ فوراً مراکش سے روانہ ہو گیا اور اپنے بھتیجے کے مقابلے کو چلا۔ جب شاہی فوج فاس کے قریب پہنچی یحییٰ بن ابی بکر نے اپنے مین اتنی طاقت نہ دیکھی کہ نکل کے چچا کا مقابلہ کرے یا شہر کو اُس کی فوجون سے بچائے۔ لہذا اُس نے کسی قسم کی مدافعت نہین کی اور خود شہر سے بھاگ گیا۔ یہ دیکھ کر علی بن یوسف نے مدینۂ فاس پر قبضہ کر لیا

یہ واقعہ ۸؍ ماہ ربیع الاوّل سنہ ۵۴۰ھ کو چہارشنبے کے روز پیش آیا۔

دیگر مورخین اس واقعے کو کسی قدر دوسرے طریقے سے بیان کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ جب علی بن یوسف مدینہ مجالیہ مین پہونچا جو علاقۂ فاس کی سرحد پر واقع ہے تو اُس نے اپنے بھتیجے کو ایک خط لکھا جس مین نہایت نرمی کے ساتھ اس نافرمانی پر لعنت و ملامت کی اور اس سے کہا کہ فوراً ہتھیار ڈال دو اور جس طرح بقیہ سب اعزا نے کیا ہے تم بھی حاضر ہو کے میرے ہاتھ پر بیعت کرو"۔ انھین مورخین کا بیان ہے کہ علی نے اسی مضمون کے خط فاس کے شیوخ کو بھی لکھے۔ انھین بھی نہایت نرمی کے ساتھ ملامت کی اور یقین دلایا کہ مین بہت جلد تمھارے شہر مین پہونچ جاؤن گا۔ جب یہ خط قاصدون کے ذریعے سے یحییٰ بن ابی بکر کو ملا تو اُس نے کونسل شیران سلطنت کو جمع کیا اور اُس کے ارکین سے خواہش کی کہ شہر کی مدافعت کے لیے تیار ہو جائین۔ لیکن شیوخ اور شہر کے خاص خاص باشندے اس معاملے مین اُس کے خلاف تھے سب نے اسے مشورہ دیا کہ مدافعت کا خیال اپنے دل سے نکال ڈالیے اور فرمان برداری کا وعدہ کر کے خود کو اپنے چچا کے رحم پر چھوڑ دیجیے۔ اُنھون نے کہا کہ اس وقت اسی بات کا موقع ہے اور اس سے زیادہ مناسب کوئی طریقہ نہین ہو سکتا۔ کیونکہ شہر کے کل باشندے شاہ علی بن یوسف کو اپنی بادشاہی کے لیے قبول کرتے ہین۔ ان امرا نے بتایا کہ ہم لوگ عوام کی مرضی کے خلاف خواہ کتنی ہی محنت و مشقت اُٹھائین لیکن اس شہر کو بچانے کی بہت کم اُمید کی جا سکتی ہے۔

انھین مورخین کا یہ بھی بیان ہے کہ یحییٰ بن ابی بکر شیوخ کی بد رائے سن کے اُن سے بدظن ہو گیا اور خفیہ طریقے پر اپنے چند ہمراہیون کے ساتھ

مدینہ فاس سے نکل گیا۔ اور تلمسان کی جانب چلا جہاں مجد آلی حکومت کر رہا تھا۔ وہ اس جانب جا رہا تھا اور وادی مولایہ تک پہونچا تھا کہ سپہ سالار مجد آلی اس سے مل گیا کیونکہ وہ شاہ علی کو اُس کی تخت نشینی پر مبارکباد دے کے اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کرکے واپس جا رہا تھا۔ یحییٰ بن ابی بکر نے اپنا ارادہ اس پر ظاہر کر دیا لیکن مجد آلی نے اسے سمجھایا کہ تمھاری ساری کوششیں بیکار رہیں گی اور تمھارا کامیاب ہونا غیر ممکن ہے۔ پھر اس نے شہزادے سے کہا کہ تم میرے کہنے پر عمل کرو۔ اس کے بعد وہ یحییٰ کو اپنے ساتھ لے کے شاہ علی بن یوسف کے پاس واپس آیا۔ وادی شدرہ کے کنارے یحییٰ خیمے میں ٹھہرا رہا اور مجد آلی شاہ علی بن یوسف کے پاس گیا لیکن اس اثنا میں یحییٰ بہت پریشان تھا اور اُس کے دل میں طرح طرح کے خوف پیدا ہوتے تھے۔

مجد آلی بادشاہ کے پاس گیا اور اُسے سلام کرکے اپنے واپس آنے کا سبب بیان کیا اور کہا کہ میں نے والی یحییٰ کو اس بات پر آمادہ کر دیا ہے کہ وہ خود کو آپ کے رحم پر چھوڑ دے۔ اس پر علی بن یوسف نے اُس کا شکریہ ادا کیا اور اُس کی تعریف کی کہ تم نے بہت بڑی خدمت انجام دی پھر اپنے بھتیجے یحییٰ کی نسبت مجد آلی کو اطمینان دلایا اور اُس کا قصور معاف کر دیا۔

اب یحییٰ بن ابی بکر کو اس بات کی خبر کی گئی اور وہ نہایت عاجزی کے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اُس کے ہاتھ پر بیعت کی امیر نے خود بھی اُسے اطمینان دلایا اور اُس کا قصور معاف کیا۔ شہزادہ یحییٰ کے اطمینان کے لیے بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ جزیرۂ ذ...قہ میں رہ ...چند روز

فاس کی ولایت پر بھیجدیا گیا تھا اور اس خدمت کو اس نے فقط چند روز انجام دیا تھا۔

تمیم نے اسپین مین پہونچتے ہی علاقہ الشرقیہ اور سرقسطہ کی سرحد پر حملے شروع کردیے۔ اسی موقع پر مسیحیون سے مشہور جنگ اقلیس واقع ہوئی تھی تمیم بن یوسف نے غرناطہ مین پہونچکر ایک بہت بڑی فوج جمع کی جس مین منتخب سوارون کا ایک رسالہ بھی تھا۔ اس فوج کے ساتھ وہ کافرون کے ملک پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا اور ان کے مضبوط قلعہ اقلیس کا محاصرہ کرلیا۔ جس مین شاہ الفانسو کی ایک بہت بڑی فوج محافظت کے لیے موجود تھی۔ تمیم نے اس قلعہ کا ایسی سختی کے ساتھ محاصرہ کیا کہ مسیحی تاب نہ لاسکے اور تمیم نے اس مقام پر قبضہ کرلیا۔ اور اپنے تباہ کن حملے مسیحی ممالک پر شروع کردیے۔

ان واقعات کی خبر شاہ الفانسو کو پہونچی۔ جو ان نقصانات کو سُن کے بہت ناراض ہوا۔ اُس نے اپنی فوجون کو حکم دیا کہ سرحد کی جانب کوچ کرین اور مسلمانون کے حملون کو روکین۔ لیکن اُس کی بی بی نے یہ مشورہ دیا کہ اسلامی فوج کا سپہ سالار مسلمان بادشاہ کا ایک بیٹا ہو لہذا مسیحی بادشاہ کو بھی یہ چاہیے کہ اپنے شہزادے ڈان شانجہ کو اُس کے مقابلے کے لیے بھیجے۔ الفانسو نے اس رائے کو قبول کیا اور اپنے بیٹے کو سب معزز سردارون اور ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اقلیس کی جانب روانہ کیا۔

جب تمیم بن یوسف نے انکی فوج کے آنے کا حال سُنا تو اس کا ارادہ ہوا کہ قلعے کو چھوڑ دے اور مسیحی شہزادے اور کافرون کے آنے سے پہلے ہی اسے خالی کرکے چلا جائے۔ اُس نے عبداللہ محمد بن فاطمہ۔ محمد بن عائشہ اور دیگر امرا دولت و سپہ سالارون سے مشورہ کیا لیکن اُن سب نے شہزادے کو

شاہ ڈان الفانسو کو جب اس عظیم الشان جنگ. فوج کی شکست اور بیٹے کی موت کا حال معلوم ہوا تو اس کے رنج کی کوئی انتہا نہ تھی. اس کے دل مین ایسا سخت درد پیدا ہوا کہ بیمار پڑ گیا. چونکہ اب بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا تھا اس صدمے کو نہ برداشت کر سکا اور چند روز کے بعد[ع۵] مرگیا تمیم بن یوسف نے اپنے بھائی یعنے بادشاہ کو اس شاندار فتح کا حال لکھا اور یہ ایک ایسی فتح تھی جو شاذو نادر کبھی حاصل ہوئی ہوگی.

دوسرے سال یعنی ۵۰۲ھ مین شہزادہ تمیم بن یوسف کے حکم سے محمد بن الحاج بلنسیہ سے روانہ ہوا اور شاہ المستعین بن ہود کو مدد دینے کے بہانے سے علاقہ سرقسطہ مین داخل ہو گیا کیونکہ وہ بہادر اور نیک بادشاہ اس زمانے مین مسیحیون سے لڑائی مین مصروف تھا. اُن کے ممالک پر حملہ کر رہا تھا اور ان کے کئی شہرون مین آگ لگا دی تھی. شاہ الفانسو اگرچہ اس زمانے مین دیگر مسیحیون بادشاہ کے خلاف لڑائی مین مصروف تھا لیکن اُس نے سرقسطہ کے اس حملے کے جواب مین دریاے ابرو کے کنارے کی سرزمین کو تباہ و برباد کر دیا. اس کے سپہ سالارون نے تاشتہ بر غاس اور مجالیہ پر قبضہ کر لیا اور ان کھلے میدانون پر حملہ کرنے لگے جو سرقسطہ کے گرد واقع تھے. اب مرادوی سپہ سالار میدان جنگ مین پہونچ گیا. اس کے آنے کی خبر پاتے ہی مسیحیون نے اپنے خیمے اُکھاڑے اور واپس چلے گئے. محمد بن الحاج شہر مین داخل ہو گیا اور اپنی کامیابی کا حال شاہ علی بن یوسف کو لکھا.

اس واقعے کو زیادہ زمانہ نہین گذرنے پایا تھا کہ شاہ المستعین باللہ کے دل مین مرادوی سپہ سالار کی طرف سے شبہ پیدا ہوا. اور اس شبہ کرنے کے بعض

ع۵ مورخ عبدالحلیم کا بیان ہے کہ اس لڑائی کے بیس روز بعد اُس نے انتقال کیا (کانڈی)

وجوہ بھی تھے۔ اُس کے دل میں خوف پیدا ہوا کہ کہیں محمد بن الحاج مجھے بھی پکڑ کے شہر اغمات میں بھیج دے جس طرح کہ بدقسمت شاہ اشبیلیہ ابن عباد کے ساتھ کیا گیا۔ لہذا بغیر کسی قسم کا ارادہ ظاہر کیے وہ سرقسطہ سے نکلا اور اپنے سرحدی علاقے میں چلا گیا جہاں کئی نہایت مضبوط قلعے موجود تھے۔ اس روانگی میں اس کی سلطنت کے بہت سے معزز شیوخ اس کے ساتھ گئے۔

اس کے چند روز بعد شہزادہ تمیم بن یوسف کے حکم کے مطابق ابن الحاج نے علاقہ برشلونہ کی طرف کوچ کیا۔ اُس علاقے پر اُس کا حملہ بہت کامیاب ہوا۔ محمد بن الحاج کی عدم موجودگی میں شاہ المستعین باللہ سرقسطہ میں واپس آیا۔ لیکن مسیحیوں نے بھی فوراً اس کے علاقے پر حملے شروع کر دیے اور اس مرتبے ایسے زور و شور کے ساتھ آئے کہ اُنھوں نے شہر کے پھاٹکوں تک پہونچ کے لوگوں کو قتل و غارت کرنا شروع کر دیا۔

اب مرابطی سپہ سالار محمد بن الحاج اپنی مندکرہ بالا مہم برشلونہ سے واپس آ رہا تھا۔ نہایت قیمتی مال غنیمت اور لونڈی غلام اُس کے ساتھ تھے ایک مقام پر پہونچ کے اُس نے ان لوگوں کو جو اس قیمتی سامان کی نگرانی کر رہے تھے بڑی سڑک سے روانہ کر دیا کیونکہ وہ اُن کے سفر کے لیے زیادہ موزوں تھی اور خود ایک تنگ و تاریک پہاڑی علاقے سے ہو کے روانہ ہوا جس میں بہت نشیب و فراز تھا اور جہاں مسلمانوں کی آبادی بہت کم تھی۔ اس پہاڑی راستے سے ابن الحاج نے اس سے پہلے کبھی نہیں سفر کیا تھا۔ جب وہ ایک نہایت دشوار گذار مقام پر پہونچ گیا تو مسیحی دفعتاً اُس پر حملہ آور ہوئے کیونکہ اُنھوں نے پہلے سے ایک کمین گاہ مقرر کر رکھی تھی۔ کافروں نے دفعتہ ایسے جوش و خروش کے ساتھ حملہ کر دیا کہ مسلمانوں کو مقابلے کے لیے تیار

ہونے کا وقت بھی نہ مل سکا اور وہ منتشر ہو کے بھاگنے لگے۔ یہاں مسلمان نہایت بیرحمی کے ساتھ قتل ہوئے۔ تقریباً سارے لمتونی شہسوار اس معرکے میں کام آئے یا زخمی ہوئے اور قید کر لیے گئے۔ سپہ سالار محمد بن الحاج بھی ایک بہادر سپاہی کی طرح لڑتا ہوا مارا گیا۔ قائد محمد بن عائشہ اپنی جان بچا کے نکل گیا اور وہی ایک ایسا شخص تھا جو مسلمانوں میں اپنی جان بچا سکا اور یہ بھی اس وجہ سے ہوا کہ وہ ایک نہایت تیز گھوڑی پر سوار تھا جو اس کی خوش قسمتی کی دلیل تھی۔

جب اس تباہی کا حال علی بن یوسف کو معلوم ہوا تو اسے بہت صدمہ ہوا خصوصاً محمد بن الحاج کی موت نے اُسے بہت رنج پہونچایا۔ اس نے سپہ سالار ابوبکر بن ابراہیم بن تفلوط کو اُس کی جگہ مقرر کیا۔ ابوبکر اس سے پہلے مرقیہ کا والی تھا۔ یہ سپہ سالار فوراً سرقسطہ کی سرحد کی جانب روانہ ہو گیا اور بلنسیہ، طرطوشہ اور افراجہ ہوتا ہوا علاقہ برشلونہ میں داخل ہوا۔ مویشیوں اور دیگر قیمتی اشیا پر قبضہ کر لینے کے بعد اُس نے کھیتوں میں آگ لگا دی۔ یہ کام ابوبکر نے فقط بیس دن میں کیا اور اتنے ہی دن وہ اس ضلع میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد وہ علاقہ سرقسطہ میں واپس آ رہا تھا کہ اس ملک کا بادشاہ ابن رادمیر اپنی بہت بڑی فوج جمع کر کے اس کے مقابلے کو آ پہونچا۔ یہ مسیحی فوج بآدید، برشلونہ اور بلا دارجونہ سے جمع کی گئی تھی۔ ایک نہایت سخت لڑائی ہوئی جس میں بہت سے مسیحی مارے گئے اور تقریباً سات سو مسلمانوں نے شہادت کا تاج حاصل کیا۔

پچیسوان باب

علی بن یوسف کا تیسری دفعہ اسپین مین آنا طلیطلہ کا محاصرہ لیکن اس شہر کو فتح نہ کر سکنا۔ شاہ راذمیر کی فتوحات۔ مجدالی کی مہم

شاہ علی بن یوسف نے اب یہ دیکھا کہ سرزمین اسپین مین میری موجودگی کی ضرورت ہے لہذا وہ ۵۰۳ھ مین اس ملک مین آیا اور ارادہ کیا کہ اس مقدس لڑائی یعنے جہاد مین بذات خود شریک ہو۔ وہ پندرھوین ماہ محرم کو سبطہ سے جہاز مین سوار ہو کے اسپین کی جانب روانہ ہوا۔ اُس کے ہمراہ بہت بڑی فوج تھی جس مین سوارون کی تعداد ایک لاکھ سے کم نہ تھی قرطبہ مین پہونچ کے وہ ایک مہینے ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد وہ لڑائی کے لیے چل کھڑا ہوا۔ یہ لڑائی ایسی سخت تھی کہ دیکھنے والے خوف کھاتے تھے شہر تابوت کو اُس نے حملہ کر کے فتح کر لیا اور نواح طلیطلہ کے ستائیس قلعون پر بھی اُس کا قبضہ ہو گیا۔ اس حملے سے لوگون کے دلون مین اس قدر خوف پیدا ہوا کہ وہ اپنے گھرون کو چھوڑ کے بھاگ گئے اور جنھین دوسرے شہرون اور قلعون مین پناہ نہ مل سکی وہ غیر آباد پہاڑیون مین چھپ رہے۔ یہانتک کہ وہ ساری زمین ویران اور تباہ ہو گئی۔

اب شاہ علی نے شہر طلیطلہ کا محاصرہ کر لیا اور اپنی فوج کے ساتھ ایک مہینے وہان ٹھہرا رہا۔ اس اثنا مین ایک لڑائی باب القنترہ پر واقع ہوئی جسمین مسلمانون کو فتح ہوئی اور بہت سے مسیحی قتل ہوے۔ اس کے بعد مسیحیون کو پھر قلعے مین سے نکلنے کی جرأت نہ ہوئی اگرچہ دشمن اُن کے پھاٹکون کے سامنے اپنا پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ البتہ پر بھی مراد وہی سپاہ کا قبضہ تھا۔ کیونکہ اس مقام کے گرد کوئی فصیل نہ تھی لیکن شاہ علی کو یہ نظر آیا کہ وقت بیکار

ضایع ہو رہا ہے۔ کیونکہ طلیطلہ ایسا مضبوط قلعہ ہے کہ اس پر کسی طرح حملہ کرکے قبضہ نہین کیا جا سکتا لہذا اُس نے قرب و جوار کے ملک کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا اور مقامات مجید اور وادی الحجارہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ اپنی فوج کے ساتھ مدینۂ طلبیرہ کی جانب بڑھا اور اس کا بھی محاصرہ کر لیا۔ پھر کئی نہایت سخت حملون کے بعد اس شہر پر قبضہ کر لیا اور مسیحیون مین سے ایک بھی جو اُس کے اندر موجود تھے زندہ نہ بچا۔ اس انتقام سے مطمئن ہو کر شاہ علی بن یوسف فتح کے جھنڈے اُڑاتا ہوا افریقہ مین واپس گیا۔

اسی زمانے مین بہادر اور نیک بادشاہ سرقسطہ احمد ابوجعفر المستعین باللہ بن ہود بھی مسیحیون کے خلاف لڑ رہا تھا کیونکہ مسیحیون نے دریاے عجبرو کے کنارے ایک مضبوط قلعہ تودلہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ سرقسطہ کا بادشاہ سوار دن کی ایک منتخب جماعت کے ساتھ اپنے لوگون کی مدد کو آیا۔ مسیحیون نے اُس سے مقابلہ کیا۔ اس لڑائی مین جو نہایت سخت اور خونریز تھی بادشاہ بذات خود لڑ رہا تھا۔ آخر کار کسی کے نیزے نے اُس کے سینے کو چھید ڈالا اور وہ اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا اور مر گیا۔ اس واقعے کو عبداللہ بن عطیہ اور الصغیر نے بیان کیا ہے جو خود اس لڑائی مین شریک تھے۔

بہادر بادشاہ اور سپہ سالار کے مرتے ہی مسلمانون نے میدان جنگ کو چھوڑ دیا اور مسیحیون نے فتح پائی جنھون نے بڑھ کے شہر پر بھی قبضہ کر لیا۔ مسلمانون کی یہ شکست ۵۰۳ھ مین واقع ہوئی۔ مسلمان سپاہی اپنے بادشاہ کی لاش کو دارالسلطنت مین اُٹھا لائے اور انھین کپڑون مین اور اسلحہ کے ساتھ جو کہ اس کے جسم پر تھے دفن کر دیا۔ سارا شہر اُس کے جنازے کے ساتھ تھا اور اس نقصان پر وہ بہت دنون تک افسوس کرتے رہے۔ فوراً اس کا ولیعہد بیٹا ... تخت پر ...

جانشین منتخب کیا گیا۔ اُس کا نام عبد الملک بن احمد ابو مروان تھا اور وہ عماد الدولہ کے لقب سے مشہور تھا۔ وہ بھی ایک بہادر سپاہی تھا لیکن اپنے باپ کی ایسی عقلمندی نہین رکھتا تھا۔ جنگ ہولسکا اور تاشتہ اور لریدہ کے معرکون مین اُس نے اپنی بہادری کا نمایان ثبوت دیا تھا۔ لیکن اس مین اتنی عقلمندی اور حکمت عملی نہ تھی جو ایسے طاقت ور اور حوصلہ مند پڑوسیون کے درمیان مین ضروری تھی۔

مرادوی سپہ سالار سیر بن ابی بکر ابھی اشتارین اسپین کے علاقۂ الغرب مین مصروف جنگ تھا۔ وہان اُس نے مسیحیون کے بہت سے شہرون پر قبضہ کر لیا جن مین زنطراس، باد جوس، جبورہ پرتگال اور الاسبونہ بھی تھے سنہ ۵۰۲ھ کے ماہ ذی قعدہ مین سیر بن ابی بکر نے اس ملک اور وہان کے واقعات کا حال شاہ علی بن یوسف کو لکھا۔

جب مرادوی سپہ سالار سرحدون پر مسیحیون کے مقابلے مین مختلف حیثیتون سے جنگ کر رہے تھے لمتونہ کے شریف [illegible] کے اندرونی حصون پر حکومت کر رہے تھے اس کی [illegible] رعایا مین [illegible] پیدا کر رہی تھی [illegible] انھون نے [illegible] خیال کیا۔ جس کی ان حکمرانون کو [illegible] سوارون اور پیدلون کی بے شمار فوج کے خوف سے جو ہمیشہ ملک مین موجود رہتی لوگون نے اپنا اصلی خیال ظاہر نہین کیا اور ان نئے حاکمون کی اطاعت کرتے رہے۔ مرادوی سپہ سالارون اور فوج والون سے جو صحرا مین پیدا ہوئے تھے اور جو بڑے بڑے شہرون مین بڑے ہوئے تھے وہ قاضی اور قابل لوگ جو سلطنت کے انتظام کے لیے مقرر کیے گئے تھے بہت زیادہ

ناقابل برداشت تھے مرابطی سپاہی بالکل سیدھے اور صاف لوگ تھے دو بہیمکی مکاری اور دغابازی سے نفرت کرتے اور واقف نہ تھے۔ ایسی بھی نہ تھے جتنے کہ وہ حکمران تھے جو کہ رعایا کو فوج کے اثر سے دبانے اور نہایت دغابازی کے ساتھ ان غریب اور ناچار لوگون کو لوٹ لیتے جنہون نے اپنی پیشانی کا پسینہ بہا کے اور مشقت برداشت کر کے کچھ پیدا کما تھا۔ اس مین اصلی فائدہ حاصل کرنے والے زیادہ تر یہودی تھے جو مسیحیون اور مسلمانون دونون سے ٹکس وصول کرتے۔ اُن کے حرص و آز کی کوئی انتہا نہ تھی اور اعلی عہدہ دارون نے اُنھین بالکل چھوڑ دیا تھا کہ لوگون سے جس طرح جی چاہے پیش آئین۔

اب مرابطی سپہ سالار سیر بن ابی بکر اپنی مہم الغرب سے واپس آ کے شہر اشبیلیہ مین بیمار پڑا۔ اور اُس کے مرض نے اس قدر طول کھینچا کہ کوئی دوا اسے فائدہ نہ پہونچا سکی۔ اس کے علاوہ اب وہ بہت ضعیف ہو گیا تھا۔ اور خدا نے اسے اپنے آغوش رحمت مین لے لیا۔ یہ واقعہ سنہ ۵۰۷ کا ہے۔ لوگون نے اُسے شہر مین دفن کیا اور اُس کی حکومت محمد بن فاطمہ کے سپرد کی گئی جس نے تین برس حکومت کی اور اس کے بعد وہ بھی مر گیا۔

اسی سنہ مین سپہ سالار مجد الی نواح طلیطلہ پر حملہ آور ہوا۔ اس نے کھیتون کو کاٹ ڈالا اور اُن مین آگ لگا دی۔ اسی طرح وہ ملک کو تباہ و برباد کرتا ہوا خاص شہر طلیطلہ کے پھاٹک تک پہونچ گیا۔ مردونہ اور ...نہ کے قلعون کو اُس نے منہدم کرا دیا اور طلیطلہ پر آٹھ شبانہ روز مسلسل حملے کرتا رہا۔ بہت سی منجنیقین اس نے اس کام کے لیے استعمال کین۔ مجد الی نے ان مسیحیون کو جو مختلف قلعون مین اسے مل گئے قتل کر ڈالا اور عورتون اور بچون کو ...

زندہ نہ چھوڑا۔

جب طلیطلہ کی اس تباہی و بربادی کا حال مسیحی بادشاہ البرہانس کو معلوم ہوا تو وہ سردار ایک طاقتور فوج کے ساتھ اس کی مدد کو آپہونچا۔ مجدالی کو بھی اس کی خبر مل گئی۔ اس نے فوراً اپنے خیمے اُکھاڑے اور البرہانس کے مقابلے کے لیے چلا۔ لیکن رات کی تاریکی مین وہ مسیحی فوج کے پاس سے ہو کے گذر گیا اور کسی شخص نے اس کا خیال نہ کیا۔ اب وہ ایک فاتح کی حیثیت سے قرطبہ مین واپس آیا۔ بیشمار مال غنیمت اُس کے ساتھ تھا۔ یہان پہونچ کے اُس نے فوراً اپنی ایک فوج کو الزاہنہ مین بھیجدیا اور اس مین بہت سے سوار اور تیرانداز بھیجا دیے تاکہ وہ مقام بخوبی محفوظ ہو جاے۔

اس کے چند روز بعد مجدالی کو معلوم ہوا کہ وادی الغیارہ کا حاکم کانڈی غرقیس مدینہ سلی تک آپہونچا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ ایک منتخب فوج کے ساتھ اُس کے مقابلے کو چل کھڑا ہوا لیکن جیسے ہی اس مسیحی سردار کو مجدالی کے آنے کا حال معلوم ہوا اس نے محاصرہ اُٹھا لیا اور اپنے خیمہ و خرگاہ کو چھوڑ کے فوراً بھاگ کھڑا ہوا۔ سپہ سالار وہ ندھی کو جو خبر پہونچائی گئی تھی غلط نہ تھی کیونکہ اس کے روانہ ہوتے ہی مجدالی اس مقام پر آپہونچا۔ اور اس کے سارے خیمہ و خرگاہ اور سامان جنگ پر قبضہ کرلیا۔

دوسرے سال یعنی ۵۰۸ھ مین یہ بہادر مسلمان سپہ سالار جو قرطبہ کا والی تھا ایک لڑائی مین مارا گیا۔ اُس کی شاندار موت ایک حملے مین واقع ہوئی جو اُس نے مسیحیون پر کیا تھا اور وہ ایک بہادر سپہ سالار کی طرح لڑتا ہوا شہید ہوا۔ اس واقعے کی خبر شاہ علی بن یوسف کو کی گئی جو اپنے اس بہادر سپہ سالار کی موت سے بہت رنجیدہ ہوا اور اس مقتول سپہ سالار کے

اپنے بیٹے محمد بن مجد الی کو والی قرطبہ مقرر کیا۔

یہ محمد بن مجد الی بھی اپنے باپ کا سا بہادر سپہ سالار تھا لیکن اس کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ تین مہینے سے زیادہ اس جگہ حکومت نہ کر سکا۔ اس نے ارادہ کیا کہ اپنے باپ کی موت کا انتقام لے۔ اور اسی خیال سے سرحد کی جانب روانہ ہوا لیکن مسیحیون کے مقابلے میں وہ بھی مارا گیا اور اپنے باپ کی طرح جس کا کہ وہ انتقام لینے آیا تھا بہادری کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔

۵۰۸ھ میں شاہ علی بن یوسف نے اپنے جہاز مشرقی اسپین کے جزائر کی جانب روانہ کیے کیونکہ مسیحیون نے اُن پر قبضہ کر لیا تھا اور مسلمانون کو لوٹنا اور بے شمار تعداد میں قتل کرنا شروع کر دیا تھا۔ فقط اسی خبر نے کہ اسلامی بیڑہ آ رہا ہے مسیحیون کو بھاگنے پر آمادہ کر دیا کیونکہ وہ اس بات کی جرأت نہ کر سکے کہ وہان ٹھہرے رہین اور اسلامی حملہ کے ذریعے سے نکالے جائین لیکن اُنھون نے جاتے وقت بہت سے لوگون کو قید کر لیا اور زیادہ تر مخلوق اُن کی بیرحمی کے ہاتھون قتل ہوئی۔

اس اثنا میں ابو محمد عبداللہ بن مجد الی ایک بڑی فوج کے ساتھ جس میں سوار اور پیدل بھی تھے اور جو اُس نے غرناطہ میں جمع کی تھی بلنسیہ کی جانب روانہ ہوا۔ وہان چند روز ٹھہرا رہا اور ۵۱۰ھ میں سرقسطہ گیا کیونکہ اس زمانے میں مسیحی بادشاہ راذمیر نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا تھا اور اُس کے گرد و نواح کو تباہ کر رہا تھا۔ کئی نہایت سخت لڑائیان واقع ہوئین۔ آخر کار ابن راذمیر کو محاصرہ اُٹھا لینا پڑا اور وہ علاقہ سرقسطہ سے واپس چلا گیا۔ لیکن شاہ عماد الدولہ بن ہود کے دل میں مرادی سپہ سالار کی طرف سے شبہ پیدا ہوا اور جیسے ہی وہ مسیحیون کے محاصرے سے آزاد ہوا فوراً اپنے خاندان والون کے ساتھ اپنا خزانہ

لئے کہ قلعہ روطہ الیہود میں چلا گیا۔ اُسے کوئی اچھا مشورہ دینے والا نہ تھا لہذا
اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیا کرے۔ آیا دین کے دشمن مسیحیوں پر بھروسہ کرکے
ان میں پناہ لے یا اپنی قسمت کو مرادین کے ہاتھ میں دیدے جو دنیا اسلام
کے تھے شیطان نے اسے بہکا دیا اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تاکہ وہ بُرا
طریقہ اختیار کرے لہذا اس نے جو غلط طرز عمل اختیار کیا وہ نہایت خطرناک تھا
اور وہ مسیحیوں سے مل کے مرادین کے خلاف اُن کا دوست بن گیا۔

سرقسطہ کے لوگ دیکھ کے اس سے نفرت کرنے لگے اور انھوں نے لمتونی
سپہ سالار محمد بن الحاج کو لکھا جو بلنسیہ کا والی تھا۔ القضاعی کا بیان ہے کہ انھوں
نے اس سپہ سالار کو اپنے شہر میں بلایا اور کہا کہ ہم اور سارا بلاد مرادی
بادشاہ علی بن یوسف بن تاشفین کو اپنا بادشاہ قبول کرتے ہیں۔ اس کے
مطابق محمد بن الحاج روانہ ہوا اور اس نے چوتھی رمضان ۵۱۲ھ کو مسیحیوں پر
حملہ کیا اور ایک سخت لڑائی میں انھیں شکست دیدی۔

عماد الدولہ شاہ سرقسطہ کی دوستی سے ابن رادمیر کے دل میں بڑی بڑی
اُمیدیں پیدا ہوئیں۔ اُس نے ایک بہت بڑی فوج جمع کی اور اپنی پوری
قوت کے ساتھ مرادی سپہ سالار عبداللہ بن مجدالی پر حملہ آور ہوا جو کہ سرقسطہ
کی سرحد کی حفاظت کر رہا تھا۔ یہ لڑائی دار السلطنت سے تھوڑے فاصلے پر واقع
ہوئی۔ اس میں بہادر سپہ سالار عبداللہ بن مجدالی اپنے شریف سرداروں کے
ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور مسلمانوں کو شکست ہو گئی۔ مسیحیوں نے کئی ہزار قیدی
کرکے انھیں قتل کیا۔ اس کے بعد فاتح فوجیں آگے بڑھیں اور دیگر قلعہ جات
پر جو علاقہ جوف[ع] میں واقع تھے قبضہ کرلیا۔ مرادی فوج کی شکست کے بعد

[ع] جوف یعنی شمال۔

شاہ عماد الدولہ بن ہود بھی سرقسطہ مین واپس آیا اور اُس دغا بازی کے عہد نامے کی تصدیق کی جو اس نے مسیحی بادشاہ ابن رادمیر سے کیا تھا۔

ان واقعات نے علی بن یوسف کے دل پر بڑا اثر کیا اور اُس نے ارادہ کرلیا کہ آیندہ سال مین خود اسپین جاؤن گا لیکن اس خیال سے کہ اتنا وقت بیکار نہ ضایع ہو اس نے فوراً اپنے بھائی تمیم بن یوسف کو شرقیہ اسپین کی جانب روانہ کر دیا اور اسے حکم دیا کہ ایک بہت بڑی فوج جمع کر کے سرقسطہ اور لریدہ کے سرحدی مسلمانون کی مدد پہونچ جائے۔ کیونکہ اس بات کا فوری خطرہ محسوس ہو رہا ہی کہین وہ تباہ وبرباد اور بالکل پامال نہ ہو جائین۔ مورخ یحیٰی کا بیان ہی کہ علی خود بھی اسپین مین آیا اور علاقۂ جلیقیہ مین داخل ہوا شہر کلمبریہ پر بزور اسلحہ قبضہ کرلیا اور اس کے گرد و نواح کے ملک کو تباہ کر ڈالا۔ اسکے بعد وہ سبطہ مین واپس چلا آیا یہ واقعہ ۵۱۱ھ کا ہی اور اسی مورخ کا بیان ہے کہ اُس کے اس حملے کی تباہی و بربادی کے آثار اس ملک مین بہت دنون تک نظر آتے رہے۔

اب اندلس کی فوجین جمع ہو چکین تھین اور سب شہزادہ تمیم بن یوسف کے پاس پہونچ گئین، جو بلنسیہ مین موجود تھا۔ اس شہر سے شہزادے نے آگے کوچ کیا۔ اس کے ہمراہ اس کا عزیز ابو یحیٰی بن تاشفین حاکم قرطبہ اور محمد بن الحاج والی بلنسیہ اور بہت سے لمتونی شیوخ تھے۔ مرابطی رسالے اور ایک بہت بڑی پیدل فوج اُس کے ہمراہ تھی۔ اب وہ آگے بڑھ کے علاقۂ لریدہ پر حملہ آور ہوا اور ابن رادمیر کو اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ کہین مین اس شہر کے اندر محصور نہ ہو جاؤن لہٰذا وہ اس قلعے سے نکل پڑا اور لڑائی کے لیے آمادہ ہوا۔ یہ لڑائی نہایت سخت اور خونریز تھی اس مین ہماری جانب بھی اتنا ہی نقصان پہونچا جتنا کہ مسیحیون کو ہوا شہزادہ تمیم بن یوسف نے دیکھا کہ میری قوت بہت گھٹ گئی ہی۔ لہٰذا اسے مناسب معلوم ہوا کہ اس لڑائی کو ملتوی کر دے۔ اور وہ اپنے بقیہ دس ہزار آدمیون کو لے کے بلنسیہ مین

واپس چلا آیا۔

جب مسیحی بادشاہ ابن رادمیر نے دیکھا کہ میرا ستارہ آجکل چمک رہا ہے اور میرے حملے کامیاب ہو رہے ہیں تو وہ اس معاہدے سے منحرف ہو گیا جو کہ اس نے شاہ سرقسطہ عماد الدولہ کے ساتھ کیا تھا اور اس سے خواہش کی کہ اپنا شہر حوالے کر دے اب اس مسلمان بادشاہ نے دیکھا کہ میں خود اس جال میں پھنس گیا جو میں نے اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے بچھایا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ اب کس سے مدد مانگے۔ اور کیا کرے۔ ابن رادمیر کو اس نے کوئی جواب نہ دیا اور ساری توجہ اس جانب مبذول کی کہ اپنے شہر کو مضبوط کرے اور جو ذرایع ممکن ہوں بہم پہونچا کے دارالسلطنت کو محاصرے کے لیے تیار کر دے جو بہت قریب نظر آتا تھا۔

ابن رادمیر نے بھی وقت ضایع نہ کیا۔ کوہستان فرانس اور دیگر علاقہ جات سے اس نے اتنی فوجیں جمع کر لیں کہ معلوم ہوتا چیونٹیاں یا ٹڈیاں جمع ہو گئی ہیں۔ ان فوجوں کو لے کے اس نے سرقسطہ کا محاصرہ کر لیا اور حملے کی تیاریاں کرنے لگا اس غرض سے اُس نے لکڑی کے بہت اونچے برج تعمیر کرائے اور پہیوں کے ذریعے سے کھچوا کے انھیں فصیلوں کے قریب لے گیا۔ ان برجوں پر منجنیقیں اور دیگر اقسام کی کلیں نصب کرا دیں۔ زیادہ زمانہ نہیں گذرا تھا کہ رادمیر کو یقین ہو گیا کہ میں اپنی کوششوں میں کامیاب ہوں گا اور شہر پر میرا قبضہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اُس نے شہر کا ایسی سختی کے ساتھ محاصرہ کر لیا تھا کہ وہاں کے زیادہ تر باشندے بھوکوں مرنے لگے یہ شہر بہت آباد تھا اور جو سامان کہ باشندوں نے محاصرہ شروع ہونے کے قبل جمع کر لیا تھا اتنی بڑی آبادی کے لیے چند روز سے زیادہ کے لیے نہیں کافی ہو سکتا تھا۔

اس حالت کو دیکھکر شاہ عماد الدولہ نے ابن رادمیر کے پاس اپنے سفیروں کو بھیجا تا کہ شہر حوالے کرنے کے شرائط طے کریں۔ کیونکہ اب اسے سوا خدا کے اور کسی سے

مدد کی اُمید نہین باقی رہی تھی۔ مسیحیون نے اُس کی جان و مال اور خود اُس کی رعایا اور ان کی املاک کی ذمہ داری کی۔ عام لوگون کو انھون نے اجازت دیدی کہ چاہے اسی شہر مین رہین یا اپنی مرضی کے مطابق کہین اور چلے جائین۔ ان شرائط پر سرقسطہ اُن کے حوالے کر دیا گیا۔ بہت سے معزز مسلمانون نے اس شہر کو چھوڑ دیا اور بلنسیہ اور مرسیہ مین آکے آباد ہو گئے۔ شاہ سرقسطہ عماد الدولہ بھی اپنے خاندان والون کے ساتھ قلعہ روطہ الیہود مین چلا گیا۔ لیکن اسے گئے زیادہ زمانہ نہین گذرا تھا کہ شاہ علی بن یوسف کے بھیجے ہوے دس ہزار سوار اس کی مدد کے لیے افریقہ سے آ گئے۔ جب اُن کے سپہ سالار کو معلوم ہوا کہ سرقسطہ پر مسیحیون کا قبضہ ہو گیا ہے تو وہ ٹھہر گئے اور انھون نے آگے بڑھنے کی کوشش نہین کی۔

شاہ اذفونش اس کامیابی سے بہت خوش ہوا۔ اُس نے دوسرے سال پھر فوجین جمع کین اور مسلمانون کے ممالک پر حملہ آور ہوا۔ علی بن یوسف نے اپنے بھائی شہزادہ تمیم کو سوارون اور پیدلون کی ایک بڑی فوج کے ساتھ اُس کے مقابلے کو بھیجا جس نے مقام قتندہ پر اللہ کے دشمنون کا مقابلہ کیا۔ یہ لڑائی نہایت سخت تھی اور اس مین مسلمانون کو شکست ہو گئی۔ ان کے بہت سے لوگ کام آئے۔ بیس ہزار متطوعین نے اپنی جانین دین لیکن اصل فوج کا ایک شخص بھی نہین ضائع ہوا۔ شکست خوردہ فوج بلنسیہ مین واپس آئی۔ اس خونریز لڑائی مین ابوبکر بن العربی اور بہت سے نامور شہسوار شہید ہوے۔ انھین مین فقیہ احمد بن ابراہیم ابو علی بھی تھے جو شلونس کے قاضی تھے۔ یہ لڑائی ۱۹ عـه ماہ ربیع الاول ۵۱۴ھ روز پنجشنبہ کو واقع ہوئی۔

اس فتح سے کافرون نے قلعہ ایوب پر قبضہ کر لیا جو کہ اسپین کی سرحد پر واقع ہے

عـه دیگر قدیم کتابون مین اس جنگ کی تاریخ ۲۴۔ ربیع الاول بتائی گئی ہے۔ (کانڈی)

اور وہان سے اُنھون نے مسلمانون کے علاقے کو تباہ و برباد کرنا شروع کر دیا ساتھ ہی انھون نے بعض علاقہ جات الجوف پر بھی قبضہ کر لیا۔

جب یہ واقعات شاہ علی بن یوسف کو معلوم ہوے تو اُس نے حکم دیا کہ فوجون کے جمع کرنے کی تیاریان کی جائین اور ارادہ کیا کہ خود اس مقدس جنگ جہاد مین شریک ہو اور اپنی سرحدون کا بخوبی استحکام کر دے۔ شاہ علی بن یوسف تخت پر بیٹھنے کے بعد اس دفعہ تیسری مرتبہ اسپین گیا۔ اُس نے ایک بہت بڑی فوج مرادین عرب مطوعین اور قبائل زناتہ مصامدہ اور علاقہ جات بربر سے جمع کی اور ان سب کو لے کے نہایت اطمینان کے ساتھ سمندر کے اس پار آیا اور صحیح و سالم شہر قرطبہ تک پہونچ گیا۔ یہان اندلس کے سب والی اور قائد اس کی خدمت مین حاضر ہوے جن سے علی نے ہر صوبے اور شہر کے متعلق حالات دریافت کر لیے قرطبہ کے قاضی اسوقت ابن رشید تھے لیکن بادشاہ نے انھین موقوف کر کے قاضی ابوالقاسم بن حمید کو ان کی جگہ مقرر کیا ہی طرح چند دیگر انتظامات کے بعد وہ علاقۂ الغرب کی جانب روانہ ہو گیا۔ شاہ علی بن یوسف مدینہ سنابریہ[۱] مین بہ زور اسلحہ داخل ہو گیا۔ اور سب باشندون کو قتل کر ڈالا یا قید کر لیا یہی سلوک الغرب کے چند اور شہرون کے ساتھ کیا گیا۔ کھیت کاٹ ڈالے گئے۔ مویشی پکڑ لیے گئے گانون مین آگ لگا دی گئی۔ غرض یہ سارا علاقہ تباہ و برباد کر کے ایک ویرانہ بنا دیا گیا۔ فاتح فوجون کے آگے عیسائی بھاگتے جاتے تھے۔ انھین پناہ کی کوئی جگہ نہ ملتی۔ آخر کار وہ پہاڑون کے کھوہون۔ غارون اور قلعون مین جو اب تک اُن کے قبضے مین رہ گئے تھے اور ناقابل گذر پہاڑی راستون مین واقع ہوے تھے چھپ رہے۔

[۱] غالباً یہ وہی شہر ہے جو دیگر مقامات پر تلبریہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ (کانڈی)

ختم شد

ترجمۂ تاریخ گبن

گبن کی تاریخ "انحطاط و زوال دولت روم" دنیا کی وہ اہم ترین تصنیف ہے جس نے شائع ہوتے ہی دنیا کا علمی مذاق بدل دیا۔ اور واقعی یہ کتاب اُن چند مہتم بالشان اسباب میں سے ہے جنھون نے یورپ کو موجودہ یورپ اور انگلستان کو موجودہ انگلستان بنایا۔ اسی عظمت کی وجہ سے اُس کا ترجمہ یورپ کی تمام زبانون مین ہوگیا۔ اردو مین بارہا کوشش کی گئی کہ اس عظیم الشان تاریخ کا ترجمہ شائع کیا جائے۔ مگر اُس کی عظمت اور ضخامت کی وجہ سے کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ اور چند لوگون نے ہمت کی بھی تو اُن کو کامیابی نہ ہو سکی۔

فی الحال مین نے یہ تجویز قرار دی ہے کہ گبن کے دو دو بابون کا ترجمہ جو اردو مین دس بارہ جز مین آجایا کرے گا جدا جدا رسالون کے طور پر شائع کرتا ہون۔ ہر رسالہ دو تین مہینون کے اندر شائع ہو جایا کرے گا۔ اور اُس کی قیمت فی جلد ۸؍ یا ۱۰؍ یا زیادہ سے زیادہ ۱۲؍ قرار دیجاے گی۔ اور یہ رسالے مورخ سے الگ غیر موقت الشیوع کتابون کی وضع سے برابر نکلتے رہین گے اور چند سال مین پوری مکمل "تاریخ گبن" اردو مین پیدا ہو جائے گی۔

لیکن اتنے بڑے کام کی جراٗت اُس وقت تک نہین کی جا سکتی جب تک کہ اس کے کم سے کم دو سو مستقل خریدار نہ پیدا ہو جائین۔ لہذا وہ تمام حضرات جو اس ارادے کی قدردانی کرنے اور مادری زبان کی اس عظیم الشان خدمت مین ہاتھ بٹانا چاہتے ہون براہ کرم مطلع فرمائین کہ اس تجویز سے اُن کو اتفاق ہے اور اس رسالے کی ایک ایک جلد بخیال دستگیری و اعانت کُل جلدین وہ وی پی سے لیا کرین گے۔ اگر دو سو خریدار پورے ہو گئے تو فوراً کام شروع کر دیا جائے گا۔ اور چند روز کے اندر ترجمۂ گبن کا پہلا رسالہ اُن کے ہاتھ مین پہونچ جائے گا۔

ہمین اپنے احباب سے امید ہے کہ اس معاملے مین خاموشی نہ اختیار فرمائین گے۔ یہ خوب یاد رکھیے کہ یہ کام تکمیل کو پہونچ گیا تو بہت بڑا کام ہوگا۔

المشتہر

محمد صدیق حسن ایڈیٹر مورخ۔ کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ